بس گھنٹے

محمد حسین لکھنوی

ایک حیرت انگیز انوکھا جاسوسی ناول

۳۰ گھنٹے

مصنف
جیمس ہیڈلے چیز

مترجم
محمد حسین لکھنوی

قیمت
مجلد چار روپے

ناشر
نسیم بک ڈپو۔ لاٹوش روڈ لکھنؤ

ناشر:۔ عزیز الرحمٰن
پرنٹر:۔ سرفراز قومی پریس لکھنؤ

نسیم انہونوی کے نام

جن کی ہمت افزائی اور سرپرستی میرے اس
ترجمہ کی محرک ہوئی۔

محمد حسین لکھنوی

۳۰ گھنٹے جمیس ہیڈلے چیز کے حیرت انگیز
جاسوسی ناول ٹائیگر بائی ٹیل TIGER
BY TAIL کا اُردو ترجمہ ہے جسے محمد حسین صاحب
لکھنوی نے بڑی کاوش سے پیش کیا ہے۔ اس
ناول کی خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں صرف ۳۰ گھنٹے
کے اندر اتنے حیرت انگیز اور سنسنی خیز واقعات
رونما ہوتے ہیں کہ ناول شروع ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔
ایک رقاصہ کا پُراسرار قتل ناظرین کے لئے آخر
تک معمہ بنا رہتا ہے اور کوئی بھی یہ نہیں سمجھ پاتا کہ اصل
قاتل کون ہے اور جب قاتل کا حال کھُلتا ہے
تو قاری اور زیادہ متحیر رہ جاتا ہے اس خصوصیت
کے اعتبار سے ناول ۳۰ گھنٹے غالباً اُردو کے
جاسوسی ادب میں بے مثل اضافہ ہوگا۔

جلد اوّل

باب (۱)

ایک دراز قد نازک اندام دوشیزہ، سفید فراک میں ملبوس، کن ہالینڈ سے ذرا فاصلہ پر جارہی تھی ۔ وہ اس کے خرام ناز اور ستوالی چال کا مشاہدہ کرتا رہا۔ لیکن جیسے ہی اسے خیال آیا کہ این سے شادی ہوجانے کے بعد سے اس نے کسی دوشیزہ کو اس نظر سے نہیں دیکھا تھا، اس نے اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور دل ہی دل میں سوچنے لگا، کیا وہ خود بھی ایسا ہی دل پھینک ہوجاتا ہے جیسا کہ پارکر ہے؟ اور یک بیک پھر اس کی نظریں اس پیکرِ حسن و جمال کی طرف اٹھ گئیں جو اپنے خرام ناز سے ایک قیامت برپا کرتی ہوئی اس سے ذرا ہی فاصلے پر جا رہی تھی۔ یہی نہیں بلکہ اس کے دل نے کہا اگر صرف ایک ہی بار اس حسینہ سے قربت نصیب ہوجائے تب بھی وہ ساری عمر اس کو فراموش نہ کر سکے گا —— پارکر کا کہنا ہے کہ انسان اس وقت تک کبھی کسی عورت سے متاثر نہیں ہوتا جب تک اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ نہ لے۔ اس کی یہ بات درست ہی معلوم ہوتی ہے ۔ یہ یقینی بات ہے کہ اگر وہ اس دوشیزہ سے ملاقات کرے تو اس کی بیوی این کو اسکا کبھی علم

نہیں ہو سکتا، اور پھر سیکڑوں شادی شدہ اشخاص ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ نہ ان کی بیویوں کو علم ہو پاتا ہے کہ وہ کیا گل چھرے اڑا رہے ہیں اور نہ ان کے عزیزوں کو کسی طرح کا شک ہو پاتا ہے کہ وہ اپنی گاڑھی کمائی برباد کر رہے ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے سوچا کہ وہ خود بھی کیوں نہ ایسا ہی کرے۔؟

لیکن جیسے ہی وہ دوشیزہ، سڑک پار کر کے اس کی نظروں سے اوجھل ہوئی اس کو وہ خط یاد آگیا جو آج ہی اسے این کی طرف سے موصول ہوا تھا

اس خط میں لکھا تھا کہ اس کو گئے ہوئے پانچ ہفتے ہو گئے ہیں، لیکن ابھی تک اس کی ماں کی حالت قابل اطمینان نہیں ہے اور وہ یہ نہیں بتا سکتی کہ کب تک واپس آئے گی۔

کیوں اس کی ماں یہاں سے میلوں دور اور وہ بھی بغیر کسی سرپرست کے جا کر ایسی جگہ رہی تھی ہالینڈ نے سوچا یہ کسی کو بھی ضعیفی میں تنہا نہ رہنا چاہیئے جب ایسے لوگ بیمار پڑتے ہیں تو چار و ناچار ان کی بیٹیوں کو ان کی تیمار داری کے لئے جانا پڑتا ہے اور یہی نہیں بلکہ ان کے بے زبان داماد منہ سے اُف بھی نہیں کر سکتے۔!

ان ہی خیالات میں غلطاں پیچاں بڑبڑاتا ہوا وہ اپنے بینک کو چلا جا رہا تھا۔ دراصل وہ اپنی بیوی کی مفارقت سے بے چین تھا۔ سوا مہینہ کی تنہائی نے اس کو چڑچڑا کر دیا تھا۔ تنہا گھر اس کو پھاڑے کھاتا تھا۔ گھر کی دیکھ بھال اسکے لئے مصیبت بن گئی تھی۔ اور رہ رہ کر این کی تصویر اس کی آنکھوں میں پھر جاتی تھی جب وہ بینک میں داخل ہوا تو اسٹاف روم میں، ہاتھ منہ دھونے والی میز کے

سامنے لگے ہوئے آئینے میں پارکر اپنی ٹائی ٹھیک کر رہا تھا۔ ہالینڈ کو آتے دیکھ کر اس نے کہا "ہلو۔ کیسے گذر رہی ہے۔ تم تو آج کل پیٹھی ہو رہے ہو تمہاری بیوی بی بی کب تک آنے والی ہیں؟"

"کاش مجھ کو معلوم ہوتا" ہالینڈ نے اپنے ہاتھوں کو دھوتے ہوئے کہا "کیوں کہ میری خوش دامن صاحبہ کی حالت ابھی تک رو بصحت نہیں ہے اسی وجہ سے بیچاری این مجبور ہے اور وہ نہیں بتا سکتی کہ کب تک واپس آئے گی۔

پارکر نے آہ سرد بھرتے ہوئے کہا "میری دلی تمنا ہے کہ میری بیوی کہیں مہینہ بھر کو ہی چلی جاوے۔ ارے وہ تو چودہ سال سے میرے کولے سے کولا ملائے بیٹھی ہے۔ یار تم بڑے خوش قسمت ہو کہ تمہاری بی بی کبھی کبھی چلی تو جاتی ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ تم اس کی عدم موجودگی سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم نے اب تک مہ وشوں سے دل بہلانے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ ارے یار تم ہی صرف ایسے احمق نہیں ہو بلکہ لاتعداد اشخاص اپنی زندگیوں کو یوں ہی برباد کرتے ہیں اور وہ نہیں سوچتے کہ دنیا میں ان کی زندگی چند روزہ ہے اور ان کو ہر موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے وہ بھی کوئی انسان ہے جو ناچ رنگ کی محفلوں میں شرکت نہ کرے۔

ہالینڈ نے اس کو خاموش رہنے کو کہا کیونکہ وہ اس کی باتوں سے عاجز آگیا تھا۔ جب سے این گئی ہے وہ برابر اس کو رنگ رلیوں میں شرکت کرنے کے لئے اکساتا رہا ہے۔ کوئی دن بھی ایسا نہیں ہوتا جب پارکر ہالینڈ سے بازاری مہ وشوں سے شب باشی کی ترغیب نہ دیتا ہو۔

پارکر کی عمر ۴۵ سال سے کم نہ ہوگی اور اس کے سر کے بال غائب ہونا شروع ہوگئے تھے، توند بھی نکل رہا تھا، جس سے اس کا جسم ناموزوں نظر آتا تھا، لیکن اس کے باوجود وہ مہ وشوں کے پیچھے پھرنے سے باز نہیں آتا تھا ــــ اور یہ بھی واقعہ ہے کہ عورتیں بھی اس سے جلد مانوس ہو جاتی ہیں۔ معلوم نہیں کون سا منتر اس کو یاد ہے کہ جس کی بدولت وہ بے رحم سے بے رحم کا فرادا کو رام کر لیتا ہے۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پارکر نے پھر زبان کھولی یار خفا نہ ہونا، میں تمھارا بدخواہ نہیں، دراصل میں نے محسوس کیا کہ تم کو سکون کی ضرورت ہے ــــ اور اس کا بھی خیال ہے کہ تم کو شب باشی کے لئے ایک نہ ایک دن سنگالے جانا چاہیئے۔ کیونکہ وہاں کھانا لذیذ ہوتا ہے اور ہر طرح کی اچھی سے اچھی شراب بکفایت اور بافراط ملتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہاں اپنے پسند کا معشوق بھی آسانی سے مل جاتا ہے۔ ہنگورے وہاں اکثر جاتا ہے اور اس کی رائے ہے کہ تم بھی وہاں جا کر ضرور سرور ہو گے اور تمھاری تمام فکریں اور کلفتیں دور ہو جائیں گی۔ مرد ہمیشہ عورت کی صحبت سے خوش ہوتا ہے اور یہ اشد ضروری ہے کہ کبھی کبھی ہم کو اپنی بیویوں کے علاوہ کسی دوسری نازنین سے بھی ملنا چاہیئے۔ کیونکہ اپنی بیویوں سے جی سیر ہو جاتا ہے اور مسلسل قربت کے باعث ان میں کوئی جاذبیت نہیں رہ جاتی اس کے علاوہ نئی عورت ہمیشہ مرد کے لئے باعث کشش ہوتی ہے۔"

شہوانی جذبات کو ابھارنے والی پارکر کی گفتگو کے جواب میں ہالینڈ نے کہا "جاؤ اور بجائے اپنی بیوی کے دوسری عورتوں سے اپنی حیوانی

خواہشات پوری کرو۔ میں تو صرف اپنی ہی بیوی کی زلفوں کا اسیر ہوں"
لیکن پھر بھی وہ اپنی لحظہ بہ لحظہ بڑھنے والی بےچینی سے متاثر ہوتا رہا۔ آج صبح بھی وہ اپنی میز کے سامنے بیٹھا ہوا سابقہ پانچ ہفتوں کی بے کیف زندگی کے متعلق سوچتا رہا جو بیوی کی عدم موجودگی میں گذری تھی ـــــ اور جب اسنے اپنی سابقہ زندگی سے ان بے کیف دنوں کا مقابلہ کیا تو اسے وحشت سی ہونے لگی، اسے یاد آیا کہ شادی کے بعد سے جب بھی وہ بینک سے واپس ہوتا تو این گھر کے پھاٹک پر مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کرتی۔ اس دلربا خوش کن منظر کی یاد اس کو بےچین کئے ہوئے تھی۔ لیکن آج کل اس کی عدم موجودگی میں یہ خالی بنگلہ اس کو پھاڑ سے کھاتا تھا۔

ابھی تھوڑی ہی دیر پیشتر ہارکر سے اس کی گفتگو سگا مے نائٹ کلب کے بارے میں ہوئی تھی۔ وہ اس کلب کو جو کرین اسٹریٹ پر واقع ہے باہر سے کئی دفعہ دیکھ چکا تھا۔ یہ کرومیم اور رنگین روشنی کے بلبوں سے آراستہ تھا۔ اکثر اس نے خوبصورت سر جبینوں کو یہاں آتے اور جاتے دیکھا تھا جہاں وہ اپنے عشوہ اور ناز معشوقانہ سے، ان نوجوانوں کے دلوں کو برماتی اور گرماتی تھیں جو ان کی صحبت کے متلاشی رہتے تھے۔

لنچ کو جاتے وقت جبکہ ہالینڈ اپنے ہی کھاتوں وغیرہ کو بند کر رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ سگا مے جیسا کلب، ایک شریف بینک کا رکن کے لئے مناسب نہیں ہے چنانچہ اس نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ وہ پارکر کی انتہائی ترغیبات کے باوجود وہاں نہیں جائے گا اور حسب دستور چاہے کتنا ہی پژمردہ کیوں نہ ہو

وہ اپنے مکان ہی میں وقت گذارے گا.......... چنانچہ وہ بینک کے کلوک روم میں اپنی ٹوپی لینے گیا جہاں پارکر اپنا کام ختم کرنے کے بعد ہاتھ دھو رہا تھا۔ ہالینڈ کو آتے دیکھ کر اس نے کہا۔

"کہو آج رات کلب کو چلنے کی کیا ٹھہری ؟ کیا شراب وکباب، نغمہ وسرور حسین وجمیل مہ جبینوں سے لطف اندوز ہونے کا قصد ہے۔

کم سے کم ان سرگرمیوں سے تم کو متعارف تو ہونا ہی چاہیئے، یاد رکھو کہ حسین عورتوں سے صرف گفتگو بھی انسان کو عجیب وغریب مسرت بخشتی ہے۔

نہیں میں تو باز آیا، گھر جا کر روشوں کو درست کروں گا کیونکہ گھاس کافی بڑھ گئی ہے۔

مجھے کیا ہے، میری بیوی تو گھر پر موجود رہتی ہے، تم البتہ سوا مہینے سے بیوی کی فرقت میں جل رہے ہو، تمھیں حسینوں کی صحبت کی ضرورت ہے بیوی کی عدم موجودگی میں، وقت گذارنے کے لئے، باغ کی گھاس تراشنا کیسا احمقانہ خیال ہے۔ یاد رکھو کہ اس سے پہلے کہ تمھاری خواہشیں سن ڈھلنے کے ساتھ ہی ساتھ بجھ جائیں، یہ نادر موقع تمھیں ملا ہے، اگر تمھاری ساس چل بسیں تو اپن تمھیں چھوڑ کر کبھی باہر نہ جائے گی اور نہ پھر تم عیش کوشیوں کے لئے موقع نکال سکو گے

"خاموش رہو اور اپنی پند ونصائح بند کرو" ہالینڈ نے برہم ہو کر کہا " اس سن وسال کے ہوتے ہوئے اب بھی تمھارا دل جوان ہے جس میں جذباتی لہریں ہر وقت اُٹھا کرتی ہیں "

" خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے " پارکر نے کہا " میرا دل اتنا نہیں بجھ گیا ہے

کہ وقت کاٹنے کے لئے میں باغ کی گھاس تراشوں۔ اور اگر کبھی ایسا موقع آیا اور میرا دل اتنا بجھ گیا تو میں سمجھوں گا کہ اب میرا آخری وقت ہے۔"

پارکر کی تقریر کو نا تمام چھوڑ کر ہالینڈ اسٹاف کے دروازہ سے نکل کر زینہ سے اترتا ہوا باہر سڑک پر چلنے لگا۔ وہ منہ اٹھائے، پارکر کی ترغیبات سے جز بز، اس رسٹوران کی سمت چل دیا جہاں ہمیشہ لنچ کھانے جاتا تھا۔

راستے میں اچانک اس کو خیال آیا کہ پارکر اس کا دشمن تو ہے نہیں اسکے علاوہ اس کے مقولوں کو یاد کر کے دل ہی دل میں بڑبڑایا " واقعی مجھ کو آجکل کسی عورت کی صحبت کی ضرورت ہے۔ پارکر صحیح کہتا ہے کہ شاید مجھ کو پھر دوبارہ ایسا نادر موقع معشوقوں سے ملنے کا نہ ملے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ جب سے میں نے این سے شادی کی ہے کسی دوسری لڑکی سے نہیں مل سکا۔ اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ اس غیر حاضری کے بعد طویل مدت کے لئے، این کبھی باہر نہیں جائے گی۔ بقول پارکر اگر میں کسی لڑکی سے ملا تو اس بات کا علم این کو کبھی نہ ہو پائے گا۔ ان حالات میں، تو آج ہی شب کیوں نہ میں کسی معشوق رعنا سے ملوں۔"

ان شیطانی خیالات کا دل میں آنا تھا کہ اس نے اپنے خالی بنگلہ میں جانے کے بجائے کسی کا فرادا سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے سوچا کہ رات میں میکدے جا کر کچھ جام شراب کے نوش جان کرے گا اور اس کے بعد کسی عشوہ گر کو اپنی دلچسپی کے لئے حاصل کرے گا تاکہ اس کا غم غلط ہو جائے۔

چنانچہ آج شب اپنے گھر سے غیر حاضر رہنے کا فیصلہ کر کے وہ کچھ گنگناتا ہوا

رسٹوران میں داخل ہوا۔

— (۲) —

خدا خدا کر کے تیسرا پہر ہوا۔ آج زندگی میں پہلی دفعہ اس کا کام میں جی نہیں لگا۔ اس دوران میں گاہ بگاہ اس کی نگاہ دیوار پر لگی ہوئی گھڑی پر پڑتی رہی۔

سڑک کی اُبسی ہوئی ہوا، آمدورفت کا شوروغل، اور پسینہ میں تربہ تر بینک میں آنے جانے والوں کے چہرے، اس کو برافروختہ کر رہے تھے۔

جب بینک کے کاروبار ختم ہونے پر دربان نے دروازہ بند کیا تو پارکر مصنوعی ہنسی ہنستے ہوئے ہالینڈ سے مخاطب ہوا "شام کو روش کی گھاس تراشنے کی خوب رہی۔ واقعی وقت گذارنے کے لئے شام کو اس سے بہتر اور کیا شغل ہو سکتا ہے۔ میاں۔ تم بھینسوں کی طرح سے ہانپو گے اور شل گھوڑوں کے پسینہ میں شرابور ہو جاؤ گے"

اس تقریر کے جواب میں اس نے کچھ نہیں کہا بلکہ بدستور اپنا حساب چیک کرتا رہا۔

"تم کو صرف باغ کی روش ہی ٹھیک کرانا ہے" پارکر نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا "تو بکثرت ایسے آدمی مل سکتے ہیں جو بجائے تمہارے تم سے بہتر اس کام کو کر سکتے ہیں اور تم اس وقت کو تفریحات اور تفنن طبع میں

صرف کر سکتے ہو۔"

اس کے جواب میں ہالینڈ نے اس کو خاموش رہنے کو کہا کیونکہ وہ ابھی تک حساب چیک کر رہا تھا۔ پارکر بھی خاموش ہو گیا۔ کیونکہ بینک کا کاروبار بند ہو جانے کی وجہ سے وہ بھی اپنا حساب چیک کرنے میں مشغول ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد پارکر نے کہا "اگر تم اپنا موٹر لائے ہو تو مجھ کو گھر تک پہونچا دو۔"

پارکر ہالینڈ کے مکان کی پشت والی سڑک پر رہتا تھا۔ باوجودیکہ وہ اس وقت پارکر کی صحبت سے دور رہنا چاہتا تھا لیکن پھر بھی انکار نہ کر سکا اور کیش باکس اور کھاتوں کو اٹھاتے ہوئے بولا "اچھا چلو۔"

اور دونوں موٹر پر سوار ہو کر ان سڑکوں سے گذرنے لگے جو اس وقت موٹرکاروں اور انسانوں کے ہجوم سے بھری نظر آ رہی تھیں پارکر نے شام کا اخبار نکالا اور اپنی دل پسند خبریں سنانے لگا لیکن ہالینڈ نے ان پر کوئی توجہ نہ کی، دراصل وہ اپنے اس فیصلہ کے خلاف لعنت ملامت کر رہا تھا جو دوپہر میں اس نے بھگا لے جانے کے متعلق کیا تھا۔ اس کی فطری شرافت عود کر آئی تھی۔ اس کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا، اور آخرکار اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ صرف اپنے گھر جا کر باغ کی روشیں تراشنے ہی میں اپنا وقت گزارے گا ساتھ ہی اس نے سوچا کہ گھر سے شب میں غائب رہنا کتنا مضحکہ خیز خیال ہے۔ اگر وہ شب میں کہیں گیا اور خدانخواستہ کسی نے اس کو دیکھ لیا یا کسی اور جھنجھٹ میں

بہر حال تم کر دیتا ہو گی لیکن اگر تم شب باشی نہیں چاہتے، تو جہاں بھی جی چاہے اسے اپنے ساتھ بغرض تفریح لے جا سکتے ہو۔"

اس کے بعد پارکر نے اپنا کارڈ جیب سے نکال کر اس پر اس کا نام و ٹیلیفون نمبر لکھا اور کہنے لگا "جب کبھی بھی تم اس دوشیزہ مس فے کارسن سے ملنا چاہو تو دیکھو یہ اس کا نمبر ہے۔ تمھیں اس کو پہلے سے مطلع کرنا پڑے گا۔ اور یہ بات تم ٹیلیفون پر کر سکتے ہو۔ اس میں شک نہیں کہ اس کی فیس ذرا زیادہ ہے لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ وہ ایک بے مثل حسینہ ہے ـــــ بہر حال یہ کارڈ تم اپنے پاس رکھو شاید کبھی تم اس سے کام لے سکو۔

"نہیں شکریہ۔ مجھے اس کی حاجت نہیں۔" کن ہالینڈ نے جواب دیا۔

اس کے جواب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پارکر نے اس طرح کہا جیسے کہ اس نے کن ہالینڈ کے الفاظ سنے ہی نہ ہوں" دراصل مس فے کارسن مجھ پر کافی مہربان رہ چکی ہے اور میں اس کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر اس سے محبت کرنے لگا ہوں اور میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ میں اپنے شریف دوستوں سے اسکا نادیدہ تعارف کراتا رہوں گا۔ اسی لئے تم سے بھی کہہ رہا ہوں۔ واقعی وہ اس قابل ہے کہ اس سے مل کر زندگی کا لطف حاصل کیا جائے۔"

اس کے بعد پارکر نے ہالینڈ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے شراب سے اس کی تواضع کی اور ہالینڈ کے انکار کے باوجود اپنا کارڈ آتشدان پر رکھ کر "خدا حافظ" کہتا ہوا باہر چلا گیا۔

پارکر کے چلے جانے کے بعد کن ہالینڈ نے کارڈ کو آتشدان پر سے

اٹھایا جس پر سمت آب ۴۴۳۳۲ لکھا ہوا تھا۔ ایک فوری جوش کے تحت اس نے کارڈ کو پھاڑ کر باسکٹ میں ڈال دیا اور اپنا کوٹ اتارتا ہوا شب خوابی کے کمرے میں داخل ہوا کوٹ کو بستر پر پھینک کر کپڑے اتارنا شروع کیا، کیونکہ گرمی اور حبس کی وجہ سے اس کا بدن چپچپا ہو رہا تھا، اس کے بعد اس نے دیکھا تو ڈوبتے ہوئے سورج کی سرخ شعائیں باغ کی روش پر پڑ رہی تھیں۔ اس خیال سے کہ تاریکی ہونے میں ابھی کافی دیر ہے اس نے گھاس کاٹنے کی مشین کو استعمال کرنے سے پہلے نہانے کا ارادہ کیا۔

غسل سے اس کو کچھ فرحت ہوئی۔ ایک کھلے گلے کی قمیص پہن کر اس نے پرانی سلیپریں پیروں میں ڈالیں شب خوابی کے کمرہ میں آیا جہاں تنہائی اس کو پھاڑ کھاتی تھی۔ دیوار پر لگی ہوئی گھڑی پر نگاہ پڑی تو معلوم ہوا کہ سوا چھ بجے ہیں۔ چنانچہ ذرا دم لینے کے لئے اس نے الماری کھول کر وہسکی گلاس میں انڈیلی اور آرام کرسی پر بیٹھتے ہوئے اسے پینے لگا۔ شراب کے کیف و سرور نے اسکی پریشانی کو کم کر دیا، پھر اس نے سگرٹ جلائی اور ریڈیو بجانے لگا۔

ریڈیو سے کسی سریلی گانے والی کی آواز کو سن کر اسے پارکر یاد آگیا اور اس نے دل ہی دل میں کہا وہ، پارکر کو ہمیشہ پھرطپھڑیا تصور کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ صرف لفاظ ہی ہے۔ دعوے بڑے کرتا ہے لیکن کر کچھ نہیں پاتا۔ مگر آج کے واقعہ نے ثابت کر دیا کہ دراصل وہ حسین وجمیل لڑکیوں سے ملتا ہے جن میں سے ایک مس نے کارسن بھی ہے۔

جیسے ہی گانے کے ختم پر ریڈیو میں کسی مقرر نے ہائڈروجن بم کی تباہ کاریوں

پر تقریر کرنا شروع کی، اس نے ریڈیو بند کر دیا۔ اور کھڑکی کے پاس جا کر مشاہدہ کرنے لگا۔ اس وقت گرمی کی شدت سے اس نے اندازہ لگایا کہ یہ تپش طوفان بادباراں کا پیش خیمہ ہے، چنانچہ آج باغ کو تراشنے کا ارادہ ملتوی کرتے ہوئے اس نے سامنے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھا تو متفکر اور مضمحل معلوم ہوا جس سے وہ نڈھال سا ہو گیا۔ اسی بےچینی و پریشان خاطری میں، اس نے دروازہ کھولا اور چھجہ پر نکل آیا۔

موسم واقعی گرم اور حابس تھا۔

باہر کی کھلی فضا بھی اس کو سکون نہ پہونچا سکی۔ چنانچہ اس لئے وہ ہال میں دوبارہ واپس آیا اور پھر ایک گلاس روح افزا وسکی کا پینے کے بعد باورچی خانہ میں جا کر کچھ کھانا تلاش کرنے لگا۔ مگر ریفریجریٹر کھولا تو وہاں بھی کوئی چیز خورد و نوش کی نہ نکلی۔ اس کو خیال آیا کہ اس کی حبشی ملازمہ آج صبح چھٹی لے کر گئی ہے۔ یہ سوچ کر کہ آج اسے اپنا کھانا خود تیار کرنا ہے سخت بےچینی ہوئی۔ حالانکہ بند ڈبوں میں گوشت مکھن اور مچھلی وغیرہ سب موجود تھی لیکن اس کی طبیعت کھانا پکانے کو نہ چاہتی تھی۔

اس لئے باورچی خانہ بند کر کے وہ دوبارہ ہال میں آیا اور ٹیلیویژن کا سوئچ کھول دیا جس میں اسکرین پر ایک نازک اندام دوشیزہ ہلکے کاسنی لباس میں ملبوس جلوہ افروز تھی۔ اس کے موزوں خد و خال اور دلکش صورت، ہالینڈ کے دل کو موہ رہی تھی۔ اس حسین دوشیزہ کو اسکرین پر دیکھ کر اس کو وہ حسینہ یاد آگئی جو آج صبح بینک جاتے ہوئے، اسے سڑک پر ملی تھی۔ چند منٹ ٹیلیویژن سے لطف

اٹھانے کے بعد اس نے کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا
جو دوشیزہ آج صبح بینک جاتے ہوئے ملی تھی ان کی تصویر اس وقت بھی کن ہالینڈ کی نگاہوں کے سامنے پھر رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ پارکر کا یہ مقولہ بھی یاد آرہا تھا، جس شے کو آنکھ نہیں دیکھ سکتی اس پر دل کو کسی طرح کی پریشانی نہیں ہوتی،
آفتاب غروب ہونا شروع ہو گیا تھا اور اس نے سوچا کہ گھنٹہ سوا گھنٹہ میں بالکل تاریکی ہو جائے گی۔ چنانچہ مکمل تاریکی ہونے تک اس نے چاہا کہ شغل مے نوشی جاری رکھے، اور وہ شراب کی جستجو میں الماری تک گیا اور شراب و سوڈے کا مشروب تیار کر کے پینے لگا۔ متواتر کئی جام پینے سے اس کا اضمحلال رفع ہو گیا اور بے فکری کا غلبہ اس پر ہونے لگا۔
اسی بےفکری کی حالت میں اس نے سوچا کہ وہ آج شب اپنے مکان پر کیوں رہے، کیوں نہ پارکر کی بتائی ہوئی لڑکی سے ملے۔ کیونکہ پارکر نے کہا تھا کہ وہ شرمیلے اور محتاط آدمیوں کا خاص طور سے لحاظ رکھتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ پارکر کی بیوی کو اپنے شوہر اور اس لڑکی (مس نفے کارسن) کے تعلقات پر ذرا بھی شبہ نہیں ہوا۔ اس خیال کے بعد کن ہالینڈ نے اپنے شب خوابی کے کمرے میں جا کر ڈرا ز کھولی اور ایک نئی قمیص نکال کر پہننا شروع کیا۔ وہسکی کے متواتر جاموں نے اس کے حواس خمسہ کو معطل کر دیا تھا۔ اس نے سوچنا شروع کیا کہ مس نفے کا فون نمبر کیا ہے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس کو پارکر کا کارڈ یاد آ گیا۔ فوراً باسکٹ سے پھٹا ہوا کارڈ نکالا جس پر سمت آب ۴۴۴۳۳۳ اور مس نفے کارسن لکھا ہوا تھا۔

اسی نیم مدہوشی کے عالم میں اس نے اپنے دل میں کہنا شروع کیا کہ سب سے پہلے تو یہ معلوم کرنا ہے کہ مس نے کی آواز کیسی ہے؟

اگر اس کی آواز غیر دلکش یا اس کے جملے غیر مہذب ہوئے تو وہ ٹیلیفون پر ہی گفتگو تمام کر دے گا۔ اس کے علاوہ یہ بھی تو معلوم کرنا ہے کہ آیا وہ اس سے آج شب مل سکتی ہے یا نہیں۔ یا پھر کسی دن اور کب ملے گی۔ اور اسی کے ساتھ ہی ساتھ اس کو یہ بھی خدشہ لگا ہوا تھا کہ اگر ٹیلیفون کرنے پر کوئی جواب نہ ملا تو کیا ہوگا۔

اسی ادھیڑبن میں اس نے ہال میں جا کر نمبر ملاتے ہوئے ٹیلیفون کا آلۂ سماعت کان میں لگایا۔ بر بر بر کی آواز سن کر اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ چند سکنڈ بعد اس نے دل ہی دل میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ مکان پر موجود نہیں ہے۔ اس سے اس کو ذرا سکون ہوا لیکن ساتھ ہی ساتھ کچھ نا امیدی بھی ہوگئی کیونکہ اس نے محسوس کیا کہ اس وقت اس کی حالت اس کے مصداق ہے کہ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ چنانچہ اکتا کر وہ رسیور رکھنے ہی کو تھا کہ اس میں ایک لڑکی کی آواز آئی اور اس کو ایسا معلوم ہوا گویا اس کا دل بیٹھا جا رہا ہے۔

ایک دلکش نسوانی آواز نے کہا "ہلو"

"کیا مس کارسن بول رہی ہیں" ہالینڈ نے جرأت سے کام لیتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں ہی بول رہی ہوں۔ آپ کا اسم گرامی"

ہالینڈ نے آواز کے ترنم اور گفتار کی شیرینی کو محسوس کیا۔ جس میں خفیف سی مسکراہٹ کی آمیزش بھی تھی۔ چنانچہ لڑکی کے استفسار پر کچھ رک رک کر نیم واضح الفاظ میں اس نے جواب دیا۔

" دیکھئے آپ مجھ سے روشناس نہیں ہیں۔میرے ایک دوست ....."
لڑکی ہنسی اور اس کی ہنسی میں کچھ اتنی کشش تھی کہ اس نے ہالینڈ کو بے تکلف بنا دیا۔اس نے کہا" شرمائیے نہیں۔کیا آپ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں؟"

"ارادہ تو یہی تھا۔لیکن آپ مصروف تو نہیں ہیں؟"
"نہیں میں بالکل مصروف نہیں ہوں۔مگر یہ تو بتائیے کہ آپ کب تشریف لا رہے ہیں؟"

"بڑی الجھن یہی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ کہاں رہتی ہیں"
یہ سن کر وہ پھر ہنسی اور کہنے لگی "میں ۲۵ لے سنگٹن اوے نیو میں رہتی ہوں۔کیا آپ اس جگہ سے واقف ہیں؟"
"وہی نا جو گرین بورٹن اسٹریٹ کے اس پار ہے" کن ہالینڈ نے جواب دیا۔

"جی وہی جگہ ہے۔میں سب سے اوپری منزل پر رہتی ہوں۔بلکہ یوں کہوں کہ سوائے آسمان کے میں سب سے اونچی جگہ پر ہوں۔مگر یہ تو بتائیے کیا آپ کا ارادہ یہاں موٹر سے آنے کا ہے؟"
"ہاں"

"تو اپنے موٹر کو سڑک پر مت کھڑا کیجیئے گا کیونکہ یہاں موٹر رکھنے کا خاص انتظام ہے۔ آپ اپنے موٹر کو اسی پارکنگ اسٹینڈ پر رکھئے گا جو اس عمارت سے ملحق ہے۔"

عمارت نے سنگٹن ایونیو، شہر کے دوسرے سرے پر، کن ہالینڈ کی جائے رہائش سے بہت دور واقع تھی۔ اور وہاں تک پہونچنے میں کم ازکم موٹر سے بیس منٹ کا وقت صرف ہوتا چنانچہ اسی بات کو سوچتے ہوئے اس نے کہا "میں نو بجے آپ کی زیارت کو حاضر ہوں گا۔ اور آپ کے حسب ارشاد پارکنگ اسٹینڈ پر موٹر رکھوں گا۔"

"تو نو بجے تک خدا حافظ" لڑکی نے ٹیلیفون پر گفتگو ختم کرتے ہوئے کہا۔

رسیور کو رکھنے کے بعد اس نے رومال نکال کر اپنا منھ پونچھتے ہوئے سوچا کہ ابھی تک کچھ گیا گذرا نہیں ہے، صرف مس فے سے ٹیلیفون پر بات چیت ہوئی ہے وہاں جانے کا ارادہ ملتوی کیا جا سکتا ہے۔

ساتھ ہی وہ شب خوابی کے کمرے میں آکر لباس تبدیل کرنے لگا۔ گلے میں ٹائی باندھتے ہوئے اس نے مس فے کی آواز پر غور کرنا شروع کیا۔ ساتھ ہی ساتھ ایک نادیدہ خیالی تصویر اس لڑکی کی اس کے دل پر نقش ہونے لگی، اس کے تصور نے کہا وہ حسین وجمیل ہے اسکا قد سرو جیسا ہے، اسکے چہرے پر تبسم شاید ہر وقت رقص کرتا رہتا ہے، اس کی جوانی بھرپور ہے، اس کی ادائیں دلکش اور قوت شکن ہیں، اس کی آواز میں ترنم اور شیرینی ہے۔

اور بقول پارکر وہ ہمہ صفت ہے۔ واقعی اگر ایسا نہ ہوتا تو کبھی پارکر اس کی تعریف کے پل نہ باندھتا۔

وہ کوٹ پہن کر ہال میں گیا اور چند لمحہ اسی تذبذب میں رہا کہ اب اس کو کیا کرنا چاہیئے، اس نے سوچا کہ اگر وہ اس کے حسب منشاء نہ ہوئی تو وہ فوراً واپس آجائے گا۔ اس کے علاوہ اس نے سوچا کہ وہ ابھی سے کیوں اس سے بدظن ہوجائے۔ بہت ممکن ہے کہ وہ اس دوشیزہ کو صرف کسی سینما یا نائٹ کلب کی سیر کرائے اور بس چنانچہ جب سب تیاریاں مکمل کرنے کے بعد وہ رودیر ٹوجے میں ہلکے رہا تھا، تو اس نے محسوس کیا جیسے کہ اس کے ہاتھ کانپ رہے ہوں دراصل اس کا ضمیر اسے ملامت کررہا تھا، سامنے ہی میز پر ایلن کا فوٹو چاندی کے فریم میں لگا ہوا اسے نظر آیا۔ لیکن جوش جنون میں اس پر کوئی اثر نہ ہوا، مس فے کارسن کے حسن کا تصور اسے باہر لے گیا اور چند ہی لمحہ بعد اس کا موٹر تیزی سے سڑکوں پر گذر رہا تھا۔

دوسرا باب

(۱)

ے سنگٹن اوے نیو کے پارکنگ اسٹینڈ پر صرف چار موٹر موجود تھے۔
ایک ضعیف چوکیدار، سفید اور آل مین ملبوس، اپنی کوٹھری سے نکلا اور ہالینڈ سے اپنی موٹر ایک نئی سانپ کے منہ سے نکلی ہوئی چمکدار بیوک کار کے برابر کھڑی کرنے کو کہا۔

جب ہالینڈ نے انجن بند کیا اور اپنی کار سے باہر نکلا تو چوکیدار نے پوچھا "مسٹر کیا آپ کا ارادہ یہاں زیادہ دیر ٹھہرنے کا ہے"

"میں نہیں بتا سکتا کہ کتنی دیر یہاں ٹھہروں گا" ہالینڈ نے ذرا رکتے ہوئے کہا "ممکن ہے کہ کافی دیر رکوں، یہ سب کچھ میرے ایک دوست کی موجودگی پر منحصر ہے۔ تم مجھے صرف یہ بتاؤ کہ میں اپنا موٹر یہاں کب تک رکھ سکتا ہوں"

"اگر آپ رکھنا چاہیں تو تمام شب رکھ سکتے ہیں کیونکہ یہاں بہت سے ایسے تماش بین آتے ہیں جو ساری رات یہیں اپنا موٹر رہنے دیتے ہیں" چوکیدار نے معنی خیز ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

کن ہالینڈ یہ دیکھ کر کہ چوکیدار اس کے دلی منشا کو تاڑ گیا ہے، بےچین ہوگیا۔ چنانچہ موٹر اسٹینڈ کا کرایہ ادا کرتے ہوئے اس نے کہا "خوب۔ پھر یہ جگہ تو مستقل شب باشی کا محلہ نظر آتی ہے"

سامنے چار موٹروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چوکیدار نے جواب دیا "میں شرط بد نے کو تیار ہوں کہ یہ چاروں حضرات آج پوری شب یہیں قیام کریں گے۔"

ٹکٹ دے کر چوکیدار اپنی کوٹھری میں چلا گیا اور ہالینڈ بے سنگٹن اوے نیو کی سمت چل دیا۔

یہ ایک خاموش سڑک ہے جس کے دونوں طرف سایہ دار درخت ہیں جن کی پشت پر بڑے بڑے مکانات بنے ہیں۔ یہ مکانات صاف وشفاف نظر آرہے تھے یہاں تک کہ نمبر ۲۵ بھی کافی ستھرا نظر آیا۔ یارکر نے بھی یہ بات واضح کردی تھی کہ یہ جگہ بہت صاف ستھری ہے اور یہاں پر کسی جان پہچان سے اچانک مڈبھیڑ ہونے کا امکان بھی نہیں ہے

چنانچہ اس جگہ سے بالکل مطمئن ہوکر اور یہ دیکھ کر کہ کوئی اس کو دیکھ نہیں رہا ہے، ہالینڈ نے مکان مذکور میں داخلہ کے دروازہ کا ہینڈل گھمایا اور اندر داخل ہوا۔ سامنے ایک زینہ تھا، جس کی سیڑھیوں کے متصل دیوار پہ ان لوگوں کے ناموں کی تختیاں لگی ہوئی تھیں جو اس مکان میں رہتے تھے۔

اس نے دیکھا کہ تختیوں پر، مے کرالسٹی، گگے ہوڈ ڈن، ایوبا سے کلے، گلوریا گولڈ، سفے کارسن، وغیرہ نام لکھے تھے۔ ان ناموں کو پڑھ کر اس نے اپنے دل میں کہا کہ یہ سب تو طوائفیں یا خانگیاں ہی معلوم ہوتی ہیں اور ان میں سے کسی کے پاس بھی جانا لفنگا پن ہے۔

چنانچہ وہ اسی تذبذب میں زینہ کے پاس کھڑا تھا، اس کی عقل حیران

تھی کہ اب کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ کبھی اس کو خیال ہوتا تھا کہ اُلٹے پیر اپنے مکان کو لوٹ جائے اور کبھی یہ سوچتا تھا کہ ذرا، پارکر کی سفارش کی ہوئی مس منفے کارسن کو دیکھ تو لے۔

اگر ان متواتر دھمکی کے جاموں کا اثر، جو اس نے اپنے مکان پر پیئے تھے، نہ ہوتا تو وہ یقیناً واپس چلا جاتا۔ لیکن اس وقت تک وہ اپنا اثر دکھایا سکتے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے سوچا اگر یہ لڑکی ایسی ہی قبول صورت اور دلکش نہ ہوتی تو ہرگز پارکر یہاں دل بہلانے نہ آتا۔

یہ فیصلہ کر کے کہ پارکر کا انتخاب صحیح ہے اور اس سے کبھی غلطی کا امکان نہیں ہے، ہالینڈ نے زینہ پر چڑھنا شروع کیا۔

تیسری منزل پر ایک سرخ دروازہ کے اندر سے، ریڈیو پر گانے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ برابر زینہ پر چڑھتا رہا۔ چوتھی منزل کی چوتھی سیڑھی کے پاس اس نے ایک دروازہ کے کھلنے اور جھٹکے کے ساتھ بند ہونے کی آواز سنی، اور قبل اس کے کہ وہ یہ طے کر سکے کہ آیا اس کو زینہ سے اتر کر بھاگ جانا چاہیئے، اس نے قدموں کی آواز سنی اور ایک آدمی سامنے کی سیڑھی پر نظر آیا۔

وہ موٹا اور پستہ قد تھا۔ اس کے سر کے بال گرنا شروع ہو گئے تھے۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبے چھجے کی ٹوپی تھی جس کو وہ پہننے جا رہا تھا مگر ہالینڈ کو دیکھ کر رک گیا۔

اس کے بال گرنا شروع ہو گئے تھے اور وہ ہالینڈ سے عمر میں کافی

بڑا تھا اور اس کا چہرہ کچھ اتنا کریہہ منظر تھا کہ اس کو دیکھ کر ہالینڈ کے دل میں نفرت سی پیدا ہو گئی اس کی سیاہ آنکھیں جنکی سفیدی خون کبوتر میں تبدیل ہو گئی تھی اس کے چہرے سے نکلی پڑتی تھیں۔ منہ پتلا اور بھدا، چھوٹی سی ٹیڑھی ناک، اور سر کے متصل نوکیلے کانوں نے اس کو عجیب وغریب بنا دیا تھا۔

وہ نیلے اور نارنجی رنگ کی سیلی فرسودہ ٹائی باندھے خستہ ڈھیلے ڈھالے اور کسیف کپڑوں میں ملبوس تھا اس کے بائیں ہاتھ میں ایک خان کلر پکانیز کتا تھا جس کے چکدار ملائم بالوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ کافی دیر تک ان کو برش سے صاف کیا گیا ہے۔ کتا اتنا ہی خوبصورت تھا جتنا کہ اس کا مالک بدصورت تھا۔

وہ ہالینڈ کو آتا دیکھ کر ذرا جھجکا اور آہستہ سے بولا "جناب تشریف لائیے۔ میں آپ کی راہ میں مزاحم نہیں ہو رہا ہوں۔ میرا خیال ہے شاید آپ مجھ ہی سے ملنے تشریف لائے ہیں۔"

اس کی سرخ آنکھوں کو اپنے چہرے پر جما ہوا دیکھ کر ہالینڈ نے محسوس کیا کہ وہ اس کی دلی کیفیات کو معلوم کر رہا ہے۔

اسی گھبراہٹ میں ہالینڈ نے جلدی جلدی زینہ پر چڑھتے ہوئے کہا "نہیں۔ میں اوپر جا رہا ہوں۔"

"اس لمبے زینہ سے چڑھنے اور اترنے کی تکلیف کو دور کرنے کیلئے ایک ایلویٹر ہونا چاہیئے۔" اس موٹے آدمی نے شکایتاً کہا "کیونکہ مجھ ایسے بڈھے کی سانس پھولنے لگتی ہے۔ اس کے علاوہ میرا کتا لیو بھی اس زینہ کو

ناپسند کرتا ہے" پھر اپنے کتے کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے اور ہالینڈ کے سامنے کرتے ہوئے تاکہ وہ اس کو بنظر ستائش دیکھے کہنے لگا" دیکھئے یہ کتنا حسین کتا ہے۔ کیا آپ بھی کتوں کے شوقین ہیں؟"

اس موٹے آدمی کے پاس سے کترا کر نکلتے ہوئے کن ہالینڈ نے مصنوعی ہنسی ہنستے ہوئے کہا" ہاں۔ واقعی یہ ایک اچھا کتا ہے"

"یہ متعدد انعامات حاصل کر چکا ہے" موٹے آدمی نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا" اسی ماہ اس کو انعام میں ایک سونے کا کپ ملا ہے"

کتے نے ہالینڈ کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں بھی اپنے آقا کی آنکھوں کی طرح ابھری ہوئی سیاہ اور مثل انگارہ کے سرخ تھیں۔

کن ہالینڈ زینہ پر برابر چڑھتا گیا اور جب وہ آخری منزل پر پہونچا تو رک گیا۔ اس نے پیچھے مڑکر اس موٹے آدمی کے قدموں کی آواز کو سننے کی کوشش کی لیکن کچھ سنائی نہ دیا۔

وہ ایک قدم بڑھ کر زینہ کے متصل جنگلے کے پاس آیا اور نیچے دیکھنے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ موٹا آدمی بے حس و حرکت کھڑا ہوا اوپر کی طرف دیکھ رہا ہے آنکھیں چار ہونے پر وہ مسکرایا۔ اس کی احمقانہ مسکراہٹ عجیب و غریب معنی خیز اثر رکھتی تھی جس کی وجہ سے ہالینڈ کچھ چونکا۔ کتے نے بھی ایک بے تعلقانہ انداز سے اپنی چمکیلی آنکھوں سے دیکھا۔

چنانچہ ان چاروں آنکھوں کی تاب نہ لاکر کن ہالینڈ گھوما تو اس نے دیکھا کہ سبز رنگ کا دروازہ ذرا ہی فاصلہ پر ہے۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا

اور سارا بدن لرز رہا تھا۔ اس فربہ اندام آدمی کی مڈبھیڑ سے وہ بہت
پریشان تھا۔ اگر اس بات کا یقین ہو جاتا کہ وہ آدمی اب نیچے نہیں ہے
تو ہالینڈ ضرور اپنے مکان کو لوٹ جاتا لیکن یہ خیال کہ اب بھی وہ نیچے موجود
ہے دل کڑا کے بڑھا اور اس نے سبز دروازہ پر لگی ہوئی گھنٹی کا بٹن دبایا۔

(۲)

دروازہ فوراً ہی کھلا۔

سامنے ایک طرحدار اور انتہائی حسین لڑکی کھڑی تھی جس کی عمر تیئیس
چوبیس کے لگ بھگ تھی اس کا دلکش اور جاذب نظر چہرہ جنسی جذبات
سے معمور نظر آتا تھا۔ اس کی شب دیجور سے زیادہ سیاہ چمکتی کاکلیں کندھوں
پر پڑی تھیں۔ اس کی تابناک نیلی بلوری آنکھیں، غنچۂ شگفتہ منہ گویا خوش آمدید
کہہ رہا تھا۔ اس کی ہر ادا میں حسن و شباب کی مستی تھی۔ یہ اس خوبصورت نازک
کنول کی طرح تھی جس نے سینۂ آب پر ابھی ابھی آنکھ کھولی ہو۔ یا اس درِ نا سفتہ
کی طرح تھی جو صدف کے سینے پر بیٹھا چشم آفتاب سے اپنے حسن و نزاکت
کا خراج لے رہا ہو۔

وہ سیاہی مائل نیلی سمر فراک میں ملبوس تھی۔ اس کے توبہ شکن سینہ کا ابھار
اور اس کی دل آویز صورت دیکھ کر ہالینڈ کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔

"ہلو" دروازہ میں اندر داخل ہونے کے لئے جگہ دیتے ہوئے اس
نازنین نے کہا "تشریف لائیے"

ہالینڈ کو یقین تھا کہ وہ اس وقت اس کے دلی کیفیات کو سمجھنے کی کوشش

کر رہی ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ اس بات میں اس کو لطف بھی آ رہا ہے۔ کیونکہ جیسے ہی وہ اس ہوا دار اور صاف وستھرے کمرے میں داخل ہوا، وہ دوبارہ ایک دلکش انداز سے مسکرائی۔

روشندان کے سامنے ایک خوبصورت بڑا سا چمڑے کا کوچ بچھا تھا۔ تین آرام کرسیاں، ایک ریڈیو، ایک ٹیلیویژن سٹ، ایک خوبصورت اخروٹ کی لکڑی کی بنی ہوئی الماری مے نوشی کا سامان رکھنے کے لئے ایک کھانے کی میز جو ایک باہر کھلنے والے دریچہ کے سامنے بچھی ہوئی تھی اس کمرے کی زیبائش کا بس فقط یہی سامان تھا۔

پھولوں کے گلدان، میز، ریڈیو اور آتشدان پر رکھے تھے۔

دوشیزہ نے دروازہ بند کیا اور مے نوشی کی الماری کے پاس آئی اس نے چلنے میں عمداً کولوں کو ذرا مٹکایا اور گھوم کر کن انکھیوں سے دیکھا کہ اس کے اس عمل نے ہالینڈ پر کیا اثر کیا۔

اس کی اس ادا کا ہالینڈ پر اثر ہوا کیونکہ اس کے جذبات برانگیختہ ہونا شروع ہوئے اور اس نے سوچا کہ یہ کافر ادا نازنین بڑی قیامت کی ہے۔

"شرمائیے نہیں" لڑکی نے کہا "یہ آپ کا گھر ہے۔ آپ بالکل بے تکلف ہو جائیے۔ مجھ سے کسی طرح کے نقصان کا احتمال آپ کو نہ ہونا چاہیئے، اس لئے اب آپ ہر طرح کے تکلفات کو بالائے طاق رکھ دیجئے۔

"مجھ کو آپ سے کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہے" ہالینڈ نے اس کے خلوص سے متاثر ہو کر کہا "اصل وجہ صرف یہ ہے کہ میں ان باتوں کا عادی

نہیں ہوں۔"

وہ مسکرائی۔

"مجھ کو یقین کامل ہے کہ آپ ایسے شخص کے لئے مجھ سے زیادہ موزوں اور کوئی لڑکی نہیں ہے۔" شراب دو گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے اس نے کہا۔ "اچھا جانِ من۔ یہ تو بتائیے کیا آپ کی معشوقہ نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا اسلئے کہ یہاں زحمت کرنے کا کوئی خاص سبب ضرور ہوگا۔

ہالینڈ نے کچھ لاجواب سا ہو کر کہا "بالکل تو نہیں چھوڑا مگر پھر بھی کچھ تناتنی ضرور ہو گئی ہے۔

وہ گلاسوں کو لئے ہوئے اس کے پاس کوچ پر بیٹھ گئی اور بولی "معاف کیجئے گا کہ ایسا ناموزوں ذکر چھیڑا۔ اس سے آپ کی دل آزاری منظور نہ تھی بلکہ میرا خیال تھا کہ آپ اس قماش کے آدمی نہیں ہیں جیسے لوگوں سے عام طور پہ مجھے سابقہ پڑتا رہتا ہے" اور گلاس پیش کرتے ہوئے اس نے پھر کہا "پیارے اس روح افزا جام کو پی لیجئے واقعی آپ کتنے اچھے ہیں۔ آج کی رات تو میرے لئے شب عید ہے۔"

ہالینڈ اس پر کیف جام کو پی کر محظوظ ہوا۔ اس کو امید نہ تھی کہ یہاں اس کی اتنی آؤ بھگت ہوگی۔ یہ سب باتیں اس کی توقع سے بالاتر تھیں۔ یہ کمرہ خود اسکے کمرہ سے بہتر تھا۔ یہ لڑکی اس کے بینک کی ملازم خواتین سے ملتی جلتی تھی، لیکن ان سے زیادہ حسین تھی۔ اس کو کبھی امید نہ تھی کہ یہ نازنین اس کو اتنی جلد مانوس کرے گی۔

"کیا آپ کو یہاں سے جانے کی جلدی ہے" مس کارسن نے اپنی ایک ساق سیمین کو دوسری پر رکھتے اور فراک سے گھٹنوں کو ڈھانکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں تو" ہالینڈ نے جواب دیا۔

"آپ نے یہ بہت اچھا کیا۔ اب خوب لطف آئے گا۔ میں ان لوگوں سے سخت نفرت کرتی ہوں جو گھڑی بھر کے لئے آئے بیٹھے اور چلد ہے۔ اس میں شک نہیں کہ زیادہ تر لوگ ایسا ہی کرتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ان کی بیویاں ان کا انتظار کرتی ہوں گی اسی لئے وہ جلد چلے جاتے ہیں۔ کیا میں توقع کروں کہ آپ تمام شب میرے ساتھ رہیں گے۔"

ہالینڈ سوچ میں پڑ گیا۔ وہ دل سے چاہتا تھا کہ ایسا ہی ہو۔ لیکن اس خیال سے رک گیا کہ ایسا نہ ہو کہیں اس کی اس حرکت سے بعد کو پشیمانی کا سامنا کرنا پڑے

"میرا خیال ہے کہ میں رات بھر نہ رہوں گا" اناڑیوں کی طرح سے انکار کرتے ہوئے ہالینڈ نے کہا "کیونکہ دراصل میں صرف تھوڑی ہی دیر آپ کی صحبت میں رہ کر دل کو خوش کرنا چاہتا ہوں۔"

لڑکی نے تیزی سے اس کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے کہا "کوئی ہرج نہیں، لیکن آپ یہ سوچ لیں کہ آپ کا خرچ ہر حال میں ایک ہی ہوگا اب آپ کو اختیار ہے جس طرح سے آپ مناسب سمجھیں میری خدمات حاصل کریں"

"آئیے ہم دونوں تفریح کر جائیں" ہالینڈ نے ذرا گرمی محسوس کرتے ہوئے کہا۔ اور اپنا نئی سگریٹ سلگاتے ہوئے بولا "کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ آپ اپنی فیس کا مسئلہ طے کر لیں۔"

کارسن نے مسکراتے ہوئے کہا "صرف بیس ڈالر ——— غالباً یہ نامناسب نہ ہوگا۔

"بالکل مناسب ہیں" ہالینڈ نے اس کو دس دس ڈالر کے دو نوٹ دیتے ہوئے کہا۔

"میں ہر حالت میں راضی ہوں۔ اگر آپ نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے اور صرف تفریح چاہتے ہیں" کرسی سے اٹھتے ہوئے اس نے کہا "تو میں حاضر ہوں جیسا آپ کہیں کرنے کو تیار ہوں"

چنانچہ وہ دوسرے کمرے میں گئی اور ذرا دیر کے بعد واپس آگئی۔

"اب فرمائیے کہ کیا ارادہ ہے" کرسی کے ہتھے پر بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم دونوں کسی نائٹ کلب کو چلیں" ہالینڈ نے کہا "لیکن مجھ کو بڑا چوکنا رہنا پڑے گا تاکہ کوئی مجھ کو دیکھ نہ لے"

"آپ اس بات سے پریشان نہ ہوں۔ ہم بلیو روز کلب کو جائیں گے ——— اور میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ آپ کے ملاقاتیوں میں سے کوئی بھی وہاں نہیں جاتا ہے۔ ہم دونوں بلا خوف و تکلف محفوظ ہوں گے اچھا تو لباس تبدیل کروں کیا آپ بھی اندر چلنا پسند فرمائیں گے"

ہالینڈ ہکا بکا رہ گیا۔

"میں یہیں بیٹھا ہوں اور آپ جلد تبدیل لباس کر آئیے"

"آپ بڑے عجیب و غریب واقع ہوئے ہیں۔ مجھ کو تو آدرون کو تبدیل

لباس کے کمرے میں آنے سے منع کرنا پڑتا ہے۔ لیکن آپ بہت زیادہ شرما رہے ہیں۔"

"اب میں نہیں شرماؤں گا۔" ہالینڈ نے اس سے نظریں ملائے بغیر ہی کہا۔

کارمن نے متعجبانہ ہالینڈ کی طرف دیکھا، خفیف سی سر کو جنبش دی اور شب باشی کے کمرے کے دروازہ کو کھلا چھوڑ کر چلی گئی۔

ہالینڈ اس کی عدم موجودگی میں، کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا، اپنے ضمیر سے رسا کشی کر رہا تھا۔ جس آزمائش سے وہ اس وقت گذر رہا تھا، وہ آزمائش آسان ہو جاتی، اگر کارمن عام پیشہ ور عورتوں کی طرح ہوتی اور اگر کہیں وہ عام پیشہ ور عورتوں کی طرح ہوتی تو شاید ہالینڈ اتنی جلد اس سے مانوس بھی نہ ہو پاتا۔

"اجی حضرت خدا کے لئے" لڑکی نے شب خوابی کے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا "اس وقت سنجیدگی کو بالائے طاق رکھئے اس طرح چپ چپ رہ کر آپ کیا لطف اندوز ہو سکتے ہیں"

اور پھر وہ ہالینڈ کے قریب آئی اور اس کے ہاتھ سے شراب کا خالی جام لے کر میز پر رکھتے ہوئے اس کے پہلو میں بیٹھ گئی۔

"ابھی تو کافی وقت ہے ہم دونوں بعد کو کہیں گھومنے چلیں گے" ہالینڈ کی گردن میں اپنے مرمریں ہاتھوں کو حائل کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"—آؤ مجھے پیار کرو۔"

نزاکت وقت سے مجبور ہو کر، ہالینڈ نے اس کو اپنی طرف کھینچا اور

اپنے ہونٹوں کو اس کے ہونٹوں پر پیوست کر دیا۔

(۳)

ساڑھے دس بجے یہ دونوں کمرے سے بغرض تفریح نکلے زینے سے اُترتے وقت ان کو کوئی نہیں ملا۔ مکان سے نکلتے ہی انھوں نے ایک ٹیکسی کو روکا اور بیٹھتے ہوئے مس کارسن نے کہا "بلیورونز کلب ۱۲۲ اسٹریٹ کو چلو" ٹیکسی تیزی کے ساتھ سنسان سڑکوں سے گذرنے لگی اور پچھلی نشست کی تاریکی میں مس کارسن ہالینڈ کا ہاتھ اپنے نرم و نازک ہاتھ میں لیتے ہوئے اس طرح بیٹھ گئی کہ دونوں ایک دوسرے کے دلوں کی دھڑکنیں سن سکتے تھے۔

مس کارسن نے آہستہ سے کہا، پیارے میں تمھیں کتنا پسند کرتی ہوں تم سوچ بھی نہیں سکتے، دراصل تم میں اور ان لوگوں میں بڑا فرق ہے جو میرے پاس آتے ہیں۔

ہالینڈ بغیر کوئی جواب دیئے ہوئے مسکرا دیا۔ اس کو ان باتوں سے خوشی اور سرور حاصل ہوا۔ آج کی رات کا ایک ایک لمحہ اس کی زندگی کے ابواب میں نئے نئے اضافے کر رہا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا مس کارسن ایسی حسین لڑکی کے ساتھ چوری چھپے یہ لمحات گزارنا! کیسی خوش نصیبی کی بات ہے۔ اور کل اس شب کے واقعات ایک قصہ پارینہ ہو جائیں گے جن کی یاد اس کو عرصہ دراز تک رہے گی۔ اس کو یقین تھا کہ ایسی پر سرور اور پر لطف باتیں جو آج ہوئی ہیں دوبارہ اس کو میسر نہ ہوں گی اور نہ اس کی خواہش تھی کہ

آئندہ ہوں لیکن چونکہ اس وقت یہ دل خوش کن صحبت اس کو نصیب ہو گئی تھی، اس لئے یہ عین حماقت ہوتی اگر وہ اس نادر در نادر سنہرے موقع سے فائدہ نہ اٹھاتا

ہالینڈ نے مس کارسن کی طرف دیکھا، اسی وقت ٹیکسی ایک ایسے ہوٹل کے سامنے سے گذری جو نیون لائٹ کے رنگین حرفوں سے جگمگا رہا تھا، تیز روشنی نے ٹیکسی کا اندرونی حصہ جگمگا دیا اور اس وقت مس کارسن اس طرح جگمگا اٹھی جس طرح ہیرا تیز روشنی میں چمک اٹھتا ہے۔ وہ انتہا سے زیادہ حسین و دلکش معلوم ہوئی، شانوں پر سے کھلی ہوئی فراک سے نکلے ہوئے اس کے سفید و نازک بازو نہایت بھلے معلوم ہوئے، اس کے سینے کا تموج ایک ہلچل پیدا کر رہا تھا۔

ہالینڈ اس کے رخ تاباں کے دیدار میں اتنا کھویا ہوا تھا کہ اس کو خیال بھی نہ رہا، کہ اس نے آج شب کے لئے اس لڑکی کو بیس ڈالر دیئے ہیں ۔

حیرت ہے کہ وہ اس وقت کو آج سے پانچ سال بیشتر، بلکہ آئین سے اپنی شادی کے پہلے کا زمانہ تصور کر رہا تھا۔ جبکہ وہ اکثر و بیشتر اسی طرح کی راتیں گذارا کرتا تھا۔

"کیوں پیارے! کیا تم رقص کرنا پسند کرو گے؟" مس کارسن نے خاموشی کو توڑتے ہوئے ہالینڈ سے کہا۔

"یقیناً میں پسند کروں گا اگر تم بھی ساتھ دو گی" ہالینڈ نے جواب دیا۔

"مجھ کو تو ناچ سے عشق ہے۔ پہلے میرا ذریعہ معاش ہی ناچنا تھا لیکن بعد کو ناساعدت زمانہ کی وجہ سے ترک کرنا پڑا۔ کیونکہ میرا ایک ساتھی مجھ سے چھوٹ گیا اور دوسرا نہ مل سکا، اس لئے مجبوراً اس پیشہ سے ہاتھ دھونا پڑا۔

ہم دونوں اسی بلیورود کلب میں ناچ کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ یہ کلب کچھ برا نہیں ہے بلکہ کافی معقول اور دلچسپیوں کا مرکز ہے۔ مجھ کو امید ہے کہ تم بھی اس کو پسند کرو گے۔"

"تمھارے ساتھی نے تمھارا ساتھ چھوڑ دیا" ہالینڈ نے صرف گفتگو جاری رکھنے کے خیال سے پوچھا۔

اس سوال سے مس کارسن کی پیشانی پر بل پڑ گئے، لیکن اس نے اپنے احساس کو چھپاتے ہوئے کہا" دراصل وہ اس قسم کا انسان نہیں تھا جو مستقل مزاجی سے کوئی کام کر سکے۔

اس ناخوشگوار ذکر کو ٹالتے ہوئے پوچھا" تمھارے کمرے سے ایک منزل نیچے جو موٹا سا آدمی رہتا ہے جس کے پاس ایک پیکانیز کتا ہے، وہ کون ہے؟"

مس کارسن نے سر کو گھما کر تیزی سے ہالینڈ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"کیا وہ آدمی تم کو ملا تھا؟"

وہ مجھے زینے ہی پر مل گیا تھا۔"

مس کارسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" وہ بڑا مکروہ شخص ہے۔ کسی کو نہیں معلوم کہ اس کا ذریعۂ معاش کیا ہے۔ اس کا نام ریفل سوائے ٹنگ ہے۔ وہ ہمیشہ مجھ کو اپنے اس جیبی کتے کی آڑ لے کر زینہ پر روکتا اور بات چیت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔"

اب ٹیکسی ایک سیاہ عمارت کے سامنے آکر رکی۔ یہ دونوں اس میں سے اترے اور ہالینڈ نے ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا۔

"کیا یہی ہے۔" ہالینڈ نے اس شاندار عمارت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اگلی گلی میں ہے" مس کارسن نے اپنے بازو اس کی گردن میں حائل کرتے ہوئے جواب دیا "تم ڈرو نہیں کیونکہ یہاں کوئی بھی تمھارا جاننے والا نہیں ملے گا۔ اس کلب کے ممبروں کی تعداد بہت محدود ہے، ساتھ ہی اس کلب میں آنے والے لوگ اس حصہ شہر کے نہیں جہاں تم رہتے ہو۔"

ہالینڈ مس کارسن کے ساتھ ساتھ گلی میں چلتا رہا جس کے اختتام پر ایک بڑا شاہ بلوط کا دروازہ تھا جس کے اوپر ایک بڑی سی گول کھڑکی تھی۔ دروازہ پر، رنگین روشنی کے ٹیوبوں سے بنا ہوا ایک خوبصورت گلاب کا پھول تھا۔ جس کی نیلی روشنی سے دروازہ پر پیتل کی بچی کاری چمک رہی تھی۔

مس کارسن نے دروازہ کے پہلو میں لگا ہوا گھنٹی کا بٹن دبایا اور دونوں کھڑے ہو گئے جس کے ذرا دیر بعد بجلی کی چمک اور بادل کی کڑک سنائی دی۔

"سنا اس آواز کو" ہالینڈ نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا

"میں تو شام سے بارش کی دعا کر رہی ہوں تاکہ موسم ذرا ٹھنڈا اور خوشگوار ہو جائے" کارسن نے جواب دیا۔

اسی وقت دروازہ کے اوپر بنی ہوئی گول کھڑکی کھلی جس میں سے ایک دبلا پتلا سفید چہرہ نمودار ہوا، جس کی تیز بے حرکت اور متجسس آنکھوں

نے چند سکنڈ باہر کا مشاہدہ کیا۔ اس کے بعد دروازہ کھل گیا۔

جس آدمی نے دروازہ کھولا وہ موٹا تازہ اور پستہ قد تھا۔ اس کے سر پہ چھدرے سفید بال تھے۔ اس نے ہالینڈ پر ایک غائر نگاہ ڈال کر مس فے کارسن سے کہا۔ "گڈ ایوننگ، مس کارسن"

"ہلو جے" مس کارسن نے مسکراتے ہوئے سلام کا جواب دے کر کہا "میں آج مصروف ہوں"

"خوب! بڑی اچھی بات ہے" جے نے جواب دیا "آپ کی میز بھی خالی ہے"

اس نے سر کو خفیف سی جنبش دی اور ہالینڈ کو لئے ہوئے، خالی لابی سے گذرتی ہوئی، ایک دوسرے بڑے دروازہ کے سامنے رکی۔ اور جب اس دروازہ کو کھولا تو ڈانس بینڈ کی پر شور آواز سنائی دی۔ ہالینڈ اور کارسن ایک زینے پر چڑھنے لگے جس پر سرخ بانات بچھی ہوئی تھی۔ اوپر ایک حسین لڑکی نے ہالینڈ کی ٹوپی ادب سے لے کر ٹانگ دی۔ اسکے بعد یہ دونوں ایک بڑے شراب خانہ میں داخل ہوئے، جہاں کافی لوگ موجود تھے۔ اور جن کو دیکھ کر پہلے تو ہالینڈ کچھ متفکر ہوا لیکن بعد کو اس نے سوچا کہ اس کے سب وسوسے بیکار ہیں اور مس کارسن کا کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ یہ مجمع اس حصہ شہر کا نہیں معلوم ہوتا جہاں وہ رہتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں جتنی عورتیں تھیں وہ سب کی سب فیشن پرست اور آوارہ تھیں مرد بھی زیادہ تر اوباش نظر آتے۔ مرد اور عورتیں، دونوں شام کے مختلف

لباسوں میں ملبوس تھے۔ اس مجمع میں سے کسی نے بھی ہالینڈ کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ صرف تین یا چار آدمیوں نے مس کارسن کو سلام کیا اور چلے گئے۔ شراب خانہ کے بارمین نے اپنے چمکدار اور جھل جھل کرتے ہوئے کاؤنٹر کو کپڑے سے صاف کرتے ہوئے مس کارسن کو دیکھا اور بولا۔

"گڈ ایوننگ، مس کارسن۔"

سلام کا جواب دیتے ہوئے مس کارسن نے کہا "جیک مارٹینی کے دو مرکب بنا کر لاؤ۔"

اور دونوں ایک خوبصورت گول میز کے پاس آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ بارمین نے دو گلاس مارٹینی کے دو مرکب لا کر میز پر رکھ دئے اور دوسری میز کی طرف چلا گیا جہاں ایک لمبا تڑنگا حبشی آکر بیٹھا تھا۔

ہالینڈ نے اس نو وارد حبشی کی طرف غور سے دیکھا۔

وہ چھ فٹ چار انچ کا قدآور انسان تھا، جس کا چوڑا چکلا سینہ اور بھرے ہوئے بازو، اس کی جسمانی قوت کا پتہ دے رہے تھے۔ اس کے گھٹے ہوئے سر میں، دہنی آنکھ کے نیچے سے ہوتا ہوا منھ تک ایک لمبا سا نشان تھا، جو اس کی صورت کو انتہائی بدنما بنا رہا تھا۔

وہ زردی مائل مخملی جیکٹ، سیاہ پینٹ اور سفید ریشمی قمیص پہنے تھا جس میں گلے کے پاس ایک اودے رنگ کی بو کے نیچے، ایک بڑا سا ہیرا لگا ہوا کانٹا تھا۔ جس میں اس کی ہر جنبش پر سیکڑوں بجلیاں کوندنے لگتی تھیں۔

"ہلو سام" مس کارسن نے بے اختیارانہ ہاتھ گھما کر انگلیاں ملاتے ہوئے اس حبشی سے کہا۔

وہ منہ کھول کر مسکرایا جس سے اس کے سونے کے خول چڑھے ہوئے بڑے بڑے دانت نمایاں ہو گئے۔

"پیاری! خوشی خوشی جشن منائے جاؤ۔" اس نے بھاری لیکن صاف آواز میں کہا۔

اس کے بعد ہی اس کی نظر ہالینڈ پر پڑی جس کو اس نے صرف خفیف سی سر کو جنبش دے کر سلام کیا۔ اٹھ کر ایک دوسری میز کے پاس جا بیٹھا جسکے پاس ایک ایسی لڑکی بیٹھی تھی جو امریکن اور نیگرو خون کی آمیزش کا نتیجہ معلوم ہوتی تھی۔ وہ ایک معمولی قسم کے دھانی ایوننگ ڈریس میں ملبوس تھی اور ایک فٹ لمبے ہولڈر میں لگا ہوا سگریٹ پی رہی تھی۔ مس کارسن کو دیکھ کر اس نے وہیں سے مخلصانہ طور پر خوشی سے ہاتھوں کو ہلا کر سلام کیا۔

"اس حبشی مرد کا نام سام ڈاریکا ہے۔" مس کارسن نے ہالینڈ سے کہا "یہ کلب کے مالکوں میں سے ایک ہے۔ اسی نے اس کلب میں میری آمد و رفت کا سلسلہ قائم کرایا۔ یہ بڑا امیر آدمی ہے۔ وہ عورت جو اس کے پاس بیٹھی ہے اس کی بیوی کلاڈیٹا ہے۔"

"یہ کتنا قد آور انسان ہے۔" ہالینڈ نے اپنے جسم سے اس کا مقابلہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ جے نوئس کا پارٹنر ہے۔ ان دونوں نے مل کر اس کلب میں چار چاند

لگا دیئے ہیں۔ اگر تم اس وقت دیکھتے جبکہ میں پہلی دفعہ یہاں ناچی تھی تو تمکو سخت تعجب ہوتا کہ یہاں پر صرف چند میزیں اور ایک پیانو تھا۔ لیکن ان دونوں کی انتھک کوششوں سے، صرف پانچ سال کے قلیل عرصہ میں، یہ کلب کتنا شاندار ہوگیا ہے؟ شراب ختم کرکے کرسی سے اُٹھتے ہوئے اسنے کہا "میں بھوکی ہوں۔ آؤ ہم دونوں کھانا کھانے چلیں؟"

ہالینڈ شراب کی قیمت ادا کرنے کے بعد شراب خانہ سے اس کے ساتھ ساتھ رسٹوران میں داخل ہوا، جہاں کئی جوڑے ناچ میں مشغول تھے اور قریب قریب سب میزیں بھری ہوئی تھیں۔

ایک گندمی رنگ کے چیل جیسی تیز آنکھوں والے اٹالین نے، جو کہ ویٹروں کا انچارج تھا، بڑھ کر مس کارسن کو سلام کیا اور ان دونوں کو، ایک میز کے پاس لے گیا جو دیوار کے پاس تھی۔

اور جس وقت یہ دونوں نہایت لذیذ اور مرغن غذائیں کھانے میں معروف تھے۔ ہالینڈ نے ایک نہایت ہی حسین و جمیل عورت کو رسٹوران کے دروازے پر کھڑا دیکھا۔

وہ اتنی قبول صورت اور جاذب نظر تھی کہ صرف ہالینڈ ہی کی نہیں بلکہ اس کمرے میں بیٹھے ہوئے سب مردوں کی آنکھیں، اس پیکر ہوش ربا کی طرف اُٹھ گئیں۔

وہ بید مجنوں سی دراز قد تھی۔ اس کی سیاہ ریشمی کاکلیں، اس کے خوبصورت سر سے کندھوں پر مثل مار سیاہ کے لٹک رہی تھیں۔ وہ ہلکی

دھانی ایوننگ گون میں ملبوس تھی جو کہ نہایت نفیس و بیش قیمت اور فیشن کے مطابق تھی جس میں سے اس کا دودھیا اور ملیح جسم چھن چھن کر آنکھوں کو خیرہ کئے دیتا تھا۔ اس کی بڑی زمردیں آنکھیں اور ابروئے خمیدہ، اس کمرے میں بیٹھے ہوئے مردوں کے دلوں کو بےچین کئے دیتی تھیں۔ گویا بقول شاعر

کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

صرف اس کا پری جمال چہرہ ہی نہیں تھا کہ جس نے ہالینڈ کو وارفتہ کر دیا بلکہ اس کا پورا جسم حسن مجسم تھا جو کہ بڑے سے بڑے زاہد متقی و پرہیزگار کو بھی ڈانواں ڈول کر دیتا۔

چنانچہ بے ساختگی میں مس کارسن سے مخاطب ہو کر ہالینڈ نے پوچھا "ارے! یہ کون لڑکی ہے؟"

"کیا وہ بے مثل حسینہ نہیں؟ اور کیا اس کا حسن رہزن عقل و ہوش نہیں ہے؟" مس کارسن نے جواب دیا "یہ لڑکی جس کو دیکھ رہے ہیں اس شہر کی سب سے بڑی چڑیل ہے۔"

ہالینڈ اس وقت مس کارسن کے چہرے کی سختی کو دیکھ کر متعجب ہوا اور ہنس کر کہنے لگا "تم اس لڑکی سے کچھ بدظن معلوم ہوتی ہو۔"

چنانچہ اس نے دوبارہ اس ملاتک فریب حسین دوشیزہ کی طرف دیکھا جس نے ایک غیر اتفاقی نگاہ ہالینڈ پر ڈال کر، مس کارسن کو بغور دیکھا۔ اور اپنے پیروں رستوران سے باہر چلی گئی۔

اس کے چلے جانے کے بعد ہالینڈ نے مس کارسن سے پوچھا "بہرحال یہ تو بتاؤ کہ یہ کون تھی ؟"

مس کارسن چند سکنڈ تک دروازے کی طرف دیکھتی رہیں۔ اسوقت اس اسکا چہرہ جذبات سے معرا تھا۔

"اس کا نام گلڈا ڈورین ہے" کارسن نے جواب دیا "کچھ عرصہ گذرا یہ لڑکی میرے ساتھ ہی رہتی تھی۔ اب آج کل یہ گاتی بجاتی ہے میرا خیال ہے کہ اگر میری بھی ایسی ہی ملکوتی شکل، عادت واطوار، اور ایسی ہی سریلی آواز ہوتی جیسی کہ اس لڑکی کی ہے تو میں معراج کمال حاصل کر چکی ہوتی۔

مس کارسن کی آواز کی پرغضب تلخی نے ہالینڈ کو مضطرب کر دیا تھا اسلئے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے اس نے کہا "آئیے ڈانس کریں"

کارسن نے بمجبوری مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میں یہاں سے بھاگنے ہی والی تھی کیونکہ میں اس خبیث کتیا سے ایسی نفرت کرتی ہوں جیسے کوئی ناگن سے کرتا ہے! اسنے اس وقت یہاں آکر میرے ڈانس کے پروگرام کو بالکل تہ وبالا کر دیا"

"آؤ ہم دونوں ناچیں تاکہ غم غلط ہو" ہالینڈ نے کہا۔ چنانچہ یہ دونوں بھی دیگر جوڑوں کے ساتھ ناچ میں مشغول ہو گئے۔

(۴)

رقص سے فراغت کے بعد جب ہالینڈ اور مس کارسن شراب خانہ میں دوبارہ داخل ہوئے تو گھڑی میں بارہ بج کر بیس منٹ آئے تھے۔

مس کارسن نے کہا آئیے ایک جام مشروبات پی کر گھر چلیں "

ہالینڈ نے دو مرکب شراب کے گلاسوں کا آرڈر دیتے ہوئے کہا۔
" آج کی شب میری زندگی میں انتہا سے زیادہ فرحت بخش ہے اور واقعی میں آپ کی صحبت میں بہت محظوظ ہوا ہوں "

مس کارسن نے اک انداز معشوقانہ سے ہالینڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا " کیا یہیں سے آپ مجھ سے جدا ہو رہے ہیں ؟ مجھے امید ہے کہ اتنی جلد تو آپ نہ جائیں گے "

ہالینڈ مس کارسن کی چشم میگوں کا گھائل ہو چکا تھا۔ اس کا خود بھی ارادہ سردست اپنے خالی بنگلے میں جانے کا، نہ تھا۔ اس لئے اس نے کہا، نہیں میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے اور میں اپنی زندگی کے کچھ لمحات آپ کی پرکیف صحبت میں اور گذاروں گا۔

مس کارسن نے اٹھلاتے ہوئے اپنے جسم کو ہالینڈ سے مس کرتے ہوئے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ پہلی ہی بار آج بہکے ہیں۔

ہالینڈ نے متعجب ہو کر پوچھا " کیا مطلب ہے اسکا ؟ "

مس کارسن نے کہا " میں شرطیہ کہہ سکتی ہوں کہ آپ شادی شدہ ہیں اور آجکل آپ کی بیوی کہیں باہر گئی ہوئی ہیں۔ اچھا بتائیے کیا میرا اندازہ غلط ہے ؟ "

" ہالینڈ نے، اس بات سے مضطرب ہو کر کہ کارسن نے اتنی آسانی سے اس کے راز معلوم کر لئے ——— کہا۔

"کیا واقعی میں اتنا احمق ہوں کہ میرے افعال سب پر عیاں ہو جاتے ہیں۔

مس کارسن نے اس کی پیٹھ کو تھپتھپاتے ہوئے کہا " آیئے گھر چلیں۔ مجھ کو آپ سے یہ باتیں نہ پوچھنا چاہئے تھیں۔ لیکن میں آپ سے مانوس ہو چکی ہوں۔ آج کی شب میرے لئے عید کی رات سے کم نہیں ہے۔ آپ کی صحبت نے مجھ میں ایک پُر لطف اور تازگی بخش انقلاب پیدا کر دیا ہے میں تو صرف یہی تصدیق کرنا چاہتی تھی کہ آیا آپ کسی اور کے ہو چکے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ کسی سے منسلک نہ ہوئے ہوتے، تو میں اپنے حتی الامکان آپ کو اپنانے کی کوشش کرتی "

ہالینڈ کا چہرہ تمتما گیا، اور اس نے کہا۔

" یہ صحیح ہے کہ میں ایک لڑکی سے منسلک ہوں "

"سب شریف آدمی یہی کرتے ہیں، جیسا آپ نے کیا" مس کارسن نے اپنی باہیں اس کے گلے میں ڈالتے ہوئے کہا " اچھا! آیئے چلیں "

اور اس کے بعد جس وقت ہالینڈ اپنی ٹوپی کھونٹی سے اتارنے گیا۔ تو سام ڈاری لابی ہی میں موجود تھا، اس نے مس کارسن سے مخاطب ہو کر کہا " پیاری کیا تم آج اس قدر جلد چلی جاؤ گی "

مس کارسن نے کہا " سام۔ آج مجھ کو یہاں کافی دیر ہو گئی ہے۔ انشاءاللہ اب کل ملاقات ہوگی "

" بہت خوب اچھا خدا حافظ " سام نے جواب دیا۔

اور جب یہ دونوں صدر دروازہ کے پاس آئے تو جے مَنے "گُڈ نائٹ مس کارسن" کہہ کر سلام کیا۔

دونوں سلام کا جواب دے کر باہر نکلے جہاں فضا خاموش اور موسم سخت گرم تھا۔

" اس وقت تو ایسی گرمی ہو رہی ہے جیسے کہ ہم تندور میں ہوں " کارسن نے ہالینڈ کی باہوں میں باہیں ڈالتے ہوئے کہا۔

" معلوم ہوتا ہے کہ یہ گرمی بارش کا پیش خیمہ ہے " ہالینڈ نے جواب دیا۔

دونوں باتیں کرتے ہوئے گلی پار کر کے شاہراہ پر پہنچ گئے جہاں وہ ٹیکسی کی تلاش میں رک گئے۔

" کوئی نہ کوئی ٹیکسی آتی ہی ہو گی " کارسن نے کہا۔ اور اس کے بعد اس نے اپنے بیگ سے سگریٹ کیس نکالا اور دونوں نے سگریٹ پینا شروع کیا۔

ہالینڈ نے دیکھا کہ ایک آدمی سامنے کی گلی سے نکلا جس کی صرف وہ ایک جھلک ہی دیکھ پایا، کیونکہ جیسے ہی وہ سڑک پر آیا اور سامنے روشنی دیکھی، فوراً گھوم کر غائب ہو گیا۔ یہ شخص جوان تھا۔ اسکا دبلا پتلا اور حسین چہرہ متوحش نظر آ رہا تھا اس کے سر پر کوئی ٹوپی نہ تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کہیں قریب ہی سے نکلا ہے۔

اس شخص کی اچانک آمد اور آناً فاناً غائب ہو جانے پر ہالینڈ نے

کوئی توجہ نہ کی۔

اسی وقت ایک خالی ٹیکسی گذری جسے مس کارسن نے اشارے سے روکا۔

اور دونوں ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ مس کارسن نے ہالینڈ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر، اس سے ٹیک لگائی اور اپنا سر اسکے کندھوں پر رکھ دیا۔

یہ ایک غیر معمولی بات تھی کیونکہ اس نے محسوس کیا جیسے کہ وہ اس لڑکی سے عرصہ سے مانوس اور کافی بے تکلف ہے۔ اس نے سوچا کہ اگر کوئی وجہ اس لڑکی سے دوبارہ ملنے میں مانع ہوئی، تو اس کے لئے صبر آزما بات ہوگی۔

"آپ نے یہ راہ کب سے اختیار کی ہے" ہالینڈ نے متاسف ہو کر پوچھا۔

مس کارسن نے کہا "قریب ایک سال سے میں اس راہ پر گامزن ہوں" مظلومانہ انداز میں ہالینڈ کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔" اور پھر مظلومیت کے ساتھ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی "پیارے ہالینڈ آپ مجھے راہ مستقیم دکھانے کی بات نہ سوچیں کیونکہ ان لوگوں سے بیزار رہتی ہوں جو کہتے ہیں کہ مجھ کو ایک اچھی لڑکی بننا چاہئے اور یہ پیشہ ترک کر دینا چاہئے۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ جلد یا بدیر اس شغل کو ترک کر دیں گی گو کہ

مجھ کو کہنے کا کوئی حق نہیں لیکن میرا دل کہتا ہے کہ آپ جو کام بھی کریں اس میں کامیاب ہوں گی۔ کیونکہ آپ میں ہر کام کو خوش اسلوبی سے کرنے کا ملکہ ہے۔ آپ کتنا بے مثل ناچتی ہیں کیا اسی شغل میں آپ کے لئے کوئی مناسب اور فائدہ مند صورت نہیں نکل سکتی۔

مس کارسن نے کہا، ہو سکتا ہے لیکن میں اب اس شغل کو اختیار نہیں کر سکتی۔ کیونکہ میرے پاس سردست کوئی مناسب پارٹنر نہیں ہے اور بغیر کسی موزوں پارٹنر کے ناچ ہو نہیں سکتا۔ ارے ہاں میں آپ سے یہ پوچھنا تو بھول ہی گئی کہ آپ کا مشغلہ کیا ہے۔

ہالینڈ نے صحیح بات بتانے میں خطرہ محسوس کیا۔ اس لئے کہ شہر میں صرف تین ہی بنک تھے۔ اور ان تینوں بنکوں میں سے اسکو تلاش کر لینا کوئی مشکل امر نہ تھا کیونکہ اخبارات سے برابر معلوم ہوتا رہتا ہے کہ کتنی آسانی سے دفتروں کے کارکنوں کو پھانسا دیا جا سکتا ہے یا ان کو بلیک میل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اسی خیال کے پیش نظر اس نے اپنی اصلیت کو بتانا مناسب نہ سمجھا اور غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"میں ایک دفتر میں کام کرتا ہوں۔"

مس کارسن اس کی طرف دیکھ کر ہنسی اور شرارتاً اس کے ہاتھوں کو تھپ تھپاتے ہوئے بولی "یہ ڈرئیے مت۔ میں پہلے ہی عرض کر چکی ہوں کہ میں بالکل بے خطر ہوں اور آپ کو مجھ سے ذرا سا بھی اندیشہ نہ کرنا چاہئے" پھر ذرا اور کھسک کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہنے لگی "واقعی آپ نے آج رات بڑی جسارت کر کے یہ کام کیا ہے

ایک بے ڈھنگی بناوٹی ہنسی ہنستے ہوئے ہالینڈ نے کہا میں یہ کچھ نہیں جانتا۔"

مس کارسن نے کہا۔ لیکن آپ سب کچھ سمجھتے ہیں۔ آپ شادی شدہ ہیں حیثیت دار ہیں۔ آپ اچانک ایک ایسی لڑکی سے ملنے آتے ہیں جسکو آپ بالکل نہیں جانتے اور یہی نہیں بلکہ آپ اس سے وقت طے کر کے دوسری تمام باتیں بھی طے کر لیتے ہیں خیریت تو یہی ہوئی کہ آپ کا سابقہ مجھ سے پڑا ورنہ اگر کہیں خدانخواستہ۔ آپ ان دوسری لڑکیوں کے پھیر میں پڑ جاتے جو کہ اسی عمارت میں رہتی ہیں، تو وہ آپ کو کہیں کا نہ رکھتیں اور اور آپ کا خون تک نچوڑ لیتیں پھر طرہ یہ کہ آپ کو ان سے چھٹکارہ پانے میں بھی بڑی جانفشانی اور کاوش کرنا پڑتی۔"

ہالینڈ نے کہا۔ میں ایسا گدھا نہ تھا کہ ان کے چنگل میں پھنس جاتا میرے ایک دوست نے صرف آپ ہی سے ملنے کا مشورہ دیا تھا۔"

مس کارسن نے کہا۔ "معاف کیجئے گا! وہ آپ کا دوست صادق نہیں تھا میرے ایک بزرگ نے مجھ کو ایک ایسی نصیحت کی تھی جو آپ پر صادق آتی ہے۔ اور وہ نصیحت یہ تھی کہ جب کبھی میں کوئی خطرناک کام کرنا چاہوں تو مجھ کو اپنے گردوپیش کا بے حد خیال رکھنا چاہیئے۔ اور اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ کہیں شیر کو دم کی طرف سے تو نہیں پکڑ رہی ہوں۔ چنانچہ میں اس مقولہ پر آج تک کاربند ہوں۔ اور میری آپ سے درخواست ہے کہ اس زریں اصول کو کبھی فراموش نہ کیجئے گا۔ میری آپ سے مخلصانہ درخواست ہے

کہ آج شب کے بعد آپ مجھ کو بھی بھول جائیں۔ اور اگر خدانخواستہ، طبیعت دوبارہ اسی راہ پر آنے کو چاہیئے، تو میرے پاس آنے کی زحمت نہ کیجئے گا۔ میں آپ سے قطعی نہ ملوں گی، میں آپ کی دوست ہوں اور میں یہ کبھی نہ چاہوں گی کہ صرف میری وجہ سے آپ کی ازدواجی زندگی بدمزہ اور برباد ہو جائے۔"

ہالینڈ مس کارسن کی مخلصانہ باتوں سے بے حد متاثر ہو کر کہنے لگا۔

"آپ واقعی ایک نرالی لڑکی ہیں۔ آپ اس پیشے کے لئے ہرگز موزوں نہ تھیں۔"

مس کارسن نے متاسف ہو کر سر کو ہلایا اور کہا۔

"میری تمنا تھی کہ میں شریفانہ زندگی گذاروں لیکن افسوس زمانہ نے میرا ساتھ نہ دیا۔ خیر اب تو میں جس راستہ پر پڑ گئی ہوں اس سے کنارہ کش ہونا ناممکن تو نہیں البتہ مشکل ضرور ہے —— اور پھر اگر میں اس گندی زندگی سے غائب بھی ہو جاؤں تو مجھے شریف آدمی پسند نہ کرے گا —— خیر چھوڑیئے اس ذکر کو آپ اپنا دل بہلانے آئے ہیں، ان غیر دلچسپ باتوں سے آپکو بھی تکلیف ہوگی —— تھوڑی ہی دیر بعد ہم دونوں ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جائیں گے —— میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ سے مجھے اس درجہ انس کیوں ہو گیا ہے کہ جدا ہونے کو دل نہیں چاہتا پھر بھی میں یہ بات کسی حالت میں پسند نہ کروں گی کہ آپ کی نوجوان بیوی کو اپنی خواہشات پر قربان کر دوں —— میں جانتی ہوں کہ آج کے بعد جب بھی آپ مجھے

یاد کریں گے تو اچھے ہی الفاظ میں یاد کریں گے۔

یکایک گھر آگیا۔ مس کارسن نے اشارے سے ٹیکسی رکوائی اور بولی، "یہ لیجئے گھر آگیا"۔ اس کی آواز میں غم والم تھا۔

ہالینڈ نے ٹیکسی کا کرایہ ادا کیا اور دونوں صدر دروازہ سے گذر کر زینہ پر چڑھنے لگے۔

غالباً جن خطرات میں ہالینڈ گھرا ہوا تھا، ان کو مس کارسن کی موجودگی نے کچھ کم کر دیا تھا۔ لیکن پھر بھی جس وقت اس نے زینہ پر چڑھنا شروع کیا، تو اسکا چہرہ مارے ڈر کے متغیر تھا۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ مس کارسن کو اس کی جائے رہائش پر چھوڑ کر، اپنے مکان واپس چلا جانا چاہیئے تھا۔ کیونکہ کافی دیر تک وہ اس دلچسپ لیکن خطرناک مشغلہ سے محظوظ ہوتا رہا تھا اور اب اس شغل کا زیادہ دیر تک جاری رکھنا مناسب نہ تھا لیکن ان تمام بیچینیوں کے باوجود وہ زینہ پر چڑھتا رہا، یہاں تک کہ دونوں چوتھی منزل پر پہونچنے ہی والے تھے کہ وہی فان کلرپی کا تیز کتا سامنے کھڑا تھا۔ اس نے اپنی سرخ ابھری ہوئی آنکھوں سے، ان دونوں کو دیکھا اور زور سے بھونکنا شروع کر دیا۔ اس کتے کی موجودگی اور اس کے بھونکنے کی آواز سے، ہالینڈ کا دل اچھلنے لگا۔

فوراً ہی دروازہ کھلا اور زنیل سوائے ٹنگ باہر آگیا، جیسے کہ وہ انتظار میں تھا۔

اس وقت وہ سیاہ پاجامے پر معمولی ریشمی شب خوابی کا لباس پہنے

ہوئے تھا۔ اس کے موٹے موٹے ہونٹوں میں ایک بغیر جلی سگرٹ دبی تھی۔
باہر نکلتے ہی اس نے کتے کی طرف دیکھ کر سختی کے انداز میں کہا "لیو تم نے مجھ کو بہت پریشان کر رکھا ہے"۔

اور پھر مسکرا کر ایک معنی خیز نظر ہالینڈ پر ڈالتے ہوئے کہنے لگا "یہ بیچارہ اپنے کو پاسبانی کرنے والا تصور کرتا ہے۔ کیا آپ لوگوں کے خیال میں یہ قابل قدر جانور نہیں ہے؟"

پھر اس نے جھک کر کتے کو اٹھایا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔
ہالینڈ اور مس کارسن دونوں خاموش تھے۔ لیکن اس عجیب الخلقت آدمی کی آنکھوں میں کچھ اتنی دہشت آمیز قوت تھی کہ ہالینڈ کو پسینہ آنے لگا۔ چنانچہ اپنے دروازہ کے پاس پہونچکر قفل کھولتے ہوئے مس کارسن نے کہا "یہ بڑا بدتمیز آدمی ہے۔ خوا مخواہ کے لئے ہر ایک سے بے مدعا گفتگو کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاہم یہ بالکل بے ضرر ہے۔ اس سے کسی طرح کے نقصان کا احتمال نہیں"۔

ہالینڈ کو مس کارسن کے اس بیان پر کہ ریفل سوائنگ بالکل بے ضرر ہے، کچھ شک ہوا لیکن اس نے کوئی رائے زنی نہیں کی۔ بلکہ کارسن کے کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا تو اسے گونہ اطمینان ہو گیا تھا ٹوپی کو ایک کرسی پر رکھنے کے بعد، ہالینڈ آتشدان کے پاس بچھی ہوئی کوچ پر کچھ مضمحل سا بیٹھ گیا۔
مس کارسن نے اس کے پاس آکر اپنی باہیں اس کی گردن میں ڈالدیں

اور اپنے ہونٹ اس کے منہ کے پاس بڑھا دیئے۔

پہلے تو وہ ذرا ہچکچایا لیکن بعد کو اس نے اپنے ہونٹ اس کے ہونٹوں پر پیوست کر دیئے۔ کارسن نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور وارفتگی کی سی حالت میں اس سے ہم آغوش گئی۔ عین اسی وقت ہالینڈ کو خیال ہوا کہ کاش وہ اُس سے اتنی مانوس نہ ہوئی ہوتی ——— ذرا دیر بعد وہ مسکرا کر علیحدہ ہوئی اور کہنے لگی "میں ابھی آتی ہوں۔ یہ شراب رکھی ہے آپ پیجئے اور میرے لئے بھی ایک گلاس انڈیل کر رکھئے"۔

اسکے بعد تیزی کے ساتھ وہ شب خوابی کے کمرے میں چلی گئی اور دروازہ بند کر لیا۔

ہالینڈ نے سگریٹ جلائی اور شراب کی الماری کی طرف بڑھا لیکن فوراً ہی اس کو خیال ہوا کہ یہاں آنے میں اس نے سخت حماقت کی ہے اس کی سمجھ ہی میں نہیں آرہا تھا کہ کیوں خود بخود اس کے پیر آج شام اسی طرف اُٹھتے رہے۔ این کو این کا خیال آتے ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس کی نظر میں یہ اتنی بڑی ناقابل معافی خطا تھی کہ جس کو کوئی بیوی معاف نہیں کر سکتی۔ یہ ایسی بے وفائی تھی کہ مارے شرم کے وہ پانی پانی ہوا جا رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر کبھی این کو اس کی اس آوارگی کا علم ہو گیا تو وہ اس سے نگاہ نہ چار کر سکے گا۔

چنانچہ الماری سے ایک تند شراب کی بوتل نکال کر اس نے نصف گلاس بھرا اور نصف پی جانے کے بعد گلاس لئے لئے کمرے میں ٹہلنے لگا،

سامنے آتشدان پر رکھی ہوئی گھڑی میں دیکھا تو ایک بجنے میں پندرہ منٹ باقی تھے، وہ گھبرا اُٹھا، اس لئے کہ عام حالات میں اس طرح کے بھولے انسان ایسے اوقات میں گھبرا ہی جاتے ہیں ـــــ اور کرسی سے اٹھکر ٹہلنے لگا مس کارسن کے باہر آنے کے انتظار میں وہ پریشان ہو رہا تھا۔ اسی وقت کہیں قریب ہی تیز بجلی کی کڑک نے اس کو اور بھی چونکا دیا۔ مس کارسن کی جائے رہائش سے پارکنگ اسٹینڈ تک، جہاں موٹر وغیرہ کھڑے کئے جاتے ہیں، کافی فاصلہ تھا۔ اس لئے اس نے دعا کی کہ اس وقت تک بارش نہ ہو جبتک کہ وہ پارکنگ اسٹینڈ تک جا کر موٹر میں سوار نہ ہو جائے۔

پھر ایک تیز بجلی کی چمک، سفید پردوں میں سے جو کھڑکی پر لگے ہوئے تھے، دکھائی دی۔ اور اسی کے ساتھ ہی ساتھ ایک مہیب کڑک بھی سنائی دی چنانچہ اس نے پردہ ہٹا کر سڑک پر جھانکا۔ جہاں اسٹریٹ لیمپس کی روشنی میں، بارش ہوتی نظر آ رہی تھی، پھر بجلی اتنے زور سے چمکی کہ سامنے کی عمارتیں منور ہو گئیں اور بادل اتنے زور سے گرجا کہ اس کا دل دہل گیا۔

"مس کارسن" کھڑکی سے ہٹتے ہوئے ہالینڈ نے پکارا، لیکن شب خوابی کے کمرے سے کوئی جواب نہ پاکر اس نے سوچا کہ شاید وہ غسل خانہ میں ہو۔ چنانچہ وہ کھڑکی کے پاس دوبارہ آیا بارش تیز ہوتی جا رہی تھی اور بوندیں تیز ہوا کے ساتھ کھڑکی کے شیشوں پر پڑ رہی تھیں جس کی وجہ سے باہر کا منظر کچھ صاف نہیں نظر آ رہا تھا۔ اس نے خیال کیا کہ ایسی حالت میں وہ پارکنگ

اسٹیمڈ فلیٹ جا سکے گا۔ اس لئے بارش کے رکنے تک انتظار کرنا پڑے گا۔
.... چنانچہ اس خیال نے اس کے اس
ارادے کو متزلزل کر دیا کہ وہ بقیہ رات مس کارسن کے ساتھ نہیں گذاریگا۔
سگریٹ کو مسل کر ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے اس نے اپنے دل
میں کہا کہ سڑک پر جا کر بھیگنے سے یہ بہتر ہے کہ آج شب یہیں گذار لے۔
اس کے علاوہ کارسن اسی بات کی منتظر ہے اور اگر میں نے ایسا نہ کیا تو شاید
وہ خفا ہو جائے۔ اور پھر شب میں یہاں ٹھہرنا رات گئے مکان واپس جانے
سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ مسز فیلڈنگ، جو کہ اس کی پڑوسن ہے،
موٹر کی رات گئے گیرج میں رکھنے کی آواز سن کر، کان کھڑے کرے گی
اور اس کے بارے میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں کرے گی۔ اس کا احتمال
ہے کہ اس کی واپسی پر، وہ اس کی چغلی کھائے اور طرح طرح سے نمک
مرچ چھڑک کر اس کے کان بھرے۔
وہسکی ختم کرنے کے بعد دوبارہ شراب کی الماری کے پاس گیا تاکہ
اپنے لئے ایک اور جام تیار کرلے۔ شراب کا گلاس ہاتھ میں لئے ہوئے
اس نے شب خوابی کے کمرے کی طرف دیکھا اور سوچنے لگا کہ معلوم نہیں
مس کارسن اتنی دیر سے اندر کیا کر رہی ہے۔ چنانچہ اس نے پکارا۔
"کارسن۔ جلدی کرو۔ تم کیا کر رہی ہو؟"
کوئی جواب نہ پا کر اس کو بڑا تعجب ہوا اور اس نے سوچا معلوم نہیں
کیا معاملہ ہے۔ اس کو تو اندر گئے ہوئے دس منٹ سے زیادہ ہو گئے ہیں

چند لمحے وہ بالکل خاموش کھڑا سنتا رہا۔ سوائے گھڑی کی ٹک ٹک کے جو کہ آتشدان پر رکھی تھی اور یا بارش کی بوندوں کے جو کہ کھڑکی پر پڑ رہی تھیں، اس کو کچھ اور نہ سنائی دیا۔

عین اسی وقت کمرے کی سب بتیاں بجھ گئیں اور ایسی گھٹن اور تاریکی ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھائی دیتا تھا۔

تھوڑی دیر تک تو ہالینڈ ہکا بکا رہ گیا۔ لیکن بعد کو خیال ہوا کہ شاید فیوز ہو گیا ہو۔ چنانچہ ٹٹولتا ہوا میز تک پہونچا اور گلاس کو اس پر رکھتے ہوئے بھرائی آواز میں کمرے کی طرف منہ کھول کے اس نے پکارا۔

"کارسن فیوز باکس کہاں ہے؟ جلدی بتاؤ میں ابھی ٹھیک کئے دیتا ہوں"

اسی وقت اس نے دروازے پر خفیف سی چرچراہٹ سنی جیسے کہ اسے کوئی بہت آہستہ سے کھول رہا ہو۔

"کیا تمہارے پاس ٹارچ ہے" ہالینڈ نے پوچھا۔

کوئی جواب نہ پا کر اور قبر کی سی تاریکی اور خاموشی محسوس کر کے مارے ڈر کے اسکا سارا جسم مثل برف کے سرد ہو گیا۔ چند سکنڈ بعد اپنے آپ پر قابو پا کر وہ بولا "کارسن تم نے سنا نہیں کہ میں کچھ کہہ رہا ہوں"

پھر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ لیکن اس بات کا اس کو یقین کامل تھا کہ کمرے میں ضرور کوئی شخص موجود ہے۔ اس نے اپنی جیب سے سگریٹ لائٹر نکالنے کو ہاتھ ڈالا اور فوراً ہی کمرے میں کہیں پر کسی تختہ کے دبنے کی چرچراہٹ سنائی دی۔ جس نے اس کو انتہا سے زیادہ خوفزدہ

کر دیا۔ چنانچہ وہ جلدی سے میز کے عقب میں پناہ لینے کی خاطر بڑھا۔ لیکن وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی وہسکی کا گلاس میز سے گر کر چکنا چور ہو گیا۔

"کارسن۔ یہ کیا تماشہ کر رہے ہو؟" اس نے گلوگیر آواز میں پوچھا۔ بجائے کسی جواب کے؛ اسے بالکل صاف قدموں کی چاپ اور پھر کرسی کے ہٹنے کی آواز سنائی دی اور فوراً ہی کوئی چیز بہت آہستہ سے اس کے سر سے چھوتی ہوئی گذر گئی۔

اس نے فوراً لائٹر جلایا لیکن خوف سے اس کے ہاتھوں میں ارتعاشی کیفیت پیدا ہو رہی تھی اس لیئے لائٹر انگلیوں سے چھوٹ کر فرش پر گر پڑا اور جب وہ اس کو اٹھانے کے لیئے جھکا تو اس نے دروازہ کے دستہ کو گھمانے اور دروازہ کھلنے کی آوازیں بھی سنیں۔

اس نے بالکل تاریکی ہونے پر بھی دروازہ کی طرف دیکھا لیکن اسکو کچھ دکھائی نہ دیا۔ البتہ دروازہ بند ہونے اور زینے سے جلد جلد کسی کے اترنے کی چاپ سنائی دی جس سے وہ حد درجہ متحیر اور خوف زدہ ہو گیا اور رندھے ہوئے گلے سے اس نے پکارا "کارسن"

اس کے بعد بھی کوئی جواب نہ پاکر اس کو خطرہ محسوس ہوا، انگلیوں سے ٹٹول کر فرش سے لائٹر اٹھا کر اس نے جلایا، جس کی مدھم روشنی میں اُسنے دیکھا تو کمرہ بالکل خالی نظر آیا۔ اس لیئے اس نے سوچنا شروع کیا کہ آیا وہ شخص جو ابھی کمرے سے گیا ہے، کارسن تھی یا کوئی بدمعاش چور اُچکا

اس خیال کے آتے ہی اس نے پھر پکارا "کارسن"

لیکن یہ آواز بھی صدا بصحرا ثابت ہوئی، کوئی جواب نہ ملا تو گھبرا کر وہ لائٹر کی روشنی میں شب خوابی کے کمرے کی طرف بڑھا اور دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے آواز دی "کارسن"

جواب نہ پا کر اس نے لائٹر کی روشنی کو اونچا کر کے کمرے کا دروازہ کھولا، جہاں بستر پر نگاہ پڑتے ہی اس کے حواس جاتے رہے۔

بستر پر ہاتھ پھیلائے ہوئے، کارسن پڑی تھی اور خون کی ایک باریک دھار سینے سے نکل کر پسلیوں پر بہتی ہوئی فرش پر ایک نقش بنا رہی تھی۔

اس غیر متوقع منظر کو دیکھ کر ہالینڈ کو سانپ سونگھ گیا اور وہ جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔

اور لائٹر کی ٹمٹاتی ہوئی لو کو اسی وقت ہوا کے ایک تیز جھونکے نے گل کر دیا۔

تیسرا باب

(۱)

بجلی کی اک تیز چمک نے ، کمرے کو دودھیا نیلی روشنی سے منور کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ ایک ایسی کڑک پیدا ہوئی کہ جس نے کھڑکیوں کو کھڑکا دیا۔ بجلی کی چمک سے کمرہ میں اوجالا ہونے پر، ہالینڈ نے دیکھا کہ مس کارسن کے بستر پر ٹارچ رکھی ہوئی ہے جس کو اس نے فوراً اٹھا کر روشن کر دیا۔

ٹارچ کی روشنی اس نے کارسن کے چہرے پر ڈالی اور جھک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کی آنکھیں نیم وا اور ساکت ہیں خون اسکے بائیں سینے کے قریب سے بہہ رہا تھا جواب صرف ذرا ذرا سا رس رہا ہے۔ اس کے لب ہلے، اور پپوٹوں میں تشنجی کیفیت پیدا ہوئی۔ ساتھ ہی اس کی پیٹھ میں بھی ہلکی سی جنبش ہوئی اور مقتولہ اپنی انگلیاں بھینچ کر مٹھیاں بند کرنے لگی۔ اس جانکنی کے عالم کو دیکھ کر ہالینڈ نے ہمدردی اور افسوس کے لہجہ میں کہا۔ "خدا کے لئے بتاؤ کارسن تمھیں کس نے قتل کیا ہے؟"

ہالینڈ کے الفاظ سن کر کارسن کی نیم وا آنکھوں میں ڈر کا احساس پیدا ہوا لیکن فوراً ہی غائب ہو گیا۔ کیونکہ اس کی آنکھیں بے نور نظر آنے لگیں اور پپوٹے ڈھیلے پڑ گئے۔ اس کے بھنچے ہوئے دانتوں سے گھراہٹ کی آواز پیدا ہوئی ، جو رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی ، یہاں تک کہ منکا ڈھل گیا۔ اور کارسن جو چند منٹ قبل تک حسن مجسم تھی ، اب ایک بے جان گڑیا سی نظر آ رہی

تھی کیونکہ اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔
سرتاپا کانپ کر ہالینڈ نے دوبارہ اس کی طرف دیکھا اور ٹارچ کی روشنی
اس کے سینے پر ڈالتے ہوئے ہاتھ رکھا تاکہ دیکھے کہ اس کی سانس بالکل بند
ہوگئی تھی یا ابھی اس میں جان باقی ہے۔ ہالینڈ نے اپنا کانپتا ہوا ہاتھ
اس کے سینہ پر رکھا جس میں تنفس کی رفتار بالکل ختم ہو چکی تھی۔ لیکن ایسا
کرنے میں اس کی انگلی میں ذرا سا خون لگ گیا۔ اور گلوگیر آواز میں "ارے
کارسن" کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔

اس کے بعد جب ذرا طبیعت قابو میں آئی وہ ایک قدم پیچھے ہٹا اور
اسکا پیر کسی چیز سے ٹکرایا فوراً ہی جھک کر ہالینڈ نے دیکھا تو ایک آئس پک
(برف توڑنے کا اوزار) پڑی ہوئی تھی جس کی نوک خون سے سرخ ہو رہی تھی
آئس پک کو دیکھ کر وہ ہکا بکا رہ گیا اور بے ساختہ اس کے منہ سے
نکل گیا کہ یہ تو واردات قتل ہے۔ اس انکشاف نے اس کو ایسا سراسیمہ کیا
کہ اس کے پیر اس کا بوجھ نہ سنبھال سکے۔ اور وہ جلدی سے بیٹھ گیا۔
بجلی کی چمک اور بادل کی گرج بدستور جاری تھی۔ اسی شور میں اُس نے
ایک موٹر کے تیزی سے گزرنے کی آواز سنی اور وہ اتنا گھبرا گیا کہ حرکت
قلب بند ہوتے ہوتے بچی۔

لیکن جیوں جیوں موٹر کی آواز دور ہوتی جاتی تھی اس کے دم میں
دم آتا جاتا تھا۔ بالآخر وہ اٹھا اور اس نے سوچا کہ وقت برباد نہ کرتے
ہوئے اسے فوراً پولیس کو اطلاع کرنا چاہئے۔ اس خیال کے آتے ہی

اس نے ٹارچ کارسن کے چہرے پر دوبارہ ڈالی تاکہ اس کو ایک بار اور دیکھ لے لیکن جیسے ہی اس کی نگاہ، اس دائمی نیند سونے والی حسینہ پر پڑی، وہ افسردہ ہوکر پیچھے ہٹ گیا۔ اور اس عمل سے اس کا پیر اس جگہ پڑگیا جہاں کارسن کے سینے سے بہنے والا خون جمع ہوکر تھکا بن چکا تھا خون کو جوتے کے تلے میں لگا دیکھ کر وہ گھبراگیا لیکن کچھ سوچ کر، اس نے دری میں اپنا تلا پونچھا اور ملاقاتی کمرے میں آگیا۔

کمرے میں تنہائی اور تاریکی سے اس کا دم گھٹنے لگا۔ چنانچہ شراب کی الماری کے پاس جاکر اس نے ایک تیز گلاس وہسکی دسوڈے کا بنا کر پیا۔ حلق سے اُترتے ہی اس کے حواس مجتمع ہونا شروع ہوئے تو اس نے ٹارچ کو روشن کرکے ادھر ادھر گھمایا تاکہ معلوم کرسکے کہ ٹیلیفون کہاں ہے، اور جب اس کی نظر ایک بریکٹ پر رکھے ہوئے ٹیلیفون پر پڑی تو وہ اس طرف لپکا، لیکن فوراً ہی اس خیال سے وہ ٹھٹک گیا کہ اگر پولیس نے اس کے بیان کو سچ نہ تصور کیا تو کیا ہوگا۔ اس خیال کے آتے ہی اسکی پیشانی پر سرد پسینے کے قطرے نمایاں ہوگئے۔

اس کے بعد پھر اس نے سوچا کہ اگر پولیس نے اس کے بیان کو صحیح بھی مان لیا اور قاتل بھی گرفتار کرلیا گیا، تب بھی عدالت میں اس مقدمہ قتل کا عینی گواہ، وہی بنایا جائے گا اور اس طرح قتل پر اپنی موجودگی کے اسباب بھی واضح کرنا ہوں گے جس کے نتیجہ میں اس کی بیوی، بینک والوں اور اس کے احباب پر سب کچھ واضح ہوجائے گا اور دوسرے ہی دن

نکلنے والے۔ تمام اخبارات میں صفحہ اول پر واقعات قتل کے ساتھ ہی یہ بھی درج ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کی عدم موجودگی میں خانگیوں اور طوائفوں کے اڈوں پر مارا مارا پھرتا تھا۔

اس بدنامی کا خیال آتے ہی، اس نے یہاں سے فوراً بھاگ جانا بہتر سمجھا۔ کیونکہ اب کارسن مر چکی تھی اس کی خاطر وہ اپنے کو اس عذاب میں کیوں مبتلا کرتا۔ چنانچہ وہ کمرے سے صدر دروازہ کی طرف لپکا۔ لیکن یہ سوچکر فوراً ہی رک گیا کہ کہیں اس نے کوئی ایسی علامت تو نہیں چھوڑی ہے کہ جس سے پولیس اس کو تلاش کر سکے۔ اس کو جلدی میں کوئی غیر عاقبت اندیشانہ کارروائی نہ کرنا چاہیئے۔ یقیناً کوئی نہ کوئی علامت ضرور رہ گئی۔

تاریکی میں کھڑا ہوا وہ ان ہی الجھنوں میں مستغرق تھا کہ اس کو شراب کے گلاسوں ٹارچ اور وہسکی کی بوتل پر اپنی انگلیوں کے نشانات کے پائے جانے ونیز وہسکی کی موجودگی کا خیال آیا۔

جیب سے رومال نکال کر پسینہ پونچھتے ہوئے وہ بڑبڑایا کہ کارسن کے قتل کا حال صرف قاتل کو اور اس کو معلوم ہے۔ اس لئے صبح سے پہلے اس واردات کی خبر نہیں پھیل سکتی۔ اور صبح ہونے میں ابھی کئی گھنٹے باقی ہیں۔ کسی خوف و ہول کی ضرورت نہیں۔ یہاں سے رخصت ہونے سے پہلے، ہر چیز کا جائزہ لے لینا چاہیئے، تاکہ کوئی ایسی علامت نہ رہ جائے کہ جس کی وجہ سے پولیس کو اس پر شک ہو سکے۔

ایسا عمل کرنے سے بیشتر، بجلی کی بتیوں کو روشن کرنا ضروری ہے

تاکہ ہر کام میں آسانی ہو۔

چنانچہ اس نے فیوز باکس کو دیکھنا شروع کیا اور وہ بالآخر باورچی خانہ میں مل گیا۔ فیوز باکس پر فیوز وائر نکلا رکھا تھا۔ جس کو اس نے مین سوائچ بند کر کے لگا دیا اور باورچی خانہ کی بتی روشن کر دی، — اس کے بعد رومال نکال کر اس نے فیوز باکس اور مین سوئچ سے انگلیوں کے تمام نشانات مٹا دیئے پھر کمرۂ نشست میں واپس آیا۔ اس وقت اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ ٹوپی کرسی پر جہاں رکھی گئی تھی وہیں پڑی تھی۔ وہ ٹوپی پہننا بھول ہی گیا تھا اور گھبراہٹ میں اگر کہیں چھوڑ جاتا، تو بڑا غضب ہو جاتا کیونکہ ٹوپی پر اس کا نام لکھا تھا۔

کہیں پھر دوبارہ بھول نہ جائے اس لئے ٹوپی اٹھا کر اس نے فوراً پہن لی۔ قاتل کے کمرے سے نکلتے وقت میز پر سے جو گلاس گر کر ٹوٹ گیا تھا اس کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کو ایک اخبار میں جمع کر کے ہالیئڈ نے اپنے جوتے کی ایڑی سے ریزہ ریزہ کر دیئے اور ان ریزوں کو اخبار سمیت باورچی خانہ کی باسکٹ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد برش لے کر اس نے کمرے کے فرش کو جھاڑا اور وہسکی کی بوتل اور گلاس کو صاف کر کے انگلیوں کے تمام نشانات مٹا دیئے۔ ایش ٹرے سے ان سگرٹوں کے ٹکڑے نکال کر اس نے جیب میں رکھ لئے جو اس کمرے میں بیٹھ کر اس نے پی تھیں اور پھر ایش ٹرے کو بھی رومال سے پونچھ کر رکھ دیا۔

پھر اس نے سوچنا شروع کیا کہ اور کون سی چیز ہے جس کو اس نے چھوا ہو

تو یاد آیا کہ ٹیلیفون ۔ اسے بھی اس نے بڑی احتیاط سے صاف کیا اور کل انگلیوں کے نشانات مٹا دیئے۔

اس کمرے میں اب کوئی ایسی چیز نہیں رہ گئی تھی جس پر اس کو توجہ دینا پڑتی ، اس لئے شب خوابی کے کمرے میں گیا ، حالانکہ اس میں وہ جانا نہ چاہتا تھا ۔ کمرے کی بتیاں روشن کر کے اس نے اس کمرے کا بھی جائزہ لیا، لیکن اس طرح کہ اس کی نظریں کارسن کے عریاں جسم پر نہ پڑ سکیں اس کے بعد اس نے ٹارچ کو صاف کر کے بستر کے قریب اس میز پر رکھ دیا جس سے اس نے اسے اٹھایا تھا ۔ اس کے بعد بھی وہ ادھر ادھر نظریں ڈالتا رہا کہ شاید ایسی کوئی اور چیز رہ گئی ہو جسے اس نے ہاتھ لگایا ہو ــــ یکایک اسے وہی نیلے دستے والی آئس پک نظر آئی اور اس نے سوچا کہ یہ یہاں کیسے آئی ؟ کیا قاتل اس کو اپنے ساتھ لایا تھا ؟ ۔ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر یہ اس کی ہوتی تو وہ ضرور اس کو اپنے ساتھ لے جاتا ۔ اور کبھی اپنے آلۂ قتل کو یہاں نہ چھوڑتا ۔ ایک دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ اس کمرے میں کیسے داخل ہوا ۔ کھڑکی کے ذریعہ باہر سے چڑھ کر آنا ناممکن ہے ۔ ایسی صورت میں صرف ایک ہی ذریعہ رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ قاتل کے پاس یہاں کی کنجی موجود ہو ــــــ بہرحال جو کچھ بھی ہو ۔ اس نے سوچا کہ وقت گذرتا چلا جا رہا ہے اور قریب قریب ہر اس چیز پر سے انگلیوں کے نشانات جن کو اس نے استعمال کیا تھا مٹ چکے ہیں ، اس لئے اب چلنا چاہئے ۔ لیکن اسکے بعد اس کی نظر اپنے ہاتھ پر پڑی تو اس پر اسے خون کے داغ

نظر آئے، اس لئے انھیں دھونے کی بھی ضرورت محسوس ہوئی۔
اس نے غسل خانہ میں جاکر احتیاط سے، رومال رکھ کر بیسن کی ٹونٹی کھولی اور ہاتھوں پر جہاں خون لگ گیا تھا دھو ڈالا اور تولیہ سے ہاتھوں کو خشک کر کے آئینہ کے سامنے اپنی صورت دیکھنے لگا۔ تو بائیں آستین پہ سرخ داغ نظر پڑا۔ صرف آستین ہی پر نہیں بلکہ پینٹ کی بائیں ٹانگ پر بھی داغ تھا۔ گھبراکر فوراً ہاتھ منہ دھونے کے برتن کے پاس جاکر، اس نے پانی بھرا اور بریکیٹ سے اسپنج اٹھاکر داغ پہ رگڑنا شروع کیا۔ داغ مٹا تو نہیں لیکن رگڑنے سے ہلکا ہو گیا جو خون کا داغ نہیں معلوم ہوتا تھا اسلئے جس برتن میں اس نے کپڑوں کے داغ دھوئے تھے اسکا پانی پھینک کر رومال سے صاف کرتے ہوئے اس نے اسپنج کو بریکیٹ پہ رکھ دیا اور بجلی بجھاکر مکان سے رخصت ہونے کے لئے ملاقاتی کمرے میں آگیا۔
طوفان باد و باراں کا زور کم ہوتا جارہا تھا۔ بادل کی گرج اور برق کی چمک اب دور نظر آرہی تھی۔ لیکن بھرا کا دکا بوندیں کھڑکی کے شیشہ پر پڑرہی تھیں۔ اب دو بج کر بیس کا عمل ہو چکا تھا۔ ایک آخری نگاہ کمرے پر ڈالتے ہوئے اس نے سوچا کہ اگر قسمت نے یاوری کی تو زینہ پر اس وقت کوئی نہ ہوگا بتیاں گل کر کے اس نے دروازہ کے ہینڈل پہ ہاتھ رکھا کہ کھولے۔ تو باہر کچھ خفیف سی آواز پیدا ہوئی جس سے مارے ڈر کے وہ پتھر کی مورتی کی طرح بے حس ہو گیا۔

چند سکنڈ بعد، جب ذرا دل قابو میں ہوا تو اس نے سنا جیسے کہ باہر

سے کوئی دروازے کو کھرچ رہا ہو اور اس آواز کو سن کر اس کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی۔

اس کے کانوں میں کسی جانور کے کون کون کر کے سونگھنے کی آواز آئی یہ کسی کتے کی آواز تھی معاً اس کو فان پی کا نیز کتا اور ریفل سوائے ٹنگ یاد آئے۔ وہ اس عجیب وغریب موٹے آدمی کو بھول ہی گیا تھا۔ لیکن اب اسکو یاد آیا کہ کیسی نظروں سے اس شخص نے اس کو دیکھا تھا جب وہ یہاں آ رہا تھا کل جب پولیس کو کارسن کی لاش ملے گی تو یقیناً سوائے ٹنگ، بالینڈ کا حلیہ بیان کرے گا۔

مارے خوف کے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

لیکن تھوڑی دیر بعد جب اس کے قلب کی حالت ٹھیک ہوئی تو اس نے سوچا کہ دنیا میں سیکڑوں آدمی اس کے ہمشکل ہو سکتے ہیں۔ بالفرض محال اگر سوائے ٹنگ نے پولیس کو بتا بھی دیا تب بھی پولیس کو اسکا تلاش کر لینا ناممکن ہے۔

دروازے کے پاس کان لے جا کر سنا تو کتا اب بھی کون کون کر رہا تھا۔ عین اسی وقت باہر کسی دروازہ کے کھلنے کی آواز پیدا ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ ٹیو کہہ کر سوائے ٹنگ نے کتے کو پکارا۔

جب کتے نے کوئی توجہ نہیں کی اور برابر سونگھتا رہا تو سوائے ٹنگ نے کہا "ٹیو اگر تم نہیں آؤ گے تو مجھ کو خود آنا پڑے گا۔ یہ تمھاری بڑی نازیبا حرکت ہے۔"

سیڑھیوں پر مزید چرچراہٹ پیدا ہوئی جس سے مارے خوف کے ہالینڈ کی سانس رک گئی اور وہ دروازہ سے پرے ہٹ گیا۔

"یہاں آؤ لیو۔ تم کیا سونگھ رہے ہو؟" سوائے ٹنگ بڑبڑایا۔

دروازہ کے باہر کی وحشتناک خاموشی کو، قدموں کی آہستہ آواز نے توڑا۔ لیکن کچھ وقفہ بعد جب پھر ویسی ہی خاموشی ہو گئی تو ہالینڈ کو یقین ہو گیا کہ سوائے ٹنگ خود دروازہ سے کان لگائے سن گن۔ لے رہا ہے۔ کیونکہ پیروں کے چاپ کی آواز کے بعد کتے نے سونگھنا بند کر دیا تھا۔

اس کے بعد دروازہ کے ہینڈل کو گھمانے کی آواز پیدا ہوئی جس سے وہ اتنا ڈرا کہ سارا جسم کانپنے لگا۔ مگر فوراً ہی اسے خیال ہوا کہ اس نے دروازہ میں سٹکنی نہیں لگائی تھی۔ چنانچہ وہ دروازہ کے ساتھ اپنی پیٹھ لگا کر کھڑا ہو گیا اور پوری قوت سے اس نے دروازہ کو باہر کی طرف دبائے رکھا تاکہ کھل نہ جا سکے۔ ساتھ ہی ساتھ اس کا ہاتھ سٹکنی کی طرف بڑھا لیکن اس وقت اس کو محسوس ہوا کہ کسی نے خفیف سا دروازہ کو دھکا دیا۔ لیکن جب نہ کھلا تو سوائے ٹنگ نے بلند آواز میں کہا۔ "لیو۔ آؤ چلیں۔ مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں تم مس کارسن کی نیند نہ خراب کر دو"

پشت کو دروازہ سے لگائے ہالینڈ کا سارا جسم پسینہ میں تر بہ تر ہو گیا اس نے زینہ پر چرچوں کی آواز پیدا ہونے سے سمجھا کہ سوائے ٹنگ اتر رہا ہے۔ اس خیال سے اس کو ذرا اطمینان ہوا لیکن اچانک کمرے میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔

(۲)

طوفان برق و رعد کا شور بالکل بند ہو چکا تھا۔ صرف ٹیلیفون کی تیز آواز
اس وقت مکان کی خاموشی کو توڑ رہی تھی۔ آواز اتنی تیز تھی کہ اس عمارت کے
سب زندہ دار سن سکتے تھے اور ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ نے سنا بھی ہو
لیکن یہ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ اتنی رات گئے ٹیلیفون پر گفتگو کرنے والا کون
ہو سکتا ہے۔

پہلے تو اس کو خیال ہوا کہ شاید دو ایک بار گھنٹی بجنے کے بعد بند ہو جائے
کیونکہ جواب نہ پاکر ٹیلیفون کرنے والے کو اپنی حماقت محسوس ہوگی کہ اُس نے
آدھی رات گزرنے کے بعد فون کیا۔ لیکن جب گھنٹی برابر بجتی رہی تو ہالینڈ
اس کیفیت کو نہ برداشت کر سکا اور بعد مجبوری بتی روشن کر کے ٹیلیفون کا
رسیور اُٹھا کر کان میں لگایا۔

"کارسن۔ میں ہوں سام!"

ہالینڈ نے فوراً پہچان لیا کہ بولنے والا سام ڈارسی وہی لحیم وشحیم نیگرو
ہے جس سے آج شب بلیو روز کلب میں ملا تھا۔

"پیاری کارسن سنو" ڈارسی نے جلدی سے کہا "جانی شہر میں آیا
ہوا ہے اور تم کو تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ
کہ وہ پیراڈائز کلب میں تم کو تلاش کرنے گیا تھا"

ٹیلیفون پر جانی کا نام سن کر ہالینڈ کو شک ہوا کہ یہ جانی کون بزرگوار
ہیں کہیں یہی تو کارسن کا قاتل نہیں ہے؟"

"بس اتنا ہی پیغام سن کر اس کے ہاتھ کے طوطے اُڑ گئے اور اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اسے خیال ہوا کہ گفتگو نا تمام ہی تھی کہ اس نے رسیور رکھ دیا اس لئے یقیناً وہ پھر فون کرے گا اور یقیناً گھنٹی پھر اتنی ہی تیزی سے بجے گی اس لئے میز پر سے اخبار اُٹھا کر اس نے ایک بتی بنائی اور ٹیلیفون کی گھنٹی اور کلیپر کے بیچ میں ٹھونس دی۔ تاکہ گھنٹی نہ بجے۔

بمشکل چند سکنڈ گذرے ہوں گے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی میں آواز پیدا ہوئی لیکن وہ صرف خفیف سی بھنبھناہٹ تھی، جسے اس کمرے کے باہر کوئی نہ سن سکتا تھا۔

اس نے اس طرف سے مطمئن ہو کر، ایک آخری نظر چاروں طرف ڈالی اور بتی گل کر کے تھوڑا سا دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ بالکل خاموشی چھائی ہے، اس لئے اس نے باہر آ کر رومال سے ہینڈل پونچھ کر دروازہ بند کر دیا۔ اور پنجوں کے بل چل کر زینے کے جنگلے کے پاس آیا اور نیچے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوائے ٹنگ کے کمرے کا دروازہ کچھ کھلا ہے۔ جس سے اس کو تشویش ہوئی کہ اس نیم وا دروازہ کا مطلب صرف یہی ہے کہ سوائے ٹنگ شکار کی تلاش میں بیٹھا ہے۔ غالباً اس کی نگاہیں زینہ سے گذرنے والے کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہیں۔

ہالینڈ نے اس حالت میں جبکہ سوائے ٹنگ کا دروازہ کھلا تھا زینے سے اترنے میں پس و پیش کیا۔ مگر مشکل یہ تھی کہ اس عمارت سے باہر نکلنے کا اور کوئی راستہ نہ تھا۔

وہ اسی کشمکش و تذبذب میں تھا کہ اس نابکار کے سو جانے کا انتظار کرے یا ہر چہ بادا باد کے مقولے پر کاربند ہوتے ہوئے، جی کڑا کر کے تیزی سے زینہ سے اترنا شروع کرے۔ کیونکہ زیادہ دیر تک جائے قتل پر رکنا بھی قرین مصلحت نہیں تھا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی برابر دھیمی آواز میں جھنجھنائے جا رہی تھی جس سے اس کو اور بھی خدشہ ہوا کہ کہیں ڈارسی کارسن کا جواب نہ پاکر، گھبرایا ہوا یہاں نہ چلا آوے۔ اس لئے اس نے یہی بہتر سمجھا کہ کارسن کی لاش کے دستیاب ہونے سے پیشتر جتنی جلد ہو سکے، یہاں سے روانہ ہو جائے۔

اس نے سوچا کہ اگر وہ بالکل خاموشی سے زینہ سے اترنا شروع کرے تو یہ بھی ممکن ہے کہ سوائے ٹنگ اپنے ادھ کھلے دروازہ سے نہ بھی دیکھ سکے اسی امید کے سہارے، دیوار سے لگا ہوا، جنگلے سے ہٹ کر آہستہ سے اترنا شروع کیا تاکہ کسی طرح کی آواز نہ پیدا ہونے پائے۔

اس نے پھونک پھونک کر قدم رکھنا شروع کیا تاکہ بالکل کسی قسم کی آواز نہ پیدا ہو۔ تیسری منزل کی آخری سیڑھی پر پہنچ کر وہ رکا تاکہ کچھ سن گن لے۔ ابھی وہ ایک قدم دروازہ سے دور ہی تھا اگر سوائے ٹنگ بالکل دروازہ کے سامنے ہوا تو ضرور دیکھ لے گا لیکن اگر اونگھتا ہوا تو ایک ہی سیڑھی نیچے ہو کر اس کی نظروں سے غائب ہو جائے گا لیکن قدم اٹھاتے ہی فان پیکانیز کتا کھلے دروازہ سے نکل کر اس کو دیکھنے لگا۔

کتے کی اچانک آمد سے ہالینڈ اتنا خوفزدہ ہوا کہ شاید اس سے زیادہ وہ اپنی عمر میں کبھی سراسیمہ نہ ہوا ہوگا۔

گھبراہٹ کی حالت میں کتا اس کو اور وہ کتے کو دیکھا کیا۔ قبل اس کے کہ وہ کوئی فیصلہ کرتا کہ اب کیا کرنا چاہیئے، دروازہ پاٹو پاٹ کھول کر وائے ٹنگ سامنے آموجود ہوا۔

"لیو یہاں آؤ" اس نے کہا "چھوٹے کتے اتنی رات گئے تک نہیں جاگتے" اور پھر احمقانہ انداز سے ہالینڈ کی طرف دیکھ کر اس سے مسکراتے ہوئے کہا "جناب عالی آپ کو خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ اس کو سلانے میں مجھ کو کتنی کدوکاوش کرنا پڑتی ہے۔"

ہالینڈ نے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ وہ دے سکتا تھا کیونکہ مارے خوف و دہشت کے اس کا حلق خشک ہو گیا تھا۔

کتے کو اٹھا کر ہالینڈ پر ایک غائر نظر ڈالتے ہوئے اس نے کہا "میرا خیال ہے بارش رک چکی ہے۔ پناہ بخدا۔ بہت زبردست طوفان تھا" پھر اپنی گھٹیا نکل بلیٹڈ گھڑی کو، جو اس کے موٹے بالدار ہاتھوں پر لگی تھی دیکھ کر کہا "مجھ کو وہم و گمان نہ تھا کہ اتنی دیر ہو گئی ہے۔ ارے اب دو بجنے والے ہیں۔"

ہالینڈ نے گھبراہٹ پر قابو پانے کی سخت جدوجہد کی اور دوسری منزل کے زینہ پر قدم رکھنے کو بڑھا۔

"میں آپ سے معذرت خواہ ہوں کیونکہ میں بڑا باتونی ہوں۔" سوائے ٹنگ نے ہالینڈ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے کہا "تنہا زندگی گذارنے میں یہی سب سے بڑی خامی ہوتی ہے۔ اگر لیو میرے ساتھ نہ رہتا ہوتا

تب تو میں تنہائی میں اور بھی زیادہ پریشان ہوتا۔"

ہالینڈ پھر بھی خاموش رہا۔ لیکن اس نے اس آدمی سے پیچھا چھڑانے کی ضرورت کو انتہائی محسوس کیا۔

"آپ کو اندر آکر میرے ساتھ ایک گلاس شراب پینے میں کوئی عذر تو نہ ہوگا؟" سوائے ٹنگ نے ہالینڈ کی آستین پکڑتے ہوئے کہا "آپ کی بڑی نوازش ہوگی اگر میری درخواست قبول کرلیں گے کیونکہ مجھ کو شاذ و نادر ہی میزبانی کا موقع ملتا ہے۔

"نہیں شکریہ۔" ہالینڈ نے اپنے ہاتھ کو اس کی گرفت سے چھڑاتے ہوئے کہا۔ اور زینہ سے نیچے اترنا شروع کر دیا۔

"جناب عالی آپ کے کوٹ پر ایک دھبہ ہے" سوائے ٹنگ نے زینے کے جنگلہ سے منہ نکال کر کہا "ارے وہ بھورے رنگ کا دھبہ ہے۔ کیا آپ نے اس کو نہیں دیکھا؟۔ اگر آپ صاف کرنا چاہیں۔ تو میرے پاس دوا ہے جس سے یہ بالکل غائب ہوجا دے گا۔"

ہالینڈ نے بغیر کوئی جواب دیئے رفتار تیز کر دی۔ یہاں تک کہ ایک منزل سیڑھیاں اتر گیا۔ یہاں سے جلد چلے جانے کی اس کو اتنی بے چینی تھی کہ اب وہ تین تین سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اتر رہا تھا۔

اسی تیز رفتاری سے پہلی منزل کی سیڑھیوں سے اتر کر وہ ہال میں آیا جہاں معمولی سی روشنی تھی۔ جھٹکے سے دروازہ کھولا تو ایک لڑکی سے ٹکرا گیا جو اندر داخل ہو رہی تھی۔

سوائے ٹنگ یا یہ لڑکی کسی کام سے بینک میں آ گئے۔ تب کیا ہوگا اس خیال کے آتے ہی سرد پسینے کے قطرے اس کی پیشانی پر ظاہر ہو گئے۔ کیا وہ اسکو پہچان لیں گے؟ کیا وہ اس کو بغیر ٹوپی کے شناخت کر لیں گے۔ لیکن سب سے بڑی مفید بات میرے لئے یہ ہے کہ ان کو وہم وگمان بھی نہ ہوگا کہ میں اس بینک میں کام کرتا ہوں۔ لیکن پھر بھی مجھ کو بہت چوکنا رہنا چاہئے۔ اگر کبھی میں ان میں سے کسی کو آتے ہوئے دیکھوں، تو مجھ کو فوراً اپنی جگہ سے ہٹ کر روپوش ہو جانا چاہئے۔ میں اس بات کا ہمیشہ خیال رکھوں گا۔"

ہالینڈ نے محسوس کیا کہ اس کا مستقبل بڑے تاریک خیالات سے گھرا ہوا ہے۔ اس کو ہمیشہ اپنے کو ان دونوں کی نگاہوں سے بچا کر رکھنا ہوگا صرف ایک ہفتہ یا ایک مہینہ بھر نہیں بلکہ جب تک وہ اس بینک میں ملازم ہے تا اس کو ہمہ وقت ہوشیار رہنا چاہئے۔ بینک کے علاوہ اس شہر میں بھی وہ خطرے سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ کسی بھی موٹے آدمی کو پیکانیز کتے کے ساتھ یا کسی غلافی آنکھوں والی فاحشہ عورت کو دیکھ کر اس کو چھپ جانا پڑے گا۔ اسی لئے اس نے سوچا کہ اتنی پابندیاں امکان سے باہر ہوں گی اور ہمہ وقت ان ہی دونوں کی ٹوہ میں رہنا ناممکن ہوگا۔ سب سے بہتر طریقہ اس جنجال سے نجات کا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا تبادلہ یہاں سے کسی اور شہر میں کرا لے۔ لیکن ایسا کرنے میں اس کو اپنا خوبصورت مکان فروخت کرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ اگر انتہائی کوشش کرنے پر بھی تبدیلی نہ ہوئی تو پھر سوائے استعفا کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا ــــ لیکن

اس کے بعد کیا ہوگا۔ تلاش معاش کے لئے اس کو کوئی نیا ذریعہ اختیار کرنا پڑیگا جو ظاہر ہے کہ کتنا دشوار ہوگا۔

لیکن سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ اگر استعفا دینا پڑا تو این سے کیسے چھپایا جائیگا کیونکہ وہ کبھی این سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھتا تھا۔ اس کو استعفا وغیرہ کا حال جلد یا بدیر کسی نہ کسی صورت میں ضرور معلوم ہوجا ئیگا۔ کیونکہ کئی سال گذرے ایک دفعہ اس کے حساب میں چالیس ڈالر کی کمی ہوگئی تھی جسکو اس نے اپنی جیب سے پورا کیا تھا حالانکہ اس نے این سے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔

اس نے سوچا کہ وہ کتنا احمق اور پاگل تھا۔ جب کارمن اپنے گھر کو جارہی تھی تو وہ کیوں نہ اپنے مکان کو واپس آگیا، یہی اس کی انتہا سے زیادہ نادانی اور حماقت کی دلیل ہے۔

سڑک پر ایک متحرک سائے کو دیکھ کر جلدی سے وہ لیمپ پوسٹ کے پیچھے چھپ گیا۔ اور جب اس نے دیکھا کہ وہ شخص چمکتے بٹن اور چپٹی ٹوپی پہنے پولیس کا سپاہی ہے تو مارے خوف کے اس کا چہرہ زرد ہوگیا۔

بہرحال کسی نہ کسی طرح سے چلنے کا فیصلہ کر کے اس نے قدم بڑھایا اور جب وہ پولیس مین کے پہلو سے گذرا تو اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا جیسے ہی پولیس مین کی نگاہ اس پر پڑی تو ہالینڈ سمجھا کہ وہ اس کو مشکوک تصور کر رہا ہے۔ خیریت یہی ہوئی کہ گھبراہٹ میں اس نے دوڑنا نہیں شروع کیا ورنہ سب کام بگڑ جاتا۔

ہالینڈ قدم بڑھائے ایک دم سیدھ میں چلتا رہا، اس کا خیال تھا کہ پولیس مین ٹوکیگا، لیکن کوئی پوچھ گچھ یا روک ٹوک نہیں ہوئی پولیس مین سے کچھ فاصلہ ہو جانے پر اس نے خفیف سا مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سپاہی اپنا ڈنڈا گھماتا ہوا خراماں خراماں ٹہل رہا ہے۔ جس سے ہالینڈ کو قدرے سکون ہوگیا۔

سپاہی کو دیکھ کر اس کی جو ناگفتہ بہ حالت ہوئی تھی، اس سے یہی نتیجہ نکلا کہ جب بھی کسی سپاہی کا سامنا ہوگا تو اس کو اسی طرح کا خوف محسوس ہونا لازمی ہے۔

اس لئے اس نے سوچا کہ ان سب مخمصوں سے، پولیس مین کو سچ سچ سب حال بتا کر کیوں نہ نجات حاصل کرے۔ لیکن فوراً ہی خیال ہوا کہ "اے احمق، بیوقوف نہ بن۔ تجھ کو اپنی چہیتی بیوی کا خیال کرنا چاہئے۔ مضطرب مت ہو۔ دامن صبر و استقلال کو مضبوط پکڑ۔ کوئی بھی تجھ پر شک نہیں کریگا۔ یہاں سے جلد بھاگ اور گھر پہنچ کر تو بالکل محفوظ ہوگا"۔

اس ہمت افزا خیال کے آتے ہی اس کے چہرے پر بحالی نمودار ہوئی اور وہ بڑے بڑے ڈگ بھرتا ہوا، پارکنگ اسٹینڈ پہنچا۔ جہاں ایک نئے نظریہ کے دماغ میں آنے سے پھر وہ تھرا اٹھا اور وہ نظریہ تھا کہ کہیں موٹروں کے محافظ نے اس کے کار کا نمبر نہ لکھ لیا ہو۔

اس کو علم تھا کہ محافظ ایسا کوئی نہ کوئی رجسٹر رکھتے ہیں کہ جس میں، ان موٹروں کا جو کہ اسٹینڈ پر رکھی جاتی ہوں، اندراج کرتے ہوں۔

ہالینڈ یہ سوچ کر بہت پریشان ہوا کہ اگر محافظ نے اس کے موٹر کا نمبر نوٹ کر لیا ہوگا تو بڑا غضب ہو جائیگا۔ کیونکہ پولیس محافظ سے ضرور بازپرس کرے گی۔ اس لئے کہ پولیس کو ہالینڈ کا حلیہ وہ موٹا آدمی اور غلافی آنکھوں والی دوشیزہ، پہلے ہی بتا چکے ہوں گے ان حالات میں پولیس کے بتائے ہوئے حلیہ کی مدد سے، محافظ کو ہالینڈ کے پہچاننے میں آسانی ہوگی۔ اور اور جھٹ رجسٹر کھول کر پولیس کو اس کا نمبر دے دیگا ——— اور نتیجہ یہ ہوگا کہ آدھے گھنٹہ ہی میں پولیس اس کے گھر پر ہوگی۔

اس خیال سے لرز کر، ہالینڈ نے ایک تاریک گلی میں قدم رکھا اور سوچنا شروع کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ جہاں پر وہ اس وقت کھڑا تھا وہاں سے پارکنگ اسٹینڈ کو دیکھ سکتا تھا۔ جس کے متصل ایک چھوٹی سی کوٹھری بالکل صاف نظر آ رہی تھی۔ اس کوٹھری میں ہلکی سی روشنی ہو رہی تھی جہاں محافظ کھڑکی کے سامنے بیٹھا اخبار پڑھتا نظر آ رہا تھا۔

ہالینڈ یہ جاننا چاہتا تھا کہ آیا کوٹھری میں نمبر لکھنے کا رجسٹر ہے یا نہیں اور اس اطمینان کے بغیر کہ محافظ نے اس کے موٹر کا نمبر لکھا ہے یا نہیں وہ اپنا موٹر لے کر رخصت نہ ہو سکا۔

وہ گلی میں ایک دیوار سے ٹیک لگا کر کوٹھری کو دیکھتا رہا کہ شاید کوئی اپنا موٹر لینے آئے اور محافظ کو کوٹھری سے نکلنا پڑے، اور اس طرح اسکو اندر جانے اور رجسٹر تلاش کرنے کا موقع مل جائے گا۔ لیکن اب سوا دو کا عمل تھا کسی آدمی کا اس وقت اپنے موٹر کو لینے آنے کا بہت کم امکان تھا

وقت گذرتا جارہا تھا اور وہ اب زیادہ دیر تک انتظار بھی نہیں کرسکتا تھا اس لئے دل کڑا کرکے گلی سے نکلا۔ سٹرک پار کرکے اسٹینڈ پر پہنچا اور کھلے ہوئے کوٹھری کے دروازہ سے اندر داخل ہوا جہاں بڈھے محافظ نے اس کو دیکھ کر متعجبانہ سرکو جنبش دی اور کہا۔

"جناب آپ کو کافی دیر ہوگئی"

"ہاں" ہالینڈ نے جواب دیا اور ایک غائر نگاہ کوٹھری کی چیزوں پر ڈالنے لگا۔

یہاں کھڑکی کے متصل ایک میز رکھی تھی، جس پر مختلف چیزیں مثلاً کچھ پرانے اخبار، ایک ماہی توا اور گیس کا چولھا، کچھ میلے چینی کے ڈونگے اور ان سے بھی کثیف تر ایک دستی تولیہ، اور ایک کھلا ہوا رجسٹر رکھا ہوا تھا۔

"بارش کی وجہ سے دیر ہوگئی" ہالینڈ نے ذرا اور میز کے قریب کھسکتے ہوئے کہا۔ "میں بڑی بے چینی سے طوفان کے رکھنے کا منتظر تھا۔

اس وقت اس کی نگاہیں رجسٹر کے کھلے ہوئے صفحہ پر جمی تھیں جس میں نیچے سے تیسری سطر میں اس کے موٹر کا نمبر بالکل واضح لکھا تھا۔

"اب بھی ترشح ہو رہا ہے" محافظ نے اپنے بدبودار پائپ کو جلاتے ہوئے کہا۔ "اور بغیر بارش کے کام بھی نہیں چل سکتا۔ کیوں مسٹر کیا آپ کے یہاں باغ بھی ہے؟"

"جی ہاں" اپنی آواز کے ارتعاش پر قابو پانے کی کوشش کرتے

ہوئے ہالینڈ نے جواب دیا "گذشتہ دس دنوں میں یہ پہلی بارش ہے"۔
"آپ نے بالکل بجا فرمایا" محافظ نے کہا "کیا آپ کے باغ میں گلاب بھی ہیں؟"

"گلاب اور گھاس صرف یہی دو چیزیں میرے باغ میں پیدا ہوتی ہیں" ہالینڈ نے میز کے اس قدر قریب آکر جواب دیا کہ اس کی بیٹھ میز سے لگ گئی۔

"ضعیف ہوں نیند کم آتی ہے لیکن اب رات زیادہ ہو گئی ہے اسلئے کچھ غنودگی کا اثر ہے" محافظ نے کہا اور اکڑتا ہوا اُٹھ کر دروازہ تک گیا جہاں سے آسمان پر بادلوں کو دیکھتا رہا۔
اسی اثناء میں ہالینڈ نے رجسٹر اُٹھا کر اپنے پینٹ کی پچھلی ہپ پاکٹ میں رکھ لی۔

"کیا اور کوئی آپ کا ہاتھ بٹانے والا نہیں ہے؟" ہالینڈ نے ضعیف آدمی کے پاس دروازہ پر جاتے ہوئے ہمدردی کے تحت کہا۔
"میں آٹھ بجے چلا جاتا ہوں۔ مسٹر جب آپ بھی میری طرح سے ضعیف ہوں گے تو آپ کو بھی شب بیداری کی عادت ہو جائے گی"۔
"ممکن ہے آپ کا خیال صحیح ہو۔ سردست تو جبتک مجھ کو سونے کی حاجت ہوتی ہے سوتا ہوں"۔
باتیں کرتا ہوا ہالینڈ کوٹھری سے باہر نکل آیا جہاں اندھیرا تھا اس نے اپنے بسینہ سے تر چہرہ پر پھوار پڑتی محسوس کی۔

"آپ کا نمبر تو میں رجسٹر سے کاٹ دوں؟" محافظ نے کہا "یہ بتائیے کہ آپ کے موٹر کا کیا نمبر ہے؟"

ہالینڈ دھک سے ہو گیا اور اس کا دل اچھلنے لگا۔

"میرا نمبر" اس نے استفہامی نظروں سے بڈھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو کہ میز کے پاس جا چکا تھا اور اخباروں کو الٹ پلٹ کر رجسٹر کو تلاش کر رہا تھا۔

پھر وہ بڑبڑایا "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں نے رجسٹر کہاں رکھ دیا"

"ابھی تو یہیں رکھا تھا۔"

ہالینڈ نے پھاٹک کے پاس کھڑی ہوئی ایک بیکار موٹر کی نمبر پلیٹ کو دیکھ کر کہا "میرا نمبر ٹی۔ اے۔ ایل ۵۴۳۳ ہے۔"

ذرا دیر ہوئی کمبخت رجسٹر (نوٹ بک) یہیں رکھا تھا" کیا آپ نے تو نہیں دیکھا اسے۔

"نہیں" ہالینڈ نے بڈھے کو آدھا ڈالر دیتے ہوئے کہا "لو میں تو اب روانہ ہوتا ہوں خدا حافظ۔

"جناب آپ کا شکریہ" بڈھے نے ہاف ڈالر لیتے ہوئے کہا "مہربانی کر کے ایک مرتبہ پھر بتائیے آپ نے کیا نمبر بتایا تھا۔

ہالینڈ نے وہی نمبر دوبارہ بتا دیا جس کو بڈھے نے ایک اخبار کے کونے پر لکھ لیا اور کہنے لگا "میری چیزیں ہمیشہ یوں ہی کھو جاتی ہیں۔"

"شب بخیر" کہہ کر ہالینڈ جلدی سے بڑے بڑے قدم رکھتا ہوا اپنے

موٹر کے پاس آگیا۔

اس میں بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کیا اور سامنے کی چھوٹی بتیاں جلا کر موٹر کو پھاٹک سے باہر لے گیا اور جب مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بڈھا اسکو ٹوپی اتار کر سلام کر رہا ہے۔

اس کے بعد شاہراہ پر آکر اس نے چھوٹی بتیاں بجھا دیں اور سامنے کی بڑی بتیاں روشن کر کے، مناسب رفتار سے موٹر چلاتا ہوا گھر پہنچ گیا۔

چوتھا باب

(۱)

الارم گھڑی کی درشت جھنجھناتی ہوئی آواز نے ہالینڈ کو غافل نیند سے جگا دیا اس نے الارم بند کر دیا۔ اور آنکھیں مل کر اپنے مانوس وصاف شفاف کمرے میں چاروں طرف دیکھا تو اس کے نیم خوابیدہ دماغ میں شب گذشتہ کے واقعات کی مکمل تصویر پھر گئی۔ جس کے سبب نیند کا خمار بالکل اُتر گیا۔ اور دہشت اور سراسیمگی کے تصور نے آگھیرا۔

گھڑی میں دیکھا تو صبح کے سات بجے تھے۔

وہ اوڑھنے کی چادر ہٹا کر مسہری سے اُترا، اور فرش پر پڑے ہوئے سلیپروں کو پیر میں ڈال کر غسل خانہ میں چلا گیا۔ اس کے سر میں درد ہونے لگا۔ اور جب اس نے شیو کرنے کے آئینہ میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسکا چہرہ اترا ہوا اور زرد ہو گیا ہے۔ اور آنکھیں سرخ ہو کر سیاہ حلقوں میں گھر گئی ہیں شیو کر کے ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کے بعد کچھ سکون محسوس ہوا لیکن سر کا درد قائم رہا۔

تبدیل لباس کے کمرے میں جا کر اس نے کپڑے پہنے اور ٹائی باندھتے وقت اس نے سوچا کہ معلوم نہیں کب تک کارن کی لاش پڑی رہے گی۔ اگر وہ تنہا رہتی تھی تو ہو سکتا ہے کہ کئی دن تک انکشاف نہ ہو۔ جتنے زیادہ دنوں تک انکشاف نہ ہو اتنا ہی زیادہ اس کے لئے بہتر ہوگا کیونکہ

چند دن بعد واقعات دھیان سے اُتر جائیں گے اور لوگ سب باتیں فراموش کر جائیں گے۔ سوٹر اسٹینڈ کا محافظ بھی اس کے خلاف کوئی قابل یقین بیان پولیس کو اس وقت تک نہ دے سکے گا جب تک کہ پولیس والے اس سے خوب جرح نہ کریں۔ غلافی آنکھوں والی دوشیزہ ممکن ہے اس اچانک مڈبھیڑ پر کوئی توجہ نہ کرے اور بھول جائے لیکن سوائے ٹنگ کی طرف سے ہالینڈ کو کسی مغالطہ کا امکان نہیں معلوم ہوا کیونکہ اس شخص کی یادداشت خطرناک حد تک قوی ظاہر ہوتی تھی۔

خدا کی پناہ میں نے کیا رائی کا پہاڑ بنا لیا ہے۔ میں کتنا بیوقوف ہو گیا ہوں۔ آئندہ سے مجھ کو یہ تصور بھی نہ کرنا چاہئے کہ کوئی واقعہ ہوا ہے مجھ کو اپنی طبیعت پر قابو رکھنا چاہئے۔ میں اس وقت تک خطرے سے باہر ہوں جب تک سوائے ٹنگ یا وہ دوشیزہ مجھ کو پہچان نہ لیں اور میں انتہائی کوشش کروں گا کہ ان کی نظریں پڑنے سے قبل ہی میں انھیں دیکھ لوں اور روپوش ہو جاؤں۔

باورچی خانہ میں جا کر ہالینڈ نے کیتلی کو برقی چولہے پر رکھا اور جب تک کہ پانی ابلے، وہ سوچا کیا کہ اپنے کپڑوں پر سے خون کے داغ کیسے دور کرے۔

اس نے کافی جاسوسی کہانیاں پڑھی تھیں جن میں خون آلود کپڑوں کو انتہائی احتیاط سے دھوئے جانے کے باوجود پولیس کے کیمیاگروں نے آسانی کے ساتھ خون کے داغ دھبوں کی شناخت کرلی تھی، اسی لئے

وہ پریشان تھا کہ اپنے اس نئے سوٹ کو خون کے دھبوں سے کیسے صاف کرے جسے اس نے حال ہی میں خریدا تھا اگر وہ سوٹ کو کہیں پھینک دیتا تو اس کی بیوی سوال کرتی، اس لئے سوٹ کو جدا بھی نہ کر سکتا تھا اور جدا کرنا بھی ضروری تھا، کیونکہ متعدد لوگوں نے اسے یہ سوٹ پہنے گذشتہ شب دیکھا تھا اس نے سوچا اگر پولیس کو یہ سوٹ دستیاب ہو گیا تو پھر وہ کہیں کا نہ رہے گا۔ اسی لئے اس کا تلف کر دینا ہی بہتر ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کس طور پر تلف کیا جائے۔

اس نے کافی بنائی اور پیالی میں انڈیل کر، پیالی لئے ہوئے شب خوابی کے کمرے میں چلا گیا۔ جہاں میز پر رکھ کر، وہ اس کرسی کے پاس گیا جس کی پشت پر شب کو کپڑے اتار کر ڈال دئے تھے اور صبح کی تیز روشنی میں دیکھنا شروع کیا۔ تو ہلکے گہرے رنگ کے کپڑے پر دو داغ، جیسے نمایاں تھے۔

پھر جوتوں کا خیال آیا جن کو پہنے ہوئے وہ گذشتہ شب کارسن کے کمرے میں گیا تھا جہاں خون کے ایک چھوٹے سے ٹھکے پر اس کا پیر پڑ گیا تھا، معلوم ہوا کہ بائیں جوتے کے تلوے میں خون کا نشان موجود ہے۔ نشان کو دیکھ کر اس نے سوچا کہ جوتا بھی تلف کرنا لازمی ہے۔

بستر کے کونے پر بیٹھ کر اس نے کافی پی اور سوچنے لگا کہ آیا موجودہ خلش و خلجان سے کبھی اس کا پیچھا چھوٹے گا بھی یا اسی طرح پریشانیوں اور تفکرات میں مبتلا رہے گا۔ کافی پی کر سگریٹ جلائی تو ہاتھوں میں کپکپاہٹ

محسوس ہوئی۔ چند لمحہ اسی حیص وبیص میں سوچتا رہا کہ کسی طرح کپڑوں اور جوتوں کو علیحدہ کرنا چاہیئے۔

خوش قسمتی سے سوٹ اس نے سلاسلایا ایک بڑی دوکان سے خریدا تھا جہاں ہر وقت ہر قسم کے تیار شدہ کپڑے ملتے تھے۔ اور اتفاق سے جوتوں کو بھی اس نے ایک ایسی ہی دوکان سے لیا تھا۔

جس دوکان سے اس نے سوٹ خریدا تھا، وہاں پر ترتیب سے ٹنگے ہوئے کپڑوں کی قطاروں کو یاد کر کے، ایک نیا خیال پیدا ہوا، کہ وہ ان خون آلود کپڑوں کا پیکیٹ آج صبح وہاں جاوے۔ اور بالکل ایسا ہی ایک نیا سوٹ خریدے۔ اور جب فروخت کنندہ نئے سوٹ کا پیکیٹ بنانے میں مصروف ہوگا وہ چپکے سے اس کی آنکھ بچا کر اس خون آلودہ سوٹ کو پیکیٹ سے نکال کر ٹنگے ہوئے دیگر سوٹوں کے ساتھ ٹانگ دے گا۔ ہفتوں گذر جانے کے بعد، کہیں جا کر اس خون آلودہ سوٹ پر فروخت کنندہ کی نگاہ پڑے گی اور تب اس سوٹ کے سلسلہ میں اس کا تعلق معلوم کرنا قریب قریب ناممکن ہوگا۔

جوتے بھی بالکل نئے تھے جن کو اس نے ایک دوسری دوکان سے خریدا تھا۔ ان حالات میں وہ جوتوں کے ساتھ بھی یہی حرکت کر سکتا تھا۔ جوتوں اور کپڑوں کو علیحدہ کرنے اور بالکل ویسے ہی حاصل کر لینے کے بعد ان کو مطلق خیال نہ ہوگا کہ ان نتیجہ چیزوں کو کبھی علیحدہ کیا تھا۔

جوتوں اور کپڑوں کا علیحدہ علیحدہ بنڈل بنا کر ہال میں رکھ کر، جیسے ہی

مڑا تو اس نے دیکھا کہ اخبار فروش اخبار دینے آ رہا ہے۔ چنانچہ اخبار لے کر وہ بیٹھنے کے کمرے میں آیا اور پڑھنا شروع کر دیا، اسکے سارے جسم میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ بالآخر شروع سے اخیر تک اخبار پڑھنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ ابھی تک کارسن کے قتل کا حال کسی کو معلوم نہیں ہوا ہے اگر کوئی خبر ہوئی تو شام کے پرچہ میں نکلے گی۔

اور جب اس کی نظر گھڑی پر پڑی تو بینک جانے کا وقت ہو چکا تھا، اس لئے اس نے ٹوپی پہن کر دونوں بنڈلوں کو۔۔۔۔ اٹھایا اور دروازہ بند کر کے چابی غالیچہ کے نیچے رکھ دی تاکہ کیری جب آوے تو اسکو مل جائے ـــــ اسکے بعد اس نے صدر دروازے کے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ بنگلے کے باہر کسی موٹر کے رکنے کی آواز پیدا ہوئی۔ جس کو سن کر وہ انتہا سے زیادہ پریشان ہو گیا اور اس نے سوچا کہ اندر جا کر چھپ جائے اور دروازہ بند کر دے ـــــ لیکن پھر اس نے ہمت کی اور یہ دیکھنے کے لئے ٹھہر گیا کہ موٹر ہے کس کا ـــــ دراصل موٹر پارکر کا تھا ـــ اسے دیکھتے ہی ہالینڈ کے قلب کی حالت معتدل ہو گئی،

"ہلو دوست" پارکر نے کہا "میں نے سوچا کہ تم کو ساتھ لیتا چلوں۔ کل تم نے مجھ کو پہنچایا تھا کہ آج میں تم کو لیتا چلوں۔ اچھا آؤ جلدی اندر بیٹھ جاؤ"

ہالینڈ صدر دروازہ بند کر کے باغ میں سے گزرتا موٹر کے قریب جا پہنچا۔ پارکر کو دیکھ کر اسکی گھبراہٹ قدرے کم ہو گئی تھی، کیونکہ پہلے تو وہ موٹر کو پولیس کا کار سمجھا تھا، پھر بھی اس کے قدم اس وقت من من بھر کے

ہو رہے تھے۔ پارکر کے قریب پہنچ کر اس نے کہا "شکریہ" پارکر نے افسردگی کے ساتھ کہا، ہالینڈ تمھیں معلوم نہیں کہ میری ساس صاحبہ نازل ہو گئی ہیں۔ اور لطف یہ کہ مجھے صبح صبح انھیں لینے اسٹیشن جانا پڑا بلا کسی سبب کے ان کی آمد مجھے تو قطعی پسند نہیں، لیکن کیا کروں بیوی بھی ہمیشہ وہی بات کرتی ہے جو میں نہیں چاہتا۔

اس کے بعد اس نے سگریٹ کیس نکال کر ہالینڈ کو پیش کیا جس نے پارکر سے دیا سلائی لے کر سگریٹ جلائی اور پینا شروع کر دیا۔

"خوب" پارکر نے بھویں سکیڑتے ہوئے کہا "روش تراشی نہیں گئیں تھی؟"

ہالینڈ کو روش کا خیال ہی نہ تھا۔ اس نے کہا "نہیں۔ گرمی بہت تھی اس لئے تراشنے کو جی نہ چاہا۔"

"میرا خیال ہے کہ بڑی دیر بعد یہ خیال تمھارے دل میں آیا ہوگا۔" کہ روش تراشنا ہر ایک کا کام نہیں"، اس نے ہالینڈ کی پسلیوں پر دوستانہ انداز میں ایک مکا مارتے ہوئے کہا "بتاؤ مجھے کہ کل تم پھر کیا کرتے رہے ہو؟"

"میں نے حسب معمول سارا وقت گھر ہی پر گذارا" ہالینڈ نے اس کو یقین دلاتے ہوئے کہا "صرف تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر کی خشک گھاس کو نوچتا رہا۔ اور پھر جلد ہی بستر پر چلا گیا۔"

پارکر نے بڑے زور کا قہقہہ لگایا۔ اور ہالینڈ کو کنکھیوں سے دیکھتے ہوئے بولا "ایسی باتیں تم اپنی دادی جان سے کرنا۔ ذرا اس وقت

آئینے میں اپنا چہرہ تو دیکھو۔ کیسا ستا ہوا ہے۔ کیا تم نے آج ہاتھ منہ نہیں دھوئے تھے؟ خیر ہوگا۔ یہ بتاؤ کیا تم میری حسین نازنین سے ملے تھے؟"

"تم کس نازنین کی بابت ذکر کر رہے ہو؟" ہالینڈ نے سامنے لگے ہوئے شیشہ سے باہر کی کثرت آمدورفت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہالینڈ مجھ کو بناؤ نہیں۔ جبکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تمہارا رازداں ہوں مجھ سے کوئی بات چھپانا مناسب نہیں۔ اس کے بتانے میں کیا ہرج ہے کہ تمہاری اس سے کیسی بنی۔ سچ سچ بتانا۔ تم کو وہ پسند آئی؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کیا بک رہے ہو" ہالینڈ نے دوٹوک جواب دیا۔

"ارے احمق۔ میں نے اس کا ٹیلیفون نمبر ہی بتایا تھا اور مجھ کو یقین ہے کہ تم وہاں گئے تھے۔ سچ بتاؤ کیا تم کل شب وہاں نہیں گئے تھے؟"

"میں کہہ چکا کہ گلاب کی کیاری سے خشک گھاس نوچنے کے بعد، تمام شب گھر ہی پر رہا۔"

پارکر نے بھنویں سکیڑ کر کہا "گو تم بار بار اپنی ہی بات کہے جا رہے ہو لیکن مجھ کو تمہاری باتوں کا یقین نہیں آتا کیونکہ میں نے تم کو اس کا نادیدہ شیدا بنا دیا تھا ——— چاہے تم میرے سامنے انکار کرو لیکن دل میں اسکے حسن کی ضرور تعریف کرتے ہوگے۔"

"خدا کے لئے اس بکواس کو بند کرو" ہالینڈ نے جز بز ہو کر کہا "جب میں کہہ چکا کہ تمام شب میں مکان پر رہا تو تمہاری اس اندھی کھوپڑی میں میری

باتوں کا یقین کیوں نہیں آتا۔"

"میں صرف تم سے مذاق کر رہا تھا" ہالینڈ کے ترش جواب کو سن کر پارکر نے کہا "کیونکہ اس وقت بھی تمہارا چہرہ اترا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اگر تم نے میرے مشورہ پر عمل نہیں کیا تو یہ تمہاری حماقت ہے۔ کیونکہ کارمن انتہا سے زیادہ حسین و دلکش ہے۔ جب ہنگولے نے مجھ سے اسکا تعارف کرایا تو واقعہ یہ ہے کہ اس لڑکی نے میرے سب تفکرات کو کافور کر دیا تھا۔ مجھ کو اس بات سے خوشی ہے کہ ہنگولے کی بتائی ہوئی نازنین کی وساطت سے اب میں خوشگوار زندگی گذار رہا ہوں"

"میری خواہش ہے کہ تم اس ذکر کو بند کر دو۔" ہالینڈ نے جواب دیا "کیا اور کوئی بحث بات کرنے کا نہیں ہے؟"

"اس کے علاوہ کون موضوع گفتگو کا ہو سکتا ہے" پارکر نے چڑھ کر کہا "خیر اگر تمھاری یہی خواہش ہے تو جانے دو پھر بھی بتاؤ ان دونوں بنڈلوں میں کیا ہے؟"

ہالینڈ کو خیال تھا کہ پارکر کبھی نہ کبھی وقت یہ سوال ضرور کرے گا۔ چنانچہ وہ اس بات کا جواب پہلے ہی سوچ چکا تھا۔ کہنے لگا "این نے مجھ سے کپڑوں کو لانڈری لیجانے کو کہا تھا وہی نلئے جا رہا ہوں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کیوں بیویاں ہر وقت کوئی نہ کوئی فرمائش اپنے تابعدار شوہروں سے کیا کرتی ہیں۔ تمھاری بیگم صاحبہ گھر پر موجود نہیں ہیں لیکن ان کے احکامات عدم موجودگی میں بھی تم کو پورے کرنا پڑ رہے

ہیں۔ میری بیگم صاحبہ نے فرمائشوں کی گز بھر لمبی فہرست لکھ کر دی ہے۔ میرا خیال ہے کہ بینک میں جا کر کسی ٹائپسٹ لڑکی کو ان چیزوں کو خریدنے کے لئے بھیجوں گا۔"

پارکر تھوڑے فاصلہ تک خاموش موٹر چلاتا رہا۔ اس کا چہرہ کچھ متفکر نظر آ رہا تھا، یکایک پھر اس نے گفتگو کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے کہا، "میں سوچ رہا ہوں کہ لنچ کے وقت مس کارسن کے یہاں جاؤں۔ کیونکہ خوش دامن صاحبہ کے آنے کے بعد اس سے ملنے کا بہت کم موقع ملیگا یہ بڑھیا بڑی ہی قطامہ ہی۔ اگر اتفاق سے کسی دن دیر ہو گئی تو میری (پارکر کی بیوی) کے کان بھرنا شروع کر دے گی۔"

دہشت کی تیز لہر ہالینڈ کے سینہ سے پار کر گئی، کیونکہ پارکر نے کارسن کے یہاں جانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

"کیا آج ہی دوپہر کو جاؤ گے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ایسے بےوقت تم سے ملے؟" ہالینڈ نے دریافت کیا۔

"دوپہر کو ملنا کوئی بےوقت نہیں ہے۔" پارکر نے ہنس کر جواب دیا "ایک مرتبہ کارسن سے میں صبح آٹھ بجے ملا تھا۔"

اس بات نے ہالینڈ کو سوچ میں ڈال دیا کہ جب پارکر کارسن کے کمرے میں داخل ہوگا تو اسے پولیس سے دوچار ہونا پڑے گا۔

"میرا خیال ہے کہ پہلے اس کو فون کر کے پوچھ لو۔" ہالینڈ نے کہا۔
پارکر نے کہا "یقیناً میں ایسا ہی کروں گا کیونکہ بہت ممکن ہے وہاں

کوئی اور موجود ہو۔ اس کے علاوہ لنچ ٹائم بہت دیر تک ہوتا ہے اور بینک کا کاروبار شروع ہونے سے پہلے ہی مجھے واپس بھی آجانا ہوگا۔

"میری رائے میں دن کے وقت اس سے ملنے جانا خطرے سے خالی نہیں" ہالینڈ نے پریشانی میں رائے زنی کرتے ہوئے کہا۔

پارکر نے کہا "کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے کیونکہ اس کے گھر کے پاس پارکنگ اسٹینڈ ہے جو چاروں طرف درختوں سے چھپا ہوا ہے" پارکر نے خوش مزاجی سے کہا "اگر تم واقعی وہاں نہیں جا چکے ہو تو ایک نہ ایک دن جا کر ضرور آزماؤ"

"ارے دیکھ کر موٹر چلاؤ" ہالینڈ نے تیز گھبرائی ہوئی آواز میں کہا "تم نے ابھی ٹرک سے لڑا ہی دیا ہوتا"

(۲)

ساڑھے دس بجے کے بعد جبکہ کاروبار کا ابتدائی زور و شور ختم ہو چکا تھا، پارکر نے ہالینڈ کو آنکھ مارتے ہوئے، اپنے کھاتے بند کئے اور کارسن کو ٹیلیفون کرنے جاتے ہوئے کہنے لگا "ابھی پانچ منٹ میں آتا ہوں، ذرا میری میز کا خیال رکھنا"

ہالینڈ نے اس کو بینک کے ہال سے نکلتے اور پبلک باتھ کے دروازہ میں داخل ہوتے دیکھا۔ اس کا دل پارکر کو اس دروازہ میں داخل ہوتے دیکھ کر زور سے دھک دھک کرنے لگا۔ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد جو کہ نہ ختم ہونے والا وقفہ معلوم ہوتا تھا، پارکر باہر آیا۔

اس وقت پارکر کی بدلہ بجی اور تیکھی نگاہیں مشتعل تھیں۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ اور وہ جلدی سے اپنی جگہ پر آنا چاہتا تھا گویا کہ اسکی میز اس کی جائے پناہ ہے اور وہ اپنی کرسی پر بیٹھ کر کل خدشات سے دور ہو جائے گا۔

ہالینڈ نے اپنا منہ پھیر لیا گویا کہ اس کی پریشانیوں کو اس نے محسوس ہی نہیں کیا ہے۔ مگر چکوں کے ایک بلندہ کو بجر میں چڑھاتے وقت اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ ہالینڈ نے اپنی دلی کیفیات کو ظاہر کیے بغیر پوچھا "کچھ بات ہوئی"

"غضب ہو گیا" پارکر نے اپنے رومال سے چہرہ پونچھتے ہوئے ہانپ کر کہا "وہاں پولیس موجود ہے"

ہالینڈ کے ہاتھ سے قلم چھوٹ گیا اور اس نے بے ساختہ پوچھا "پولیس"

"ہاں۔ وہاں پولیس آئی ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی تلاشی لے رہی ہے۔ فرض کرو اگر میں وہاں بغیر فون کئے پہنچ جاتا تو لینے کے دینے پڑ جاتے"

"تم کو کیسے معلوم ہوا کہ وہاں پولیس آئی ہوئی ہے؟" ہالینڈ نے میز سے اپنا قلم اُٹھاتے ہوئے سوال کیا۔

پارکر نے کہا "جس آدمی نے فون پر جواب دیا وہ سٹی پولیس کا لفٹنٹ ایڈمس ہے اس نے معلوم کرنا چاہا کہ میں کون ہوں"

"تم نے تو اپنی شخصیت نہیں ظاہر کی؟" ہالینڈ نے متوحش ہو کر پوچھا

"قطعی نہیں۔ میں نے فوراً فون بند کر دیا۔ حالانکہ وہ برابر یہی سوال کرتا رہا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان باتوں کا کیا مطلب ہے۔ میں نے اس سے پیشتر کبھی پولیس کو کسی طوائف کے گھر کی تلاشی لیتے نہیں سنا ہے اگر کہیں میں بغیر فون کئے ہوئے پہنچ جاتا تو وہ طرح طرح کے سوال کر کے مجھ کو پریشان کرتے۔"

"بڑی خیریت ہوئی کہ تم نے پہلے ٹیلیفون کر لیا تھا۔"

"مجھ کو ڈر ہے" پارکر نے چہرہ سے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا "تمھارا کیا خیال ہے کہیں وہ لوگ ٹیلیفون آفس سے نمبر معلوم کر کے میرا پتہ تو نہ نکالیں؟"

"پولیس ایسا کیوں کرنے لگی" ہالینڈ نے پوچھا اور فوراً اس کو محسوس ہوا کہ وہ خود کیسے خطرناک گرداب میں گھرا ہوا ہے۔ یقیناً پولیس ٹیلیفون آفس سے معلوم کرے گی کہ کہاں سے فون ہوا ہے۔ اگر وہ لوگ سوائے ٹننگ کے بتائے ہوئے حلیہ پر یہاں آئے تو خون آلود کپڑوں اور جوتوں کے ساتھ جو اس وقت اس کے پاس ہی رکھے تھے اسے گرفتار کر لیں گے۔

"ممکن ہے اس کے یہاں چوری ہو گئی ہو یا کسی نے اس کو مارا ہو" پارکر نے گھبرا کر کہا۔ "اور اسی وجہ سے پولیس وہاں موجود ہو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی نے اس کو قتل کر دیا ہو۔"

ہالینڈ کوئی جواب نہ دے سکا کیونکہ مارے تشویش کے اس کے چہرے پر سرد پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔

"ایسی عورتیں بڑی جسارت بھی کرتی ہیں" پارکر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "ان کو معلوم تو ہوتا نہیں کہ ان کے ملاقاتی کس کس قماش کے ہیں۔ کیونکہ ان کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ یہ پیسہ کی بندی ہیں۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ کسی دل پھینک نے اس کو رقابت میں قتل کر دیا ہو۔"

قبل اس کے کہ اس مضمون پر زیادہ بحث ہوتی، تابڑ توڑ ایک کے بعد دوسرے جمع کرنے والے آ گئے اس وجہ سے پارکر اور ہالینڈ دونوں چند منٹ کام میں مصروف رہے۔

اس عرصہ میں ہالینڈ میز کی دراز میں رکھی ہوئی خون آلود چیزوں کے بارے میں برابر سوچتا رہا۔ اور پھر اس نے دل ہی دل میں کہا لعنت ہو پارکر پر۔ اگر پولیس مشکوک ہو کر یہاں آگئی تو غضب ہی ہو جائے گا۔ گھڑی میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ لنچ کے لئے ابھی ایک گھنٹہ باقی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ پولیس راستے میں ہو۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ کچھ سوچ سکے، کہ اس کو موجودہ حالت میں کیا کرنا چاہئے، بینک میں آنے والوں کا ایک تانتا بندھ گیا جس کی وجہ سے وہ نصف گھنٹہ سے زیادہ بہت مصروف رہا اور کوئی پروگرام نہ بنا سکا۔ اسکے بعد جب بھیڑ ختم ہوئی تو پارکر نے تیزی سے کہا "ابھی ابھی ایک آدمی داخل ہوا ہے جس پر شبہ ہوتا ہے کہ پولیس مین ہے۔"

ہالینڈ کا دل بلیوں اُچھلنے لگا اور گھبرا کر اس نے پوچھا "کہاں" اور پھر جب اسکی نظر جب ہال میں پڑی تو معلوم ہوا کھمبوں میں سے ایک

کے پیچھے ایک چکلا چوڑا تومند آدمی براؤن سوٹ پہنے، بھوری لمبے چھجے کی ٹوپی لگائے کھڑا ہے۔

وہ پولیس کا آدمی تو نہیں معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اس کا سرخ شہابی بھرا ہوا چہرہ اور اس کی چھوٹی چھوٹی غیر متحرک سبز آنکھیں، جن میں ایک خاص اثر موجود تھا، دیکھ کر ہالینڈ چونک اُٹھا۔

"یہ پولیس ہی کا سپاہی ہے" پارکر نے چپکے سے کہا۔

ہالینڈ نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ وہ اس جسیم نو وارد شخص کو ہال سے گذر کر بے بوتھ کی طرف جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

"کیا تم کو معلوم ہے کہ کسی نے مجھ کو ٹیلیفون استعمال کرتے دیکھا تھا" پارکر نے ہالینڈ سے سوال کیا۔

"مجھ کو نہیں معلوم۔ اس کے علاوہ فون دروازہ کے اس پار لگا ہے اسلئے نظر بھی نہیں آتا"

"اگر وہ مجھ سے پوچھے گا تو میں کہہ دوں گا کہ میں نے اپنی بیوی کو فون کیا تھا لیکن کوئی جواب نہیں ملا" پارکر نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ممکن ہے وہ تم سے کچھ نہ پوچھے"

"خدا کرے وہ مجھ سے کوئی پوچھ گچھ نہ کرے"

دونوں نے اس جسیم آدمی کو بے بوتھ سے نکل کر ایک دوسرے آدمی سے جو صدر دروازہ پر کھڑا تھا بات چیت کرتے دیکھا۔

ہالینڈ نے دیکھا کہ صدر دروازہ پر کھڑے ہوئے آدمی کو اس جسیم شخص

نے کوئی چیز دکھائی جس کو وہ اپنے ہاتھ میں لئے تھا، جس کو دیکھ کر وہ دونوں بہت متعجب ہوئے اور کچھ دیر تک آپس میں بات چیت کرتے رہے اور پھر جسیم آدمی نے گھوم کر ہالینڈ کو گھورنا شروع کیا۔

اس شخص کو اپنی طرف گھورتے دیکھ کر، ہالینڈ کا سارا جسم مارے دہشت اور غدشے کے سرد پڑ گیا۔ اس نے بصد مجبوری لیجر میں لکھنے کی کوشش کی۔

"وہ ادھر ہی آ رہا ہے" پارکر نے آہستہ سے کہا۔

وہ کاؤنٹر کے پاس آیا اور اس کی تجسس نگاہیں پارکر سے ہالینڈ پہ اور پھر ہالینڈ سے پارکر پر پڑ رہی تھیں۔

"میں سٹی پولیس کا سارجنٹ ڈولو آن" اس نے سخت آواز میں اپنے کو متعارف کراتے ہوئے کہا "میں اس شخص کے بارے میں تحقیقات کر رہا ہوں جس نے قریب آدھے گھنٹے پیشتر یہ بوتھ سے ٹیلیفون کیا تھا۔ کیا آپ دونوں میں سے کسی صاحب نے اس کو دیکھا ہے؟"

ہالینڈ نے ڈولو آن کے تند سرخ شہابی چہرہ کو دیکھا جس پر خشخشی مونچھیں تھیں اور جس کے چپٹے چھوٹے سے نتھنوں پر جا بجا داغ تھے۔

"نہیں میں نے کسی کو نہیں دیکھا" ہالینڈ نے جواب دیا۔

"سارجنٹ صاحب! ذرا دیر پہلے میں نے ٹیلیفون استعمال کیا تھا" پارکر نے خوشامدانہ پیرایہ میں کہا "میں اپنی بیوی کو ٹیلیفون کر رہا تھا۔ آپ کی مراد مجھ سے نہ ہوگی"

ڈولوآن نے پارکر کو گھور کر کہا "نہیں میری مراد آپ سے نہیں ہے۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کسی اور کو ٹیلیفون استعمال کرتے دیکھا ہے"

"ہاں وہاں پر ایک لڑکی اور ایک تین آدمی تھے تو" پارکر نے چرب زبانی سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا "مگر میرا خیال ہے کہ یہ قریب ایک گھنٹہ کی بات ہے۔ چونکہ ہم لوگ مصروف تھے اس لئے تھوڑی دیر پہلے کا حال معلوم ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہم لوگوں نے کوئی خیال بھی نہیں کیا"۔

"شائد آپ اپنی بیوی کو ٹیلیفون کرتے وقت اتنا مصروف نہیں تھے" ڈولوآن نے پارکر کے چہرہ پر آنکھیں گڑا کر کہا۔

"ہاں میں اپنی بیوی کو ٹیلیفون کرتے وقت کبھی مصروف نہیں رہتا بلکہ جب ضرورت سمجھتا ہوں وقت نکال کر فون کرتا ہوں" پارکر نے مصنوعی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ڈولوآن نے جیب سے سگریٹ نکالا اور اپنے پتلے وحشتناک ہونٹوں میں لگا کر، پیتل کے لائٹر سے جلائی۔

"کیا آپ نے کسی کو فون کرتے دیکھا تھا؟" ڈوآن نے ہالینڈ سے پوچھا۔

"میں نے ابھی آپ سے عرض کیا تھا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا" ہالینڈ نے جواب دیا۔ اور اس نے محسوس کیا کہ سارجنٹ کی تیز چمکتی نظریں اس کے چہرے پر جمی ہیں اور اس احساس کے باعث اس کے سارے جسم میں سردی کی ایک تیز لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ سارجنٹ

نے کہا۔

"میرا خیال تھا شائد آپ نے دیکھا ہو"،

"میں نے ابھی عرض تو کیا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا" ہالینڈ نے جواب دیا۔

ڈوڈنواں نے لاچار ہو کر منہ بنایا اور بڑبڑایا "اس شہر میں کوئی کچھ دیکھتا ہی نہیں۔ گویا آنکھیں نیچی کئے ہوئے چلتے ہیں۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ بالکل معصوم صفت ہیں"

اور پھر ان دونوں پر قہر آلود نگاہ ڈالتے ہوئے ہال سے گذر کر، اس دوسرے آدمی کے پاس گیا جو صدر دروازہ پر کھڑا اُسکا انتظار کر رہا تھا۔

"خوب رہا" پارکر نے ہائے زنی کرتے ہوئے کہا "میں اس شخص کے سوال وجواب سے مرعوب ہونا نہیں چاہتا تھا۔ دیکھو کیسی اچھی ایکٹنگ کی ہے"

"ہاں ایکٹنگ تو خوب کی لیکن کوئی نتیجہ نکالنا ابھی قبل از وقت ہے" ہالینڈ نے جتایا۔

چند منٹ بعد ڈوڈنواں کسی مسئلہ پر اپنے ساتھی سے گھڑی گھڑی سر ہلاتا ہوا باتیں کرتے کرتے بینک سے باہر چلا گیا۔

"باتیں میں نے خوب بنائیں لیکن یہ سب کچھ ہوا بہت خراب" پارکر نے سنجیدگی سے کہا "لیکن بات کوئی نہایت ہی اہم بات ہے ورنہ سارجنٹ ڈوڈنواں خود اتنی جلد یہاں بغرض تفتیش نہ آتا۔ خدا نے بڑا فضل کیا کہ میں

بال بال بچ گیا۔

(۳)

گھنٹہ گھر میں ڈیڑھ بج رہے تھے جب ہالینڈ گانزا کی بڑی دوکان سے نکلا جو چوتھی سڑک کے بیچ میں نکڑ پر واقع ہے۔ اس کے ہاتھ میں براؤن پیپر میں لپٹے ہوئے دو بنڈل تھے۔ اس کے خون آلود سوٹ اور جوتوں کی تبدیلی اس کے پروگرام کے مطابق ہو گئی تھی اس لئے وہ خراماں خراماں بینک کی طرف واپس آ رہا تھا۔

اس وقت ہالینڈ کو تھوڑی سی پریشانی ہوئی جب دوکان کے سیل مین نے چلتے وقت اس سے دریافت کیا کہ جو بنڈل وہ اپنے ہمراہ لایا تھا بھول تو نہیں گیا۔

ہالینڈ نے بڑی ہی صاف گوئی سے کہہ دیا کہ وہ کوئی بنڈل ساتھ نہیں لایا تھا۔ اس پر سیل مین کو حیرت ضرور ہوئی لیکن ہالینڈ کے انکار کر دینے پر بات ختم ہو گئی اور ہالینڈ دوکان سے نکل کر روانہ ہو گیا۔

جوتوں اور سوٹ سے نجات پانے کے بعد ہالینڈ نے اپنے کو ذرا محفوظ تصور کیا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اسے یہ بھی خیال ہو رہا تھا کہ پارکر کے ٹیلیفون کرنے پر پولیس سارجنٹ نے بینک میں داخل ہو کر اسے جن قہر آلود نگاہوں سے ضرور اسے دیکھا تھا، اس کے پیش نظر اسے ڈر تھا کہ کسی نہ کسی طرح پولیس تفتیش کرتے ہوئے اس کو کارسن کے قتل میں ماخوذ نہ کر دے۔ ان ہی خیالات میں ڈوبا ہوا جب وہ لوٹ کر بینک گیا تو پارکر کے

مشتاقانہ استفسار پر، اس کو تسلی دیتے ہوئے ہالینڈ نے بتایا کہ اخبارات کے دوپہر کی اڈیشن میں کارسن کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

"کوئی ذکر نہیں ہے" پارکر نے پوچھا "کیا تم کو پورا یقین ہے؟"

ہالینڈ نے اس کو اخبار پیش کرتے ہوئے کہا "تم خود دیکھ لو اس میں ذکر نہیں ہے"۔

ممکن ہے ایسی کوئی زیادہ خطرناک بات نہ ہوئی ہو جیسا کہ مجھ کو خدشہ ہے" پارکر نے سرخیوں پر نظر ڈالتے ہوئے اظہار خیال کیا "اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ کارسن نے کوئی چیز چرائی ہو۔ کیوں کہ اس قماش کی عورتوں سے کوئی بات بھی بعید نہیں ہوتی۔ لپ جیب، ہاتھوں کی صفائی وغیرہ ان فاحشہ عورتوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ میں آئندہ اس سے ملنے میں پرہیز کروں گا"۔

دوپہر ڈھل چکی تھی، ہالینڈ اب بھی بار بار صدر دروازہ کی طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہا تھا کہ کہیں پولیس سارجنٹ دوبارہ نہ داخل ہو آخرکار جب کاروبار ختم ہونے پر بینک کا صدر دروازہ بند ہو گیا تو کیش چیک کرتے ہوئے پارکر نے کہا "سنو ہالینڈ اگر سارجنٹ میرے بارے میں کوئی تفتیش کرے تو خدا کے لئے اپنی زبان بند رکھنا"۔

"بالکل اطمینان رکھو" ہالینڈ نے جواب دیا۔ اور یہ سوچتے ہوئے کہ اگر پارکر کو اصلیت کا علم ہوتا تو وہ کیا رویہ اختیار کرتا۔ کہنے لگا "تم کو اس سلسلہ میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں"۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو" پارکر نے بےچینی سے کہا "کیونکہ اگر ان لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ میں نے ہی ٹیلیفون کیا تھا تو یہ پولیس کے کتے میرے اوپر ٹوٹ پڑیں گے۔ کیا تم اندازہ کر سکتے ہو کہ اگر میری خوشدامن صاحبہ کو علم ہو گیا کہ میں بالانشینوں کے یہاں آیا جایا کرتا ہوں، تو وہ کتنا طوفان مچائے گی۔ میرا ناطقہ بند کر دے گی۔ اس کے علاوہ خود میری بیگم صاحبہ اتنا طومار باندھیں گی کہ زندگی دوبھر ہو جائے گی۔

"صبر کرو" ہالینڈ نے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا تاکہ خود اپنے کو بھی تسلی ہو۔

"اس واقعہ سے مجھ کو ایک سبق ملا" پارکر نے کہا "آئندہ میں ہمیشہ ان لغویات سے پرہیز کروں گا" اور اپنی ڈراز بند کر کے کہنے لگا "میں اب جاتا ہوں کیونکہ خوش دامن صاحبہ آئی ہوئی ہیں اس لئے جلد ہی گھر پہنچ جانا چاہئے۔

ہالینڈ نے کہا کوئی مضائقہ نہیں، تم جاؤ، مجھے تو ابھی ان چیکوں کا اندراج کرنا ہے۔

ہالینڈ کچھ نہ کچھ کام کرتا رہا تاکہ پارکر چلا جائے۔ اس کے چلے جانے کے بعد، وہ اسٹاف روم میں گیا اپنی ٹوپی پہنی اور لاکر سے دونوں پارسلوں کو نکال کر عقبی دروازہ سے باہر نکل گیا۔

وہ بس کے ذریعہ اپنے مکان گیا۔ مکان کے نزدیک پہلے ہی چوراہے پر شام کا اخبار خریدا۔ اور دونوں بنڈلوں کو بغل میں دبا کے، سرخیاں

پڑھتا ہوا اپنے بنگلے کو چلا لیٹ نیوز میں ایک سرخی پر نظر پڑتے ہی اسکا قلب جیسے ڈوبنے لگا۔ وہ عبارت حسب ذیل تھی:۔

آئیس پک سے محبت میں قتل دخون سابق ڈانسر کو نامعلوم۔
حملہ آور نے قتل کیا۔

وہ اس سے زیادہ نہ پڑھ سکا کیونکہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا اس لئے اخبار کو جیب میں رکھ کر وہ سڑک پر چلنے لگا۔ اس وقت سرد پسینہ کے قطرے اس کی پیشانی پر ظاہر ہو رہے تھے۔

جب وہ اپنے بنگلے کے پھاٹک پر پہنچا تو اس نے دیکھا اس کی پڑوسن مسز فیلڈنگ، احاطہ بندی کی جھاڑی کے عقب میں کھڑی ہے اس نے جھاڑی سے سر اونچا کرکے ہالینڈ کی طرف دیکھا جو کہ این کی باتوں کو سوچ رہا تھا اور جس نے کہا تھا کہ مسز فیلڈنگ بڑی شریف تنہائی پسند عورت ہے۔ اس کو دنیا کی جھنجھٹوں سے کوئی مطلب نہیں۔ لیکن اس کے برخلاف ہالینڈ کو تجربہ ہوا کہ وہ غیر ضروری باتوں میں بھی اپنی ٹانگ اڑاتی ہے۔ وہ بات چیت کرنے کے لئے موقعہ کی منتظر رہا کرتی ہے۔

"مسٹر ہالینڈ کیا آپ ابھی شہر سے آئے ہیں" مسز فیلڈنگ نے، اپنی چمکدار چھوٹی آنکھیں متجسسانہ ان دونوں بنڈلوں پر جاتے ہوئے کہا جو وہ اپنے ہاتھوں میں لئے تھا،

"آپ نے صحیح اندازہ لگایا" ہالینڈ نے دروازہ کھولتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے اپنی اہلیہ کی عدم موجودگی میں آپ زیادہ فضول خرچ نہ ہوئے ہوں گے" بڑھی نے ہالینڈ کی طرف ہاتھ نلا کر گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا "میں تو صرف یہی جانتی ہوں کہ میری عدم موجودگی میں کس طرح سے میرا شوہر خدا اس کو غریق رحمت کرے اپنا وقت کاٹتا تھا۔"

ہالینڈ نے بڑھی کی خرافات کو سن کر اپنے دل میں کہا کہ اس کے قدم گھر سے نکلتے ہی بڑھا خوب خوب گلچھرے اڑاتا ہوگا۔

"اور آپ رات میں اتنی دیر تک باہر رہتے ہیں" بڑھی نے ترچھی نظروں سے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا "کل شب بھی میں نے آپ کو دو بجے کے بعد آتے سنا تھا؟"

یہ سن کر ہالینڈ کو اپنی بیچارگی کا احساس ہوا۔ پھر بھی اس نے کہا۔ "دو بجے کے بعد" یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ میں نہیں کوئی اور ہوگا کیونکہ گیارہ بجے میں بستر پر تھا"

بڑھی کی معنی خیز مسکراہٹ برابر قائم رہی۔ اس کی متلاشی نگاہوں میں تجسس تھا جس سے ہالینڈ کی نظریں نیچی ہو چکی تھیں۔

خوب۔ مسٹر ہالینڈ۔ میں نے خود کھڑکی سے باہر جھانک کر دیکھا تھا اور مجھ کو یقین ہے کہ میں نے اس وقت آپ ہی کو دیکھا تھا۔

پھر بھی ہالینڈ نے دروغ بیانی سے کام لیتے ہوئے کہا، معاف کیجیے گا، آپ کو غلط فہمی ہی ہوئی ہے ——— بہرحال میں اب جا رہا ہوں مجھے این کو خط لکھنا ہے۔

بڑھیا نے بدستور ہالینڈ کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے کہا، اچھا خدا حافظ، میری طرف سے این کو دعا ضرور لکھ دینا۔

"میں ضرور لکھ دوں گا۔" ہالینڈ نے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر پیدا کرتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے صدر دروازہ کھول کر ہال میں داخل ہوگیا، جہاں ذرا دیر تک کھڑا ہوا اپنے دل کی دھڑکنوں کو سنتا رہا۔

اگر پولیس نے ذرا ہوشیاری سے کام لیا تو یہ بڑھیا سب کچھ اُگل دے گی۔ وہ افسوس کرتا رہا کہ گذشتہ شب دیر میں لوٹنے سے قبل اس نے یہ بات کیوں نہ سوچی تھی کہ یہ کھوسٹ عورت بہت رات گئے سوتی ہے اور اگر وہ بدیر واپس ہوا تو اس کو ضرور خبر ہو جائے گی۔

اس کے علاوہ اس نے دونوں بنڈلوں کو بھی دیکھ لیا ہے اگر پولیس کے استفسار پر اس کو بنڈل یاد آگئے اور اس نے بتا دیا تو وہ پولیس کے سامنے لاجواب ہو جائے گا۔

اسی ادھیڑبن میں ان ہی چند باتوں کو سوچتا ہوا، جانگسل تفکرات و بیچینیوں میں مبتلا، وہ آرام کمرے میں داخل ہوا۔ جہاں جلدی سے شراب کی الماری کھول کر اس نے تیز شراب گلاس میں انڈیلی اور سامنے پڑی ہوئی کوچ پر بیٹھ گیا۔ اور شراب کا ایک بڑا گھونٹ پی کر وہ اخبار پڑھنے لگا جس میں لکھا تھا۔

آج صبح بامیرا، دی نائٹ کلب کی پیشہ ور رقاصہ، مس کارسن کو، اسکی خادمہ نے، بستر پر عریاں حالت میں مقتول پایا، آلۂ قتل، مقتولہ کے

اٹنیس بکس کی آئیس یک تصور کی جاتی ہے۔

ہومیسائیڈ ڈیپارٹمنٹ کے سارجینٹ ڈونوآن نے، جو کہ قتل ہذا کی تفتیش کر رہے ہیں بتایا کہ کئی قابل لحاظ سراغ مل چکے ہیں۔ اور قاتل کے گرفتار ہو جانے کی جلد توقع ہے۔ غالباً قاتل ایک دراز قد لمبا تڑنگا آدمی ہے جو کہ پرل گرے سوٹ پہنے، گرے ٹوپی لگائے، مس کارسن کے ساتھ گذشتہ شب مکان کو لوٹتے وقت دیکھا گیا ہے۔

ہالینڈ نے اخبار پھینک دیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ بڑی دیر تک اضطرابی حالت میں اس کا دم گھٹتا رہا اور رہ رہ کر وہ سوچتا رہا کہ پولیس کے آنے سے پہلے وہ کیوں نہ موٹر نکال کر جتنی دور بھاگ سکتا ہے بھاگ جائے جب اس کا خیال اس جملے کی طرف گیا "ایک ایسے دراز قد لمبے تڑنگے آدمی کی جستجو ہے جو کہ پرل گرے سوٹ پہنے، گرے ٹوپی لگائے" تو اس کے بدن میں سردی کی ایک تیز لہر سی دوڑ گئی۔ اور اس نے سوچا کہ کیوں اس نے گانزا اسٹور سے، اسی رنگ اور کپڑے کا سوٹ لیا جیسا کہ اس نے ٹانگا تھا۔ صرف اس ڈر سے کہ این پوچھے گی کہ سوٹ کیا ہوا، اسی لئے اس نے اسی کپڑے اور اسی رنگ کا بالکل ویسا ہی سوٹ خریدا۔ لیکن اب احتمال ہے کہ وہ کبھی اس سوٹ کو پہننے کی جسارت نہ کر سکے گا۔

چہرہ سے پسینہ پونچھتے ہوئے اس نے سوچا کہ کیا واقعی وہ بھاگ جانے کی کوشش کرے لیکن فوراً دل ہی دل میں بڑبڑایا "ارے بیوقوف

تو کہاں جائے گا اور کب تک روپوش ہوتا رہے گا۔ تیری نجات کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے تو اپنے دل کو قوی رکھ اور بالکل خاموش بیٹھا تماشہ دیکھا کر۔ اس کے علاوہ خود اپنے اور این کے لئے بھی تجھ کو اپنی زبان بند رکھنا چاہیئے کیونکہ تیری کل پریشانیوں کا یہی ایک واحد علاج ہے۔"

چنانچہ شراب ختم کر کے گلاس اس نے میز پر رکھا اور کھڑا ہو گیا۔ دونوں بنڈلوں کو کھول کر سوٹ اور جوتوں کو نکالا اور لئے ہوئے شب خوابی کے کمرے میں چلا گیا جہاں ان کو وارڈ روب میں رکھ دیا۔ اور آرام کمرے میں لوٹ کر اس نے ایک دوسرا گلاس شراب کا بھرا۔ این کی عدم موجودگی کو اپنی خوش قسمتی تصور کیا۔ کیونکہ وہ تن تنہا ہر آفت ناگہانی کا مقابلہ کر رہا تھا۔ لیکن چھ دن بعد وہ واپس آجائے گی۔ اور اس کو بہت کم امید ہے کہ اس وقت تک یہ سب معاملات سلجھ جائیں گے اور اگر ایسا نہیں ہوا تو وہ یقیناً حراست میں ہو گا۔

شراب ختم کر کے گلاس اس نے میز پر رکھا اور سگریٹ جلایا یکایک بنگلہ کے باہر کسی موٹر کے رکنے کی آواز سن کر اس نے کھڑکی کے پاس جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک موٹر رکا ہے جس کا دروازہ کھول کر ایک تنومند آدمی باہر نکلا، جسے دیکھ کر ہالینڈ سکتہ میں کھڑا رہ گیا اور اس کے بھنچے ہوئے دانتوں کے بیچ سے خفیف تنفس کی آواز سنائی دینے لگی۔

دوسرا ایک اور شخص بھی موٹر سے اترا اور دونوں باغ کے پھاٹک پر آگئے۔

جس شخص نے پھاٹک کھولا وہ براؤن ٹوپی اور براؤن سوٹ میں ملبوس تھا جس کو دیکھتے ہی ہالینڈ نے پہچانا کہ وہ سارجنٹ ڈونووآن تھا جو دوپہر کو بینک میں آیا تھا۔

حصّۂ دوم

پہلا باب

(۱)

نمبر ۲۵ لے سنگٹن اوے نیو سے خاموشی سے چلے آنے کے سات گھنٹے بعد پولیس کی موٹر ایک وسیع بھورے رنگ کی سنگی عمارت کے سامنے آکر رکی، دو پولیس کی موٹریں پندرہ منٹ قبل ہی اس بلڈنگ کے عقب میں آکر کھڑی ہو گئی تھیں۔

ایک گشت کرنے والے پولیس مین نے بڑھ کر استقبال کیا ہوم سائڈ ڈیپارٹمنٹ کے لفٹنٹ ہیری ایڈیس موٹر سے اُترے، اور خراماں خراماں چلتے ہوئے بلڈنگ کے صدر دروازے پر پہنچے۔

"لفٹنٹ صاحب! سب سے اوپری منزل پر تشریف لیجائیے"

پولیس مین نے سلام کرتے ہوئے کہا "سارجنٹ ڈونوآن بھی وہیں موجود ہیں"

لفٹنٹ تختیوں پر لکھے ہوئے ناموں کو پڑھنے کے لئے رکے، جن کو پڑھ کر ان کی تیوریاں چڑھ گئیں اور کچھ جز بز ہوتے ہوئے بولے۔

"یہ چکلہ ہے" منھ ہی منھ میں ایڈیس بڑبڑایا "گذشتہ دو برسوں میں

یہ پہلا قتل ہے اور واردات ہونا بھی ایسے ہی جس گھر میں چاہے ہوئے تھی
اینڈس ایک چست و چالاک دبلا پتلا پستہ قد شخص تھا۔ اس کے دودھیا
سفید بال کنپٹیوں کے پاس، اس کی سیاہ ٹوپی کے مقابل چمک رہے تھے
اس کا چہرہ کتابی تھا جس میں متعدد سلوٹوں کے ساتھ ہی رخساروں میں
گڑھے پڑے ہوئے تھے۔ اسکی ناک نوکیلی اور دراز تھی۔ جب کبھی وہ
غصہ میں ہوتا تھا جو کہ اس کو اکثر (بیشتر) آیا ہی کرتا تھا، تو اس کی سلوٹی
گہرے آنکھیں چہرے پر ایسی چمکا کرتی تھیں گویا کہ برقی بلب روشن
کر دیئے گئے ہوں اس کے دلی خیالات کبھی ظاہر نہ ہوتے تھے۔ اسکے
بارے میں مشہور تھا کہ وہ بڑا سخت کڑوا اور سنگ دل ہے۔ اسی وجہ
سے اس کے ساتھی اور محلے والے، اس سے اتنی ہی قلبی نفرت کرتے
تھے جتنی کہ مجرم جو بدنصیبی سے اس کے پلے پڑ جاتے تھے۔
لیکن ان تمام عیوب کے ساتھ ہی وہ ایک بڑا سمجھدار اور نکتہ رس
پولیس افسر تھا۔ اس کا دماغ ڈونوآن سے دگنا تیز تھا جس کی بابت
خود سارجنٹ ڈونوآن تسلیم کرتا تھا اور اسی وجہ سے وہ اینڈس سے
مسلسل ڈرا کرتا تھا۔ - - - - - - - - - - - کیونکہ اینڈس بارسوخ
آدمی تھا اور حکام بالا سے اس کی خوب چھنتی تھی۔
آہستہ آہستہ اس نے اوپری منزل پر چڑھنا شروع کیا۔ مکان ہذا میں
بالکل خاموشی تھی، زینے پر اسکو کوئی نہیں ملا، گویا سب مکیں ڈرے
ہوئے اور دم بخود اپنے دروازوں کے پیچھے چھپے بیٹھے تھے۔

تیس گھنٹے

اوپری منزل پر، جیکسن ایک دراز قد بھبوت چہرے والا سپاہی کھڑا تھا جب ایڈیسن وہاں پہنچا تو اس نے ادب سے سلام کیا اور خاموش کھڑا رہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایڈیسن بے سبب گفتگو ناپسند کرتا ہے۔

چنانچہ ایڈیسن ایک بڑے ہوادار کمرے میں داخل ہوا، جہاں فنگر پرنٹ ایکسپرٹ مسٹر فلیچر اپنے کام میں مصروف تھا ڈونوآن بھی فکر و پریشانی میں مستغرق ٹہلتا نظر آیا۔

ایڈیسن اس کشادہ کمرہ سے گذرتا ہوا سیدھا شب خوابی کے کمرے میں گیا گویا اس کو قطعی معلوم تھا کہ لاش وہیں موجود ہے۔ بستر کے قریب جا کر اس نے کارسن کی لاش کو دیکھنا شروع کیا۔ نظریں لاش پر جمائے ہوئے، چند ساعت معائنہ کرنے کے بعد، اس نے سگریٹ نکال کر جلائی اور پیتے ہوئے نتھنوں سے دھواں نکالنا شروع کیا۔

سارجنٹ ڈونوآن کچھ کھنچا کھنچا خاموش، دروازہ کی دہلیز پہ تنا کھڑا ہوا، ایڈیسن کو معائنہ کرتے دیکھتا رہا۔

"کیا ڈاکٹر آ رہا ہے؟" ایڈیسن نے بغیر مڑے ہوئے پوچھا

"لفٹننٹ صاحب! وہ آنے ہی والا ہے۔ راستہ میں ہوگا" ڈونوآن نے جواب دیا۔

ایڈیسن نے ذرا جھک کر اپنا ہاتھ کارسن کے بازو پر رکھتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے مرے ہوئے چھ گھنٹے گذر چکے ہیں"۔

"لفٹننٹ صاحب! اس آئس پک کو ملاحظہ کیجئے"

اڈیمس نے فرش پر پڑی ہوئی آئس پک کو دیکھا اور گھوم کر ڈولوآن کو گھورتے ہوئے پوچھا "اس سے کیا مراد ہے ؟"

سارجنٹ کھسیانا ہو گیا۔

"میرا خیال ہے کہ یہی آلہ قتل ہے" اتنا کہنے کے بعد دل ہی دل میں ڈانوآن نے کہا کاش میں نے اس بھڑ کے چھتے کو نہ چھیڑا ہوتا،

اڈیمس کی تھین سفید بھنویں چڑھ گئیں۔

"اس سے تمھاری فراست ٹپکتی ہے۔ کیونکہ میں آئس پک کو دیکھ کر سمجھ رہا تھا کہ وہ ناخون تراشنے کے لئے پلنگ پر لائی گئی گویا تمھارا خیال ہے کہ یہی آلہ قتل ہے" اڈیمس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی اور تقریر جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا "ارے بیوقوف اس کے علاوہ اور یہ کیا چیز ہو سکتی تھی۔ اب اپنی زبان بند رکھو اور بیکار بکواس مت کرنا۔"

اس کے بعد ملیٹ کر اس نے کمرے میں ٹہلنا شروع کیا جس کو دیکھ کر ڈولوآن کی آنکھوں سے مارے نفرت و حقارت کے شعلے نکلنے لگے۔

"تم نے مقتولہ کی سابقہ زندگی کے بارے میں کیا تحقیقات کی ہے؟" اڈیمس نے سوال کیا۔

"وہ اس پیشہ کو قریب ایک سال سے اختیار کئے ہوئے تھی" سارجنٹ ڈولوآن نے جواب دیا " وہ بلیو روز کلب میں رقص کیا کرتی تھی لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ وہ پیشہ در طوائف تھی۔ اور نہ اس کا پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے آزوقہ کی خاطر سڑکوں پر ماری ماری پھرا کرتی تھی۔

"دروازہ بند کرکے اندر چلے آؤ" ایڈیس نے مڑکر کہا۔ ڈونوآن بے چون وچرا اسکا حکم بجالایا۔ اس کو ایڈیس کی خاموشی اور سابقہ تجربہ سے معلوم تھا کہ کوئی آفت آنے والی ہے۔ چنانچہ ہر اونچ نیچ اور نشیب وفراز کا جواب دینے کے لئے ڈونوآن نے اپنے کو تیار کرنا شروع کیا۔

"اخبار والوں کو اس واقعہ کی خبر ہوگئی ہے یا نہیں" ایڈیس نے پوچھا۔ اور کارسن کا پیر کھسکا کر سہری کے کونہ پر بیٹھ گیا۔ لاش سے اتنا قریب ہونے پر بھی اس کے حسیات اور جذبات میں کوئی فرق نہیں آیا۔

"جی نہیں لفٹنٹ صاحب"۔

ڈونوآن اخبار والوں سے بڑا مرعوب تھا۔ بیشتر دو مقامی اخباروں نے بڑی نکتہ چینی کی تھی۔ اور ہمیشہ پولیس کی بدانتظامی اور عدم توجہی کا رونا رویا کرتے تھے خصوصاً ڈونوآن کو اس لعنت ملامت کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔

دوپہر کے بعد ان لوگوں کو بتانا پڑے گا لیکن اتنی دیر بعد بھی نہیں کہ لیٹ نیوز کے کالم میں نہ چھپ سکے؟ ایڈیس نے کہا "کل صبح کے اخباروں کو کچھ مواد فراہم کرنے کے لئے تمہارے پاس آج کے دن کا باقی حصہ اور پوری رات ہے۔ حال میں یہ پہلی واردات قتل ہے۔ سارے شہر میں ادھم مچ جائے گا۔ ہرالڈ خوب نمک مرچ لگاکر پولیس پر آواز کسے گا۔ اگر ہم نے جلد سے جلد تفتیش مکمل کرکے مجرم کو گرفتار نہ کرلیا تو اخبار والوں کی خوب بن آئے گی اور ہماری نالائقی کو خوب

اچھالیں گے۔ اپنے پتلے سفید ہاتھوں سے کارسن کے گھٹنے کو چھو کر تقریر جاری رکھتے ہوئے پھر اس نے کہا " زندگی میں یہ عورت کتنی گمنام تھی لیکن بعد مرگ کتنی اہمیت حاصل کر رہی ہے۔ تم کو وہم وگمان بھی نہیں ہے کہ اس کے پس پردہ کیا ہو رہا ہے۔ اور نہ تم کو معلوم کرنے کی ضرورت ہے لیکن یہ واضح رہے کہ قتل ہنا کے نتائج دور رس ہوں گے اور بہت سے افراد ملازمت سے برطرف کر دیئے جائیں گے۔ کیونکہ بعض میں صرف چنگاری کی ضرورت ہے۔ ہالنڈ سے برٹ کو اخبارات کی ہمدردیاں حاصل ہیں۔ اور ٹیں اور عام لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ پولیس کے اعلیٰ حکام کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور ہمارے کمشنر سے اس کو خاص طور پر خصومت ہے۔ بہت سا مسالہ پہلے ہی تھا اور یہ قتل آگ پر تیل کا کام کریگا۔ سیٹی ہال سے سو گز سے کم فاصلہ پر، یہاں سے سنگٹن اوے نیو مین، آوارہ گرد لوگوں کا اڈا ہے۔ تو کیا کمشنر صاحب کے بیان پر کہ یہ شہر ہر طرح کی برائیوں سے پاک وصاف ہے، مضحکہ نہیں اڑایا جائے گا اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں نہ ہوں گی" بستر کے قریب رکھے ہوئے ایش ٹرے میں سگریٹ کا گل جھاڑ کر ڈونوآن کے چہرے پر آنکھیں جمادیں اور تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا " میں یہ باتیں تم کو صرف اس لئے سنا رہا ہوں کہ کہیں تم اس قتل کو معمولی سمجھ کر غفلت نہ برتو۔ کیونکہ اس تفتیش کے نتائج بڑے ہی دور رس ہوں گے جب تک اس تحقیقات کا بامراد نتیجہ نہیں برآمد ہوتا اس وقت تک اخبارات میں برابر چرچہ ہوتا رہے گا۔ اور جناب کان کھول کر سن لیں کہ آپ ہی کو تفتیش کرنا

ہوگی۔ جس طرح کی بھی امداد کی ضرورت ہوگی تم کو ملے گی۔ رہا میرا مشورہ، چاہے اچھا ہو یا برا ہر حالت میں تمھارے لئے محفوظ ہے۔ اب سرخروئی یا بدنامی حاصل کرنا تمھارا کام ہے سمجھتے ہو نا۔

"جی ہاں۔ لفٹننٹ صاحب"

اس پند و نصائح کا مطلب اب میں سمجھا ڈونوآن نے اپنے دل میں کہا۔ یہ حضرت جب سے اس ڈیپارٹمنٹ میں آئے ہیں ہمیشہ میرے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہوں گے کہ اس قتل کی تفتیش کرنا لوہے کے چنے ہیں۔ کیونکہ امر، زید، بکر کوئی بھی اسکو قتل کر سکتا ہے۔ اور اس شخص نے مجھ سے چھٹکارا پانے کے لئے یہ بہانہ تراشا ہے۔ یہ بھی میری بدنصیبی ہے کہ ایک معمولی عورت قتل ہو اور میں سیاسی منصوبہ بازیوں کے منجدھار میں پھنس جاؤں۔

"تفتیش آسان نہیں ہے۔ ایڈمس نے کہا" کیونکہ ممکن ہے قاتل بادی النظر میں کوئی بدمعاش ہو" اور پھر پہلو بدلتے ہوئے ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھ کر اس نے اپنے گھٹنے کو سہلاتے ہوئے پوچھا "کیا تم کبھی دعا بھی مانگتے ہو؟"

سارجنٹ ڈونوآن نے ایڈمس کو گھورا اور یہ دیکھ کر کہ وہ سنجیدہ ہے، نیم گھبراہٹ میں جواب دیا "جی سرکار کبھی کبھی دعا مانگتا ہوں"

"تو میں کہتا ہوں کہ آج تم اتنی خضوع و خشوع سے دعا مانگو جتنی تم نے کبھی نہ مانگی ہو اور میں شرط بدنے کو تیار ہوں کہ دعا کے ختم ہونے سے پہلے

ہی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ تحقیقات اتنی دشوار و ناممکن نہیں ہے اور قاتل عام انسانوں کی طرح ہے۔ اگر میرا تجربہ صحیح ہے تو یہ شخص ایک قتل کرنے کے بعد اور بھی کر سکتا ہے۔ وہ کسی اور اڈے میں جا کر اسی طرح دوسرا اور تیسرا بھی قتل کر سکتا ہے۔ کیونکہ شہر میں صرف یہی ایک طوائفوں کا اڈہ نہیں ہے بلکہ مجھ کو علم ہے کہ مختلف مقامات پر اور بھی اڈے ہیں۔ اس کی ان وارداتوں کے نتیجہ میں، اخبارات ہم لوگوں کو آڑے ہاتھوں لیں گے۔ چنانچہ میرا یہی مشورہ ہے کہ قبل اس کے کہ وہ کوئی دوسری واردات کرے تم اس کو اپنی گرفت میں لے لو۔"

اسی وقت دروازہ پر کھٹکھٹاہٹ ہوئی اور ڈوفران نے بڑھ کر اسے کھولا تو دیکھا جیکسن ڈاکٹر کو لے کر آیا ہے۔

"آئیے ڈاکٹر صاحب" ایڈمس نے کہا۔ اور بستر کی طرف اشارہ کیا "لاش موجود ہے آپ جس طرح چاہیں معائنہ کریں۔"

ڈاکٹر سمر فیلڈ بستر کے پاس گیا۔ وہ موٹا تازہ تنومند انسان تھا۔ جس کے شہابی چہرہ سے حلم و بردباری ٹپکتی تھی۔ اور بالوں سے مبرا سر اس کی اقبالمندی کی گواہی دیتا تھا۔

"یہ بہت آسان کام ہے" ڈاکٹر نے کہا۔

ڈاکٹر سمر فیلڈ کے لفظوں پر ایڈمس نے کوئی التفات نہ کیا، اور نشست کے کمرہ میں جاتے ہوئے جہاں پولیس فوٹوگرافر اپنا کیمرہ ٹھیک کر رہا تھا، بلند آواز میں ڈاکٹر اور فلیچر دونوں سے کہا "اب دونوں اپنے

احکامات سارجنٹ ڈو نوآن سے لیجئے کیونکہ وہی اس قتل کی تحقیقات کر رہے ہیں۔"

ڈو نوآن نے دیکھا کہ ڈاکٹر اور فولڈ کرافر دونوں کی متعجبانہ نظریں ایک دوسرے سے چار ہو گئیں۔

کیونکہ وہ دونوں ایڈیس کی کاٹ چھانٹ اور ریشہ دوانیوں سے واقف تھے۔ ان کو یہ معلوم کر کے بڑا تعجب ہوا کہ دو سال کے عرصہ میں یہ پہلی واردات قتل ہے اور وہ بھی بغرض تحقیقات مجھ کو سپرد کی جا رہی ہے وہ دونوں دودھ پیتے بچے نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر یہ ناقابل حل اور دشوار تفتیش نہ ہوتی تو قطعی میرے سپرد نہ کی جاتی۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو۔ چاہے یہ تحقیقات میرے نامہ اعمال کو ناکامیابی کے داغ سے سیاہ کر دے یا اس قابل بنا دے کہ میں ایڈیس کے سامنے مونچھوں پر تاؤ دے سکوں۔

ڈو نوآن اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ ایڈیس نے پوچھا تم پہل کس بات سے کرو گے؟"

"میں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مقتولہ کل شب کس کے ساتھ تھی؟" ڈو نوآن نے رک رک کر ہوشیاری سے سنبھلے تلے لفظوں میں جواب دیا۔" وہ سڑکوں پر کسب زر کے لئے آوارہ نہیں گھومتی، اسی لئے وہی لوگ اس سے ملتے ہیں جو ان کے شناسا ہیں یا جن سے اس کے شناساؤں نے تعارف کرایا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوگ عام اوباشوں سے مختلف ہیں۔ کیونکہ جو کچھ اس کی ملازمہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہی کہ

کہ مقتول کا بازار ادھیڑ عمر والے گانٹھ کے پوڑھوں سے گرم رہتا تھا۔ قتل ہذا کے سلسلہ میں یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے بلیک میل کرنے کی کوشش کی ہو، اور زبان بندی نہ کرنے کے سبب ہلاک کر دی گئی ہو۔"

اس نے ڈاکٹر اور فوٹوگرافر دونوں کو ہکا بکا اپنی تقریر سنتے دیکھا اور دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ شاید یہ دونوں یہی سمجھتے تھے کہ میں بہت بھولا ہوں اور میرے کوئی نظریات ہی نہیں ہو سکتے۔

"اس دوران میں کہ ڈاکٹر لاش کی جانچ کرے، میں مکان ہذا میں رہنے والے کرائے داروں سے گفتگو کرنے جاتا ہوں اور بہت ممکن ہے کہ ان میں سے کسی نے قاتل کو دیکھا ہو" دونوآن نے کہا۔

"سارجنٹ! تم بہت پرامید معلوم ہوتے ہو" ایڈیس نے کہا۔

"مخبر دنیا میں پیدا صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ پولیس کو اطلاعات بہم پہنچائیں، اور اس کے علاوہ ان ہی کرایہ داروں میں سے ایک کا قتل ہونا، ان لوگوں کی زبان کھلوانے کا محرک ہوگا!"

ایڈیس کی بھویں چڑھ گئیں اور فکرمند نظروں سے ڈونوآن کو گھورتے ہوئے اس نے کہا "سارجنٹ! تم قیافہ شناسی میں ماہر معلوم ہوتے ہو۔"

ڈونوآن فنگر پرنٹ اکسپرٹ فلیچر اور پولیس فوٹوگرافر بالٹ بائی سے مخاطب ہوا جو کہ متحیر سب باتیں سن رہے تھے "شب خوابی کے کمرے میں جو کاسمیٹک ہے۔ اس پر نشانات کی جانچ کرو اور فوٹو لو۔ میں ہر کام جلد اور سلیقہ سے چاہتا ہوں۔"

"بہت خوب سارجنٹ صاحب ٹلیچر نے جواب دیا۔ دونوں کو احکامات دینے کے بعد ڈونران کمرے سے چلا گیا اور سالڈیس اس کو تکتا ہی رہ گیا۔ اور اس کے بعد ایڈیس سمرفیلڈ سے گفتگو کرنے لگا۔

(۲)

رینفل سوا رے ٹرنک نے اپنے دروازے پر لگی ہوئی گھنٹی جلد جلد بجتے سنی جس سے ظاہر ہوا کہ آنے والے کو کوئی اشد ضروری کام لاحق ہے اسلئے وہ گھبرا گیا کیوں کہ ذرا ہی دیر قبل اس نے پولیس کی موٹروں کو عمارت کے پاس رکتے دیکھا تھا اور اس کو یقین تھا کہ جلد یا بدیر اس کے دروازہ کی گھنٹی بجے گی۔

اس نے اپنے دل میں سوچنا شروع کیا کہ کیا واقعہ رونما ہوا ہے۔ کیوں پولیس آئی ہے۔ ممکن ہے اوپری منزل پر کوئی واردات ہوئی ہو پھر اسے گزشتہ رات کے واقعات یاد آئے اور اسکو یقین ہو گیا کہ ــــ فے قتل کردی گئی ہے۔ اور عین اس وقت قتل ہوئی جبکہ وہ اپنے سونے کا انتظام کررہا تھا۔

گھنٹی سرا تر بجنے لگی۔ اس نے جلدی سے اپنے گرد آلود کمرہ کا جائزہ لیا جس میں کوئی چیز بھی قرینہ سے نہیں رکھی تھی رات کے جملہ مشاغل کے نشانات اس نے جلدی جلدی چھپا دئے، کیونکہ اسی میں اس کے لئے بہتری تھی کہ کوئی شک شبہ کی بات پولیس کو اس کے کمرے میں نظر نہ آسکے۔

دیوار کے پاس رکھی ہوئی بری الماری، اخبارات، لفافوں ڈائرکٹری

اور ٹیلیفون کی کتابوں سے، جن کو وہ اکثر اوقات استعمال کیا کرتا تھا، بھری پڑی تھی۔ چنانچہ اس کے پٹ بند کر کے اس نے تالا لگا دیا۔ کیونکہ بغیر وارنٹ کے، پولیس الماری کا تالا کھلوا نہیں سکتی تھی۔ اگر بالفرض محال کھلوا بھی گیا تو اس میں کوئی چیز قابل اعتراض نہ نکل سکے گی۔ لیکن یہ ضرور ظاہر ہو جائے گا کہ وہ اپنی سابقہ روش ہی پر پھر چل رہا ہے۔

پیکا نیز کتا لیو، آرام کرسی پر بیٹھا متوحش آنکھوں سے اپنے مالک کو دیکھ رہا تھا گویا کہ دروازہ کے اس پار دشمن کھڑا ہوا ہے۔

سوائے ٹنگ نے کتے کو تھپتھپایا لیکن وہ رفیق جانور خطرہ سے آگاہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ سر کو سہلائے جانے کے باوجود، اس کی آنکھوں میں ڈر نمایاں تھا۔

اس نے جا کر دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک لمبا تڑنگا آدمی کھڑا ہے جسکو دیکھ کر اس کو اطمینان ہوا کہ لفٹنٹ اڈمس نہیں یہ شخص کوئی دوسرا پولیس افسر ہے جس کو وہ نہیں پہچانتا تھا۔

"آپ نے کیوں زحمت کی" سوائے ٹنگ نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔ اور اس جدوجہد میں صرف خفیف سا منہ بنانے میں کامیاب ہوا۔

"میں پولیس آفسر ہوں" ڈونوآن نے جواب دیا۔ اور سوچنے لگا کہ اس نے اس موٹے آدمی کو کہاں اور کب دیکھا تھا۔ اسکا دماغ ماضی کے صفحات کی ورق گردانی میں مصروف تھا لیکن وہ اس ماتمی چہرہ کا حال معلوم

کہنے سے قاصر رہا۔ چنانچہ اس نے پوچھا "تم کون ہو؟"

"میرا نام سوائے ٹنگ ہے" بڈھے نے دروازہ میں اس طرح کھڑے ہوکر جواب دیا کہ ڈولواں کو اندرون کمرے کا حال نہ معلوم ہوسکے اور اس نے پوچھا "کیوں کیا معاملہ ہے؟"

"ایک عورت اس عمارت کی اوپری منزل پر قتل کردی گئی ہے" ڈولواں نے کہا "کیا تم نے کل رات کسی کو اس کے کمرہ میں جاتے دیکھا تھا؟"

سوائے ٹنگ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کیونکہ میں جلد سونے چلا گیا تھا۔ اس کے علاوہ میں کسی بات سے سروکار نہیں رکھتا ہوں، عمارت میں کیا ہوتا ہے اور کون آتا جاتا ہے اس سے مجھ کو کوئی مطلب نہیں رہتا۔"

ڈولواں نے بے چینی سے محسوس کیا کہ وہ سچ نہیں بول رہا ہے۔ چنانچہ اس سے پوچھا "کیا تم نے کسی قسم کی آہٹ بھی نہیں سنی؟"

"میں غافل سونے والا شخص ہوں اور اسی وجہ سے کچھ نہ سن سکا۔" سوائے ٹنگ نے جواب دیا۔ اور اس نے محسوس کیا کہ یہ ترش رو لمبا تڑنگا سارجنٹ بے ضرر ہے۔ اور اب تک اس کو پہچان نہیں سکا ہے۔ لیکن سوائے ٹنگ نے ایڈمس کو مکان مذکور میں آتے دیکھا تھا اس لئے اسے خدشہ تھا کہ وہ بھی ضرور اس سے ملے گا۔ اس لئے بیان جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا "مجھ کو سخت افسوس ہے کہ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کرسکا اس کے علاوہ میں اس نوجوان عورت کو جانتا بھی نہیں تھا کیونکہ میں نے اس کو صرف

ایک ہی آدھ بار دیکھا تھا اور وہ بھی زینہ پر چڑھتے یا اترتے ہوئے۔ ان حالات میں اس کے بارے میں میں کیا جان سکتا ہوں۔ لیکن آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ وہ قتل کر دی گئی ہے۔ واقعی کتنا افسوسناک واقعہ ہے!"

ڈونوان نے اس کو گھورتے ہوئے کہا "گویا نہ تم نے کسی کو دیکھا اور نہ کچھ سنا ہے۔"

"آپ نے بجا فرمایا۔ یہ صحیح ہے کہ میں کسی بات پر روشنی نہیں ڈال سکتا کیونکہ میں ابھی ابھی بستر سے اٹھا ہوں" سوائے ٹنگ نے مسکرا کر آہستہ آہستہ دروازہ بھیڑتے ہوئے جواب دیا۔

موجودہ حالات میں وہ سوائے ٹنگ سے اور کیا گفتگو کر سکتا تھا آسے محسوس کیا جیسے بیشتر اسکو اکثر ناکامیوں کا سامنا ہوا، اس دفعہ بھی شاید ایسا ہی ہو، نا امید ہو کر وہ پیچھے ہٹا تو اس نے دیکھا کہ سوائے ٹنگ فاخرانہ مسکراہٹ سے دروازہ بند کر رہا ہے۔ اس نے کنجی بند ہونے کی آواز سنی اور سوچنے لگا کہ اس نے اس ملعون کو کہیں دیکھا ضرور ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی بھٹیار یا شیٹر ہو یا اسے سڑک پر آوارہ پھرتے دیکھا ہو۔۔۔ خیر جو کچھ بھی ہو اسے امید تھی اس کو دیکھ کر ضرور پہچان لے گا۔ کیونکہ وہ ایک دفعہ کسی کا چہرہ دیکھنے کے بعد کبھی نہیں بھولتا۔ ان ہی خیالات میں غلطاں و پیچاں، زینہ سے اتر کر نیچے کی منزل پر پہنچا۔ لیکن آدھے گھنٹے سرگرداں رہنے پر بھی نتیجہ کچھ نہ برآمد ہوا۔ اس نے سوچا کہ یہ عجیب معاملہ ہے کہ کوئی کچھ جانتا ہی نہیں۔ نہ کسی نے کوئی بات دیکھی اور نہ سنی۔

تیس گھنٹے

اس وقت تک ناکامیابیوں کی خلش اس کو بےچین کئے ہوئے تھی۔ اور ایڈمس کے پاس جرنویسی فوٹوگرافر بالٹ بائی اور فنگر پرنٹ اکسپرٹ فلیچر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، جا کر یہ کہنا مناسب نہ معلوم ہوا کہ اب تک کوئی پتہ نہ چل سکا، اس لئے جز بز ہو کر اس نے سامنے پیلے رنگ کے دروازہ پر لگی ہوئی گھنٹی بجائی۔ مس کرائسٹی نے دروازہ کھولا۔ اس نے بھی پولیس کے موٹروں کو عمارت کے متصل رکتے دیکھا تھا۔ اور اسکو علم تھا کہ دن میں کسی نہ کسی وقت پولیس اس سے ملنے ضرور آئے گی۔ چنانچہ دل کو قوی اور حواس بجا رکھنے کے لئے اس نے تابڑ توڑ جن شراب کے کئی گلاس پئے تھے جس کی بدبو کے بھبکے سانس کے ساتھ نکلتے ہوئے ڈونوآن کو محسوس ہوئے۔

"میں پولیس افسر ہوں" اس نے کہا "اور تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں" کہہ کر اندر داخل ہونے لگا۔

"آپ اندر مت تشریف لائیں" لڑکی نے اعتراض کرتے ہوئے کہا "لوگ آپ کے یہاں آنے پر کیا خیال کریں گے؟"

"چپ چاپ بیٹھ جاؤ" ڈونوآن نے جھڑک کر کہا۔

اس سبب سے نہیں کہ وہ ڈونوآن سے مرعوب ہو چکی تھی۔ بلکہ اس تجسس کی خاطر سے کہ معلوم کرنے پولیس عمارت ہذا میں کس غرض سے آئی ہے، خاموش ہو گئی پھر بڑھ کر اس نے سگریٹ اٹھایا اور آبرو تانے ہوئے سارجنٹ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"آپ کے آنے کا کیا مقصد ہے؟"

"کیا تم نے کارسن کو جانتی ہو؟"
لڑکی کے چہرے پر چمک پیدا ہو گئی۔
"کیا وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہے؟" لڑکی نے پُرامید ہو کر پوچھا۔
"وہ قتل کر دی گئی ہے"
ڈونوآن نے لڑکی کے چہرے پر پیدا ہونے والے تغیر کو دیکھا اور اسکی آنکھوں میں ڈر کے آثار دیکھ کر کچھ مطمئن ہو گیا۔
"قتل ہو گئی۔ کس نے قتل کیا؟" لڑکی نے پوچھا
"اس کو آئس پک سے ہلاک کیا گیا۔ ہم لوگوں کو نہیں معلوم کہ کس نے قتل کیا ہے۔ کیا وہ کل رات مصروف تھی؟"
"مجھ کو نہیں معلوم کیونکہ میں خود باہر تھی"
ڈونوآن نے برہم ہو کر پوچھا "کیا تم نے بھی مثل دیگر لوگوں کے نہ کچھ دیکھا اور نہ سنا؟"
"میں مجبور رہوں۔ آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ کیونکہ میں خود باہر گئی ہوئی تھی" کرائسٹی نے جواب دیا "میں مفے کو کبھی پسند نہیں کرتی تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کی ہلاکت بھی نہیں چاہتی تھی" وہ اٹھی اور کھڑکی کے پاس گئی جہاں جن کی بوتل رکھی تھی "معاف کیجئے گا آج صبح سے طبیعت کسلمند ہے" کہتے ہوئے اس نے شراب انڈیلی اور ڈونوآن سے مخاطب ہو کر بولی "فرمائیں تو ایک گلاس پیش کر دوں۔
"نہیں میں نہ پیوں گا" سارجنٹ نے جواب دیا اور پھر کر پوچھا

"تو گویا تم نے کل رات نمبر سات کا ربن کو نہیں دیکھا تھا؟"

لڑکی نے شراب کا گھونٹ نگل کر سینہ کو بھینچا یا اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا "آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میں نے اس کو بالکل نہیں دیکھا"

دو نوان نے سگریٹ جلائی۔

"قاتل ممکن ہے پھر یہاں آئے" لڑکی کے چہرے پر نظریں جما کر سارجنٹ نے کہا "اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ تمہارے پاس آ سکے اور اگر ایسا کبھی اتفاق ہوا تو تم کو بتانا پڑے گا"

"لیکن مجھ کو کسی بات کا علم نہیں ہے"

"کیا تم نے کسی آدمی کو ایک اور دو کے درمیان نہیں دیکھا تھا؟"

مے کی آنکھیں چھت پر لگی تھیں اور جن شراب کے نشہ نے اس کو کچھ مدہوش سا کر دیا تھا۔ چنانچہ کہنے لگی "میں دو بجے لوٹ کر آئی تھی اس وقت مجھ کو نیچے ہال میں ایک آدمی ملا تھا لیکن وہ کسی بھی کمرے سے نکل کر وہاں آسکتا تھا"

سارجنٹ ڈونوان نے کرسی ذرا آگے بڑھائی اور کہا "اس کی کچھ فکر نہ کرو کہ وہ کہاں سے آیا تھا بلکہ یہ بتاؤ کہ اس کا حلیہ کیا تھا؟"

"وہ جلدی میں معلوم ہوتا تھا کیونکہ وہ اتنی تیزی میں جا رہا تھا کہ اُس نے مجھ کو گرا ہی دیا ہوتا۔ اس لئے میرا خیال ہے شائد نشہ میں ہو۔ رہا صورت و شکل کا حال تو وہ لمبا تڑنگا خوبرو انسان تھا"

"وہ کیا پہنے ہوئے تھا؟" سارجنٹ نے دو ٹوک پوچھا۔

"وہ گہرے ہیٹ اور ہلکے گہرے سوٹ میں ملبوس تھا۔"

"کیا تم اس کو دوبارہ شناخت کر سکو گی؟"

"ہاں اس کو پہچان ضرور لوں گی لیکن وہ قاتل نہیں نظر آتا تھا"

"ایسے لوگ ظاہر میں کبھی قاتل نہیں معلوم ہوتے ہیں۔ خیر یہ بتاؤ اس کی کیا عمر ہوگی؟"

"قریب تیس سال"

سارجنٹ نے منہ بنایا کیونکہ اس کو کارسن کی خادمہ کا بیان یاد آیا جس نے بتایا تھا کہ کارسن کا کاروباری لوگوں سے زیادہ تھا۔

"کیا تم اس کے بارے میں مجھ کو کچھ اور نہیں بتا سکتی ہو؟"

"میں نے اس سے کچھ پینے کے لئے کہا تھا جس کے جواب میں اس نے کہا کہ اس کو سخت عجلت ہے۔ چنانچہ مجھ کو ایک طرف ہٹا کر وہ دوڑتا ہوا سڑک پر نکل گیا۔"

"کیا وہ کچھ پریشان نظر آتا تھا؟"

"میں نے کچھ خیال نہیں کیا کیونکہ وہ بہت عجلت میں معلوم ہوتا تھا۔"

"کیا باہر اس کی موٹر کھڑی تھی؟"

مے نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس عمارت سے متصل کوئی بھی موٹر نہیں کھڑا کرتا ہے کیونکہ اگر کسی کے پاس موٹر ہوتا بھی ہے تو وہ سڑک کے اس پار، پارکنگ اسٹینڈ پر کھڑا کرتا ہے۔"

سارجنٹ رخصت ہونے کو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا "خیر اب ہوشیار

رہنا اور اگر کبھی یہ شخص تم کو ملے تو فوراً ہیڈ کوارٹر پر اطلاع دینا دیکھو تاکید ہے۔ خبردار بھولنا نہیں۔"

ٹھیک دس بجے تھے جب سارجنٹ ڈونوآن کارسن کے کمرۂ نشست میں دوبارہ داخل ہوا۔

ڈاکٹر سمرفیلڈ رخصت ہو چکا تھا اور ایڈمس آنکھیں بند کئے اپنے پتلے ہونٹوں میں سگریٹ دابے آرام کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

فلیچر اور ہالسٹ بائی دونوں شب خوابی کے کمرے میں اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

"کہو کیا خبر لائے۔" ایڈمس نے آنکھیں کھولتے ہوئے پوچھا۔

ڈونوآن کو اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کے لئے کوشش کرنا پڑی

"ایک ایسے شخص کا حال معلوم ہوا ہے جو یہ واردات کر سکتا تھا" اس نے کہا "کیونکہ وہ اس عمارت سے دو بجے کے لگ بھگ نکلتا دیکھا گیا تھا اور طرہ یہ کہ وہ انتہائی عجلت میں تھا۔"

"ایسی جگہوں سے سب ہی لوگ عجلت میں بھاگنا چاہتے ہیں" ایڈمس نے رائے زنی کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے اچھی طرح سے جانچ کر لی ہے۔ کیونکہ اس عمارت میں مذکورہ بالا شخص، شب گذشتہ، موجود لڑکیوں میں سے کسی کے پاس نہیں گیا تھا جس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ وہ کارسن سے ملنے آیا تھا۔ کیا ڈاکٹر نے بتایا کہ کس وقت وہ مری تھی؟"

"کم و بیش ڈیڑھ بجے"

"تو وہی شخص یہ واردات کر سکتا تھا"

"کیا یہ ممکن نہیں ہو سکتا کہ وہ یہاں آیا ہو اور کارسن کو مرا ہوا پا کر اس نے جلدی سے بھاگنے کی کوشش کی ہو؟"

اسی وقت ایک ہلکی سی بھنبھناہٹ کی آواز دونوں آدمیوں نے سنی۔ مڑ کر دیکھا تو ٹیلیفون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ سارجنٹ دوڑ کر گیا اور غور سے گھنٹی کو دیکھنے لگا۔

"ملاحظہ فرمائیے۔ کسی نے گھنٹی کو بجنے سے روکنے کی کوشش کی تھی"۔

ایڈمس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا۔

ڈونوان دیکھتا رہا۔ اس نے دیکھا کہ ایڈمس نے تیوری چڑھا کر کہا

"میں سٹی پولیس کا لفٹنٹ ایڈمس ہوں۔ تم کون ہو اور کہاں سے بول رہے ہو"

سارجنٹ نے سنا کہ ٹیلیفون لائن کو کاٹ دینے کی آواز پیدا ہوئی جس پر ایڈمس نے کندھوں کو سکیڑ کر رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے اس کے آشناؤں میں سے کوئی تھا" ایڈمس نے کہا "جبھی تو جلدی سے لائن کاٹ دی"۔

ڈونوان نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور عجلت میں آپریٹر سے کہا "پولیس بول رہی ہے۔ فوراً معلوم کرو کہ ابھی کس نے ٹیلیفون کیا تھا"۔

ایڈمس نے ناپسندیدگی کی نظروں سے سارجنٹ کو گھورا۔

"کیوں کیا مطلب ہے؟ کیا تمہارا خیال ہے کہ قاتل اسی نمبر سے

ٹیلیفون پر گفتگو کر رہا تھا ؟"

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کس نے فون کیا تھا ؟" سارجنٹ نے بضد ہو کر جواب دیا۔

آپریٹر نے کہنا شروع کیا "ایسٹرن نیشنل بینک کے پے بوتھ سے ٹیلیفون کیا گیا تھا۔"

"آپ کا شکریہ" کہہ کر سارجنٹ نے رسیور رکھ دیا۔ اور ٹیلیفون کی گھنٹی کو دیکھنا شروع کیا۔

"کارسن نے گھنٹی کو ڈھانکا تھا یا قاتل نے ؟ سارجنٹ نے کہا۔

اس پر بلند آواز میں ایڈیسن نے فلیچر کو پکارا۔

"کیا تم نے ٹیلیفون کی گھنٹی پر نشانات کی جانچ کی تھی ؟" فلیچر کو دروازہ سے داخل ہوتا دیکھ کر اس نے پوچھا۔

"وہ بالکل صاف ہے۔ میں نے جانچ کی تھی۔"

"کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ گھنٹی کو ڈھک دیا گیا تھا ؟"

"یقیناً میں نے دیکھا تھا لیکن میں نے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کی۔"

"گویا تم کو رسیور اور گھنٹی پر کہیں کوئی نشان نہیں ملے" ایڈیسن نے تنگ آکر کہا۔

جس کے جواب میں فلیچر نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ فعل قاتل کا معلوم ہوتا ہے" سارجنٹ نے رائے زنی کرتے ہوئے کہا "ورنہ کارسن کی انگلیوں کے نشانات ضرور موجود ہوتے۔"

ایڈیسن نے فلیچر کو چلے جانے کا اشارہ کیا اور سارجنٹ سے مخاطب ہوکر کہا "ذرا باہر جاکر معلوم کرو کہ کل شب کسی نے یہاں ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے سنی تھی؟"

"میں بینک کو جارہا ہوں" سارجنٹ ڈونوان نے جواب دیا۔ "کیونکہ میں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کس نے فون کیا تھا؟"

"اس سے کیا حاصل ہوگا؟"

"یہ لڑکی سڑکوں پر آوارہ گرد نہیں گھومتی۔ اس کے مستقل آشنا ہیں جنکو اس کے شناسا نادیدہ متعارف کراتے ہیں۔ اور میں ان ہی متعارف اشخاص سے ملنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ ہوسکتا ہے کہ ان ہی لوگوں میں سے کوئی شخص گرے سوٹ میں ملبوس ہو۔"

ایڈیسن نے اختلاف رائے ظاہر کرتے ہوئے کہا "تمہاری مرضی جیسا بھی چاہے کرو مگر میرے خیال میں تفتیش اور پیچیدہ ہوتی جائے گی۔"

سارجنٹ ڈونوان جلدی سے کمرے سے چلا گیا۔ زینہ سے اترتے وقت میں وہ سوچتا رہا کہ اب اس تحقیقات میں کچھ جان آرہی ہے اور اسی چیز کی اسکو جستجو تھی۔ اگر قسمت یاوری پر ہے تو وہ تفتیش میں کامیاب ہوگا اور جب سرخروئی اس کا قدم چومے گی تو وہ ایڈیسن کے منہ پر تھوکے گا اور کہے گا کہ دیکھو قاتل آخر کار گرفتار ہوگیا کہ نہیں۔

(۳)

پولیس کمشنر پال ہوورڈ، بھاگنی لکڑی سے بنی ہوئی بڑی میز کے سامنے اپنے

مضبوط دانتوں میں سگار دبائے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے زمانہ کے سرد و گرم سہے ہوئے چہرہ پر تفکرات و پریشانیاں نمایاں تھیں۔

ہوورڈ کی عمر چون سال تھی۔ وہ بڑا حوصلہ مند شخص تھا۔ اس کی ہوس تھی کہ کسی نہ کسی طرح محنت و مشقت سے سیاسی سیڑھیوں کو پھلانگتا، کم از کم جج یا بعد کو سنیٹر منتخب ہو۔ وہ سیاسی جماعتوں کے جوڑ توڑ کو خوب سمجھتا تھا۔ اور مناسب صلہ حاصل کرنے کے لئے جیسا جیسا اس سے کہا گیا، وہ ویسا ہی کرتا گیا۔ اور اب وہ ایک معقول جگہ پر مقرر ہو گیا تھا۔ موجودہ حکومت کی چور بازاریوں منافع خوریوں اور رشوت ستانیوں کی طرف سے، نگاہیں بند کر کے اس نے تاجروں کے ہاتھوں سے بڑی بڑی رقمیں کاٹ کر اپنے کو بڑا دولت مند بنا لیا تھا۔

کھڑکی کے پاس، ایک آرام کرسی پر، پولیس کپتان مسٹر موٹلے ٹانگیں پھیلائے انگلیوں میں سگار دابے، بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا ڈھیلا ڈھالا ارغوانی چہرہ ساکت و ساست تھا۔

موٹلے ہوورڈ کا سالا تھا اور یہی وجہ ہے کہ وہ مزے سے پولیس کپتان بنا پھرتا تھا۔ پہلے پہل جب ہوورڈ کا تقرر ہوا تو موٹلے کو اپنے عہدہ کے متعلق تشویش ہوئی۔ کیونکہ اس کو پولیس کے کام سے کوئی شغف نہ تھا۔ وہ گھوڑ دوڑیا تھا اور چونکہ موجودہ منصب منافع بخش تھا اس لئے اس عہدہ سے کسی حالت میں محروم ہونا نہیں چاہتا تھا۔ اس کو لوگوں کے کردار سمجھنے میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ چنانچہ اس نے فوراً تاڑ لیا کہ ہوورڈ نوجوان اور حسین دوشیزاؤں

کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔

گلوریا موسٹلے کی بہن تھی جو کہ صرف نوجوان دوشیزہ ہی نہیں بلکہ حسینوں میں حسین تھی۔ اس کو اس بات کی ترغیب دینے میں اسے ذرا بھی دقت نہ ہوئی کہ وہ ہوورڈ کے دل کو اپنے حسن کی کرشمہ سازیوں میں پھنسا لئے،

مہینے ہی بھر کے اندر ہوورڈ کی اس سے شادی ہو گئی اور بہت جلد اسکو معلوم ہو گیا کہ جس کپتان پولیس کو وہ برخاست کرنا چاہتا تھا وہ اس کا سالا ہے۔

اس وقت سے موسٹلے بےفکری کے ساتھ رہتا کیونکہ ہوورڈ نے محسوس کیا کہ اگر اس نے کسی طرح کا موسٹلے پر دباؤ ڈالا تو اس کی بیوی کی نگاہیں پھر جائینگی اس لئے اس نے موسٹلے کو بغیر کسی تعارض کے اس حال پر چھوڑ دیا اور اپنی بیوی کو ناراض ہونے کا کوئی موقعہ آنے نہیں دیا۔ چونکہ وہ اپنی حسین اور زندہ دل بیوی پر مفتون تھا اس لئے اس نے موسٹلے کے بارے میں خاموشی اختیار کرلی تھی۔

ایڈیس پولیس کمشنر کے مقابل بیٹھا ہوا ان سب نجی واقعات سے آگاہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ پولیس کپتان کی حیثیت میں موسٹلے بیکار ہے۔ اگر کسی کو اسکی جگہ پر مقرر کیا گیا تو خود ایڈیس کا اس جگہ پر مقرر ہونا نہایت موزوں اور یقینی مناسب ہے۔ عرصہ سے خاموشی کے ساتھ وہ اسی موقعہ کا منتظر تھا کہ کسی نہ کسی پہلو سے موسٹلے اور ڈونوان دونوں کو راہ سے ہٹائے۔ بہر حال اس نے محسوس کیا کہ موسٹلے کو اسکی جگہ سے ہٹانے کے لئے ایک بڑی سیاسی چال کی ضرورت ہے۔ جبکہ ہوورڈ بات چیت میں مصروف تھا، ایڈیس نے کارسن

کی موت کا بہانہ لے کر سیاسی مجلس میں چنگاری دکھانے کی سوچ رہا تھا۔

"میں اس واردات کی تفتیش اور مکمل تفتیش چاہتا ہوں" ہوورڈ نے نے ہیجان دیرجوش آواز میں موٹلے سے مخاطب ہو کر کہا "ہر ایک آدمی جو بھی اس قتل میں منسلک ہو پکڑا جائے۔ ہم کو سب سے پہلے قاتل کا پتہ لگانا ہے اندھیرے ہے کر لے سنگٹن اوسے نیو والی پوری عمارت ٹاف شہر میں طوائفوں سے بھری ہے۔ تم نے تو کہا تھا کہ شہر میں ایک بھی چکلہ خانہ نہیں ہے"

موٹلے مسکرا دیا جس سے اس کے شدت تمباکو نوشی کے باعث زرد دانت نمایاں ہو گئے۔

"ہمیشہ چکلے شہر میں موجود ہوتے ہیں۔ ہم ان کو بند کرا دیتے ہیں اور وہ پھر کسی دوسری جگہ کھل جاتے ہیں" موٹلے نے جواب دیا

"تم نے اس چکلہ کو کیوں نہیں بند کروا دیا؟" ہوورڈ نے سوال کیا۔

موٹلے نے اس کو گھورتے ہوئے کہا "آپ جاننا چاہتے ہیں کہ کیوں نہیں بند کروایا۔ تو سنئے اس کی وجہ یہ ہے کہ عمارت ہزا ادبرین کی املاک ہے"

ہوورڈ جھینپ گیا۔ اور اسکا رنگ متغیر ہو کر سفید پڑ گیا اس نے جلدی سے ایڈیلس کو دیکھا جس کی پرسکون نظریں اپنے چمکدار جوتے پر جمی ہوئی تھیں ہوورڈ کو ایڈیلس کی عدم توجہی دیکھ کر اطمینان ہوا۔ چنانچہ وہ سمجھا یا تو ایڈیلس نے موٹلے کے الفاظ نہیں سنے اور یا ادبرین سے اسکو کوئی سروکار نہیں۔ لیکن اصلیت میں ادبرین کے نام سے اسکو خاصی دلچسپی تھی۔ کیوں کہ

اسکو معلوم تھا کہ اپنی پارٹی کے لئے روپیہ پیسہ صرف کرنے والا یہی شخص اوبرین ہے۔ ایڈمس سے امید نہیں کی جاتی تھی کہ اس کو کچھ معلوم ہوگا لیکن اس نے پھر بھی پارٹی کے بہت سے رازِ پنہاں معلوم کر لئے تھے۔

ہوورڈ کے سینہ میں موٹلے کے بیان سے بے پناہ غصہ موجزن تھا۔ کیونکہ اس نے ایڈمس کے سامنے اوبرین کے خلاف زبان کھولنے پر مجبور کیا چنانچہ اس نے دوبارہ ایڈمس کی طرف دیکھا جو کہ بدستور نیچی نظریں کئے پرسکون بیٹھا ہوا اپنے جوتوں کو دیکھا کیا۔ اس نے خیال کیا کہ ایڈمس اوبرین کے بارے میں کچھ نہیں جانتا ہے۔ کیونکہ اس کو صرف اپنے کام سے کام ہے۔ وہ ایک بہترین پولیس آفسر ہے اس کو سیاست سے کوئی دلچسپی نہیں۔

ہوورڈ کو یہ معلوم کر کے کہ ۲۰ نمبر لیکسنگٹن ایوے نیو کی عمارت اوبرین کی ہے، سخت تعجب اور افسوس ہوا۔ کیونکہ اگر اس بات کا علم اخبارات کو ہوگیا تو وہ پولیس کے خلاف طوفان مچا دیں گے جس کے نتیجہ میں شائد زبردست ردوبدل پولیس کے عملہ میں رونما ہو۔

چنانچہ مصلحت اسی میں ہے کہ قتل ہذا کی مکمل تحقیقات کا کام جلد سے جلد ختم ہو اور قاتل گرفتار کر لیا جائے۔

"فی الحال تم کو کتنی کامیابی ہوئی ہے؟" اس نے موٹلے سے پوچھا

موٹلے نے اپنے بے تعلق ہونے کا اظہار کرتے ہوئے ایڈمس کی طرف اشارہ کیا اور کہا "یہ حضرت اس مقدمہ کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ ہاں تم نے تو اس عورت کے قتل کا تومار مچا دیا ہے حالانکہ مقتولہ کی کوئی حیثیت نہیں اور

نہ کوئی اس کی پرواہ کرتا ہے "

"تم کو اس وقت پتہ چلے گا جب کل صبح کے اخبارات میں نئے نئے عنوانات سے قیاس آرائیوں کے ساتھ یہ خبر ہوگی " کھیسیں نکال کر ہورڈ نے کہا۔ اور پھر ایڈمس سے مخاطب ہوکر پوچھا " کہو تم کس نتیجہ پر پہنچے ہو؟"

" ہم کو صرف ایک شخص کا حلیہ معلوم ہوا ہے جو یہ اقدام کر سکتا تھا ایڈمس نے جواب دیا " ڈونوان اب اس کی تحقیقات کر رہا ہے "

" ڈونوان کیوں تحقیقات کر رہا ہے؟ تم کو تحقیقات کرنا چاہئے تھا ہورڈ نے پرجوش ہوکر کہا۔ اور میز پر جھک کر کتر صوں کو سکیڑتے ہو کھانسنے لگا۔

موٹلے کنکھیوں سے ہورڈ کو دیکھتا رہا

کیونکہ ڈونوان موٹلے کا خاص آدمی تھا۔ خود ایڈمس کو علم تھا کہ ایک موقعہ پر ہورڈ اور موٹلے میں صرف ڈونوان کی خاطر بڑی نوک جھونک ہوئی تھی۔ اور بالآخر ڈونوان کو بچانے میں گلوریا کو سفارش کرنا پڑی تھی۔ اور اسی وجہ سے جب تک کہ مجبور نہ ہوجائے وہ ڈونوان سے کوئی تعارض یا مڈبھیڑ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

" ڈونوان ایک اچھا پولیس افسر ہے " موٹلے نے اپنی توند سہلاتے ہوئے رائے زنی کی۔

" قتل کی وارداتیں شاذونادر ہی ہوتی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس تحقیقات کا موقع ڈونوان کو دیا جائے۔ کیونکہ میری خواہش ہے کہ وہ کوئی کارہائے نمایاں کرکے دکھائے۔ تاکہ اخبارات جو آئے دن اس کے

خلاف رونا رویا کرتے ہیں، کچھ اس کی ثنا و صفت میں رائی زنی کریں۔

اب یہ موقع ہے کہ وہ اپنی کارگزاری دکھائے۔"

"محکمہ پولیس انفرادی شخص کا محکمہ نہیں ہے۔" ہوورڈ نے بدقت اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک فرد اپنے فرائض انجام دے۔ کیونکہ ہم کو کسی نہ کسی طرح اس قاتل کو پکڑنا ہے۔"

"یہ یقینی امر ہے۔" موٹلے نے جانے کا ارادہ کرتے ہوئے بے تعلقی سے جواب دیا۔ "اب میں رخصت ہوتا ہوں۔ کیونکہ میں آج شب میں کلب کو جانے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ نیز مجھ کو بال بھی ترشوانا ہیں۔ گلوریا نے کہا تھا کہ وہ بھی آج شب کلب جاکر ناچ میں حصہ لے گی ——— کیا تم بھی اس کے ساتھ آ رہے ہو؟"

"تم دیکھتے ہو کہ میرے ذمہ ایک قتل کی تحقیقات ہے ——— میں کیسے کلب جا سکتا ہوں؟"

موٹلے نے اس کو گھور کر کہا "اس سے کیا ہوتا ہے ——— اسکا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ ہم دونوں ناچ کو نہیں جا سکتے۔ صرف سوال یہ ہے کہ پھر اڈیس کس مرض کی دوا ہیں۔ وہ دیکھ بھال کرتے رہیں گے۔"

"تم جاؤ۔ مجھ کو کئی کام کرنا ہیں۔" ہوورڈ نے بے رخی سے جواب دیا۔

"گلوریا کو یہ بات پسند نہ آئے گی کیونکہ وہ تمہارے ہی سہارے پر ہے۔"

ہوورڈ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن رک گیا۔ اور اپنے اضطراب کو چھپانے کے لئے اس نے اپنے ادھ جلے سگار کو ٹھونکنا شروع کیا۔

"اب وہاں جانے یا نہ جانے کا دارومدار تم پر ہے" موٹلے نے پھر کہا۔

"پھر دیکھا جائے گا۔ واقعات کی رفتار پر منحصر ہے اگر موقعہ ملا تو چلا جاؤنگا"

"جیسی تمہاری مرضی" موٹلے نے جواب دیا "لیکن یہ واضح رہے کہ اسکو نوجوانوں کے رحم وکرم پر تنہا چھوڑ دینا مناسب نہیں۔ تم کو معلوم ہے کہ اگر خود اپنی مرضی سے تنہا وہاں گئی تو کیا ہوگا کیونکہ میں خود سولی پتوں سے بھاری کی مثال ہوں۔ مجھ کو تو خود اپنی بیگم صاحبہ کو رے جانا ہوگا"

ایڈمس سب باتیں سنتا رہا۔ اس نے ہوورڈ کے چہرہ پر تناؤ محسوس کیا کیونکہ موٹلے نے اس کی دکھتی رگ دبائی تھی۔

ایڈمس نے سوچا کہ بڈھا احمق ہوگیا ہے کیونکہ وہ حسینوں کے پیچھے سرگرداں و باؤلا رہا کرتا ہے۔ وہ حسن پرست اور زن مرید ہے۔ وہ ڈر گیا ہے کہ کہیں اس کی عدم موجودگی میں کوئی نوجوان نظر پھینک اس کی بیوی کو لے کر اڑنچھو نہ ہوجائے۔ اگر کہیں میں بھی اس کھوسٹ کی طرح سے زن پرست اور جورو کا غلام ہوتا تو یقیناً میں یہ حالت نہ برداشت کرسکتا اور خودکشی کرلیتا۔

موٹلے کے جانے کے بعد ہوورڈ ایڈمس سے مخاطب ہوا۔ اس نے محسوس کیا کہ ایڈمس کو بہت سی ایسی باتیں اس وقت معلوم ہوگئی ہیں جو کہ اسکو نہ معلوم ہونا چاہیئے تھیں۔ چنانچہ اس نے قہر آلود نظروں سے ایڈمس کو گھورا لیکن لفٹننٹ ایڈمس نے اپنے کو ظاہر کیا گویا کہ یا تو وہ سو رہا تھا یا خود

اپنے خیالات میں غوطہ زن تھا۔ اور اس نے اس وقت کی باتوں پر کوئی اعتناء نہیں کی۔ چنانچہ اس کی مکمل عدم توجہی اور غیر دلچسپی کے اظہار نے، ہوورڈ کے دل میں اعتماد پیدا کیا

"ایڈیس تم اس قتل کے بارے میں کیا کارروائی کر رہے ہو؟"

ایڈیس نے اس طرح چونکا ہو کر جیسے کہ وہ خواب سے چونک پڑا اپنے تلے الفاظ میں کہنا شروع کیا۔

"سرکار میں حسب دستور کارروائی کر رہا ہوں۔ آپ کی میز پر میری رپورٹ لگی ہوئی ہے۔ سردست کوئی قابل لحاظ سراغ نہیں ملا ہے۔ ہم کو ابھی تک صرف ایک آدمی کا حال معلوم ہوا ہے جس کی بابت یقین کیا جاتا ہے کہ مقتولہ کی موت کے قبل یا بعد، اس کے کمرے میں گیا تھا۔ ڈونوان اسی نظریہ پر تحقیقات کر رہا ہے۔ طوائف کا قتل مشکل معمہ ہوتا ہے۔ اور قتل ہذا میں مدعائے قتل ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ کیونکہ مقام واردات سے کسی چیز کے گم ہونے کا کوئی سراغ نہیں ملا۔"

"تحقیقات ہذا کو جلد سے جلد مکمل کرنے کے کیا امکانات ہیں" ہوورڈ نے میز پر جھک کر ایڈیس کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

ایڈیس نے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھ کو تحقیقات جلد مکمل ہونے کے امکانات نظر نہیں آتے۔ کیونکہ ممکن ہے قاتل کوئی لفنگا یا بدمعاش ہو۔ اس لئے کہ اگر اس نے کوئی اور واردات نہیں کی تو اسکی گرفتاری ذرا مشکل معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ مقتولہ نے اسکو

بلیک میل کیا ہو۔ یعنی قاتل کا کوئی راز اس کو معلوم ہوا در اخفاء رکھنے سے قاصر رہی ہو۔ چنانچہ زبان بندی کی خاطر اس نے مقتولہ کو ہلاک کر دیا ہو۔ ہم نے اس کی جائے رہائش کا جائزہ لیا لیکن کوئی ایسی چیز نہ مل سکی کہ جس سے یہ احتمال ہوتا کہ وہ بلیک میل کر رہی تھی۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ اس نے ان چیزوں کو کسی ... دوسری جگہ محفوظ کر دیا ہو۔"

"کیا تمہارا خیال ہے کہ قاتل وحشی و خونخوار۔ جلاد تھا؟" ہووڑڈ نے سوال کیا۔

اڈیسن نے دوبارہ سر کو نفی میں ہلایا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ وحشی و خونخوار نہیں تھا۔ کیونکہ وہ ہلاک کرنے کے بعد عضو عضو جدا کر دیتے ہیں۔ اور صورت ایسی بگاڑ دیتے ہیں کہ شناخت نہ کی جا سکے۔ لیکن یہ عورت صرف قتل کی گئی تھی۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ممکن ہے وہ قاتل کو پہچانتی ہو کیونکہ وار سامنے سے ہوا تھا۔ ممکن ہے کہ اس نے قاتل کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا ہو لیکن اس نے کوئی امداد نہیں طلب کی کیونکہ کسی نے اس کو چیختے یا امداد طلب کرتے ہوئے نہیں سنا۔"

ہوورڈ نے ایک دوسرا سگار نکال کر اس کی نوک تراشی اور غصہ سے باسکٹ میں تھوکتے ہوئے کہا۔

"ہم کو جلد سے جلد قاتل کو گرفتار کرنا ہے۔ ڈوفوان باضابطہ کارروائی کا عادی ہے۔ چابک دستی اور چستی سے اسکو لگاؤ نہیں۔ اڈیسن مجھ کو تم سے توقع ہے کہ تم اس قتل کی تفتیش کو جلد مکمل کر سکتے ہو۔ اس لئے تم اپنی طرف

سے تحقیقات کرنا شروع کرو۔ اس کی کوئی پرواہ نہ کرو کہ مونٹلے اور ڈونوان کیا کر رہے ہیں۔ جلد تحقیقات مکمل کر کے قاتل کو حوالات میں پابزنجیر بھیج دو۔ پولیس کے اعلیٰ حکام میں بڑی بےچینی ہے اور اگر تم نے جلد تفتیش مکمل کر لی تو تمھاری ترقی کا نادر موقع ہے۔"

دونوں آدمیوں نے معنی خیز نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

اڈیمس کا سنجیدہ خاموش چہرہ پرسکون تھا لیکن دل میں ایک کامیابی و کامرانی کی لہر موجزن تھی۔

"اگر کپتان مونٹلے کو معلوم ہو گیا کہ میں الگ تحقیقات کر رہا ہوں تو وہ میری راہ میں رکاوٹ پیدا کر سکتا ہے" اس نے کہا

"میں کپتان سے کہہ دوں گا کہ تم میرے حکم پر ایسا کر رہے ہو" ہوورڈ نے جواب دیا "اور میں نے تم کو شہر میں جرائم اور دیگر خلاف قانون باتوں کی تفتیش کرنے اور مکمل رپورٹ دینے کے لئے مامور کیا ہے۔ بہرحال مجھ کو کسی نہ کسی طریقہ پر پوری رپورٹ ملنا چاہئے۔ دفتری و غیر معمولی پوچھ گچھ کے لئے کسی کو ساتھ لے لو لیکن تم خود اپنی پوری توجہ اس قتل کی تفتیش کو سر کرنے میں صرف کرو۔ ڈونوان کی دریافت کی ہوئی معلومات کی نقل میں تم کو بھیجتا رہوں گا۔ جاؤ اور خدا کا نام لے کر جلد کام شروع کرو۔"

"آپ کو انشاءاللہ مکمل و مفصل رپورٹ ملے گی۔" اڈیمس نے کمرے سے جاتے ہوئے کہا۔

چند منٹ تک ہوورڈ میز پر رکھے ہوئے سوختہ سے کھیلتا رہا۔ پھر

اُٹھا اور دروازہ کھول کر اس نے اپنے سکریٹری سے کہا "میں سٹی ہال کو جا رہا ہوں اور قریب ایک گھنٹہ بعد لوٹونگا"

دروازہ بند کرکے اس نے ٹوپی پہنی اور کمرے سے گذرتے ہوئے پرائیوٹ زینہ سے اُتر کر سڑک پر جا نکلا۔

دوسرا باب

(۱)

اوبری ین گذشتہ تین سال سے موجودہ اعلیٰ انتظامات واختیارات کے پس منظر، مخفی طور پر سیاسی عقل کل تھا۔ اس نے اپنی سیاسی جماعت کا اس وقت ساتھ دیا جبکہ پارٹی منجدھار میں کس مپرسی کی حالت میں تھی۔ اور اپنی بے پناہ مالی امداد سے اس میں نئی روح پھونک دی تھی۔

ایڈفے ین ایک پرمذاق بے اصولا سیاست داں اس وقت پارٹی کا لیڈر تھا جب اوبری ین اپنی لاتعداد دولت کے ساتھ اس میں شامل ہوا تو اس نے اوبری ین کی مالی پیشکش کو بے چون وچرا قبول کر لیا اور یہ معلوم کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی یہ روپیہ کہاں سے آیا یا اسے کب واپس کرنا ہوگا۔

اوبری ین کے اس کہنے پر کہ اس کو پارٹی کے نظم ونسق میں ہر طرح کا اختیار رہے، ایڈفے ین کو کان کھڑے کرنا چاہیئے تھے لیکن نہ اس نے کوئی تشویش کا اظہار کیا اور نہ کسی طرح کی حیل وحجت کی کیونکہ اس کا مقصد اول پارٹی کو زندہ رکھنا تھا۔

ایڈفے ین ایک عضو معطل تھا کیونکہ کبر سنی کے باعث اس میں جد وجہد کرنے کی قوت فنا ہو چکی تھی۔ جب تک اس کو پارٹی کو زندہ رکھنے اور چلانے کے لئے روپیہ کی حاجت رہی، وہ اوبری ین کی سب باتیں سنتا اور نظر انداز

کرتا رہا۔

اگر کہیں اس کو معلوم ہو پاتا کہ اوبری ین نے بڑے پیمانہ پر خلاف قانون وناجائز طور سے منشیات کے کاروبار میں بے پناہ زرکثیر پیدا کرلیا ہے تو وہ سکتہ میں پڑجاتا۔ دراصل اوبری ین نے منشیات کی درآمد وبرآمد کاروبار کی جو انجمن بنائی تھی وہ ٹوٹ پھوٹ گئی تھی کیونکہ اس کے کارندے اب فرانس کی جیلوں میں مختلف میعاد کی سزائیں بھگت رہے تھے اور خود اوبری ین سردار اعلیٰ کی حیثیت سے اربوں کی نقدی لے کر وہاں سے بھاگ آیا تھا۔

وہ کیلیفورنیا کے شہر فلنٹ سٹی میں، اپنی حرام کی کمائی اور ناجائز جمع کی ہوئی دولت سے عیش کرنے کے لئے بس گیا تھا اور اب اس نے سیاست میں حصہ لینے کا تہیہ کرکے شہر کی تمام سیاسی پارٹیوں کا جائزہ لیا اور پھر ایڈفے مین کی پارٹی میں شریک ہونے کا فیصلہ کیا کیونکہ وہی پارٹی سب سے کمزور اور ناگفتہ بہ حالت میں معلوم ہوتی تھی۔ اور اس طرح سے اپنی دولت کے سہارے اس نے پارٹی مذکور میں اقتدار اعلیٰ حاصل کرلیا تھا۔

اس نے انتہائی کوشش کی کہ ناجائز منشیات کی تجارت کے دوران بالکل انجان رہے اور اپنے کو بالکل مخفی رکھے۔ لیکن ایک آدھ معمولی ممبر جماعت پولیس کی نظروں سے نہ بچ سکے اور ان میں سے ایک دو نے کچھ مبہم بیان پولیس کو اوبری ین کے خلاف دیا؛ اس لئے پولیس اس کی تلاش میں سرگرداں رہی اور اوبری یہ بن کسی طرح کی اپنی شہرت کو مضر تصور کرتا رہا، کیونکہ اسی طرح اگر اسکی کوئی تصویر کسی اخبار یا رسالے میں نکل جاتی اور کسی دور رس اینٹی نارکوٹک فورس

کے افسر کی اس پر نگاہ پڑجاتی تو اسے بیس سال سے کم جکی نہ پسینا پڑتی۔
لیکن تیس سال گوشہ نشینی میں گذار کر، اب وہ اپنے لئے چنداں پریشان نہ تھا، پھر بھی شہرت و ناموری سے کوسوں دور بھاگتا تھا۔ وہ ہمیشہ لوگوں سے میل ملاپ پیدا کرنے پر بھی خاموش و تنہا زندگی گذارنے کو بہتر تصور کرتا تھا۔
اس کو یہ معلوم کر کے لطف آتا تھا کہ اس خوشحال شہر کی سیاسی اور انتظامی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اور ان ووٹروں پر وہ خوب ہنستا تھا جنھوں نے اس کو شہر کی دیکھ بھال اور شہریوں کی فلاح و بہبود کے لئے خود منتخب کیا تھا۔
دریا کے کنارے کئی ایکڑ زمین پر اس نے ایک نہایت خوبصورت اور وسیع بنگلہ تعمیر کرالیا تھا جس کے گرد ایک اونچی فصیل تھی، جس سے کسی بھی راہگیر کو اندر کا حال نہ معلوم ہو سکتا تھا۔
پولیس کمشنر ہوورڈ بیس منٹ میں اپنے دفتر سے اس بنگلہ پر پہنچ گیا اور جب وہ چکردار راستہ سے گذر کر برساتی میں پہنچا، جس کے دونوں جانب مختلف رنگ کی پھولوں کی کیاریاں تھیں، تو اس نے دیکھا کہ درجنوں ہی باغبان، چمن کی آرائش میں مصروف ہیں۔
لیکن ہوورڈ کو اس وقت باغ کی نفاست اور دیدہ زیبی میں کوئی کشش محسوس نہ ہوئی۔ دراصل وہ اوبری این سے ملنا چاہتا تھا، اور اسے محسوس ہو رہا تھا کہ یہ ملاقات خلاف مصلحت ہے گو اسے شک تھا کہ اوبری این کی دولت کسی جائز طریقہ سے حاصل نہیں کی گئی ہوگی پھر بھی وہ ہمیشہ انتہائی محتاط رہا تاکہ اوبری این کو یہ علم نہ ہو سکے کہ وہ اس کی طرف سے مشکوک ہے اس سے

قبل جب کبھی ہوورڈ ادبری ین سے ملا اس نے پارٹی کے کسی نہ کسی ممبر کو اسکے پاس ضرور پایا۔ لیکن آج وہ اس سے تنہائی میں ملنا چاہتا تھا، کیونکہ ایسی اہم باتیں جو وہ اس سے کرنے جا رہا تھا فون پر نہ کی جا سکتی تھیں۔

ہوورڈ نے موٹر سے اتر کر برساتی میں لگی ہوئی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ جس کو سنکر ادبری ین کے خاص ملازم، سلیون نے جو کہ سابق نشانہ باز معلوم ہوتا تھا دروازہ کھولا۔ وہ سفید کوٹ اور بڑھیا استری شدہ پینٹ میں ملبوس تھا۔ سلیون ہوورڈ کو دیکھ کر متعجب ہوا۔

"کیا مسٹر ادبری ین اندر موجود ہیں؟" ہوورڈ نے پوچھا۔

"جی ہاں" سلیون نے ایک طرف ہٹتے ہوئے جواب دیا۔ "لیکن وہ اس وقت بہت مصروف ہیں"

جب ہوورڈ داخل ہوا تو اس نے بنگلہ میں کسی عورت کے گانے کی آواز سنی پہلے تو خیال ہوا کہ شاید ادبری ین نے ریڈیو بجانا شروع کیا ہے وہ نسوانی آواز نہایت بلند، روشن اور سریلی تھی۔ حالانکہ ہوورڈ موسیقی کا دلدادہ نہ تھا پھر بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

"ان کو اطلاع کر دو کہ ایک نہایت ضروری کام ہے" ہوورڈ نے کہا۔

"جناب، آپ خود جا کر اطلاع کیجئے" سلیون نے کہا "کیونکہ اس کوئل کے گانے میں مخل ہونا میرے بس کی بات نہیں ہے" بڑے ہال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا "اسی راہ سے جا کر آپ خود اپنا پیغام پہنچا دیجئے"

ہوورڈ جلدی سے گذر کر، ہال کے کھلے ہوئے دروازہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے دیکھا کہ اوبری ین ایک آرام کرسی پر آنکھیں بند کئے اپنے ہاتھوں کو سینے پر رکھے ہوئے بیٹھا ہے اور کھلی ہوئی کھڑکی کے پاس ایک بڑے پیانو کو ایک دوشیزہ بجا رہی ہے۔ جو انتہا سے زیادہ حسین و دلکش ہے۔ اس کے مناسب و موزوں چہرے پر زمردیں آنکھیں، نہایت بھلی معلوم ہو رہی تھیں۔ اس کے لبوں کی جنبش ایک ایسی داستان عشق بیان کر رہی تھی کہ اوبری ین کے ساتھ ہی ہوورڈ بھی ساکت کھڑا رہ گیا۔ نیلی و سفید چیک فراک پر سفید کشمیرے کا سوئٹر پہنے ہوئے دوشیزۂ مذکور کوئی کلاسکل گیت گا رہی تھی جو ہوورڈ کو بے حد پسند آیا۔ اس کی آواز نہایت سریلی اور شیریں تھی۔

دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس کو خاموش کھڑا ہوا دیکھا کیا۔ اب تک اس کا خیال تھا کہ اس شہر میں گلوریا سب سے حسین لڑکی ہے لیکن اس وقت اسکو تسلیم کرنا پڑا کہ یہ دوشیزہ اس پر بھی فوقیت لے گئی ہے۔ اس کے جسم اور حرکات دونوں میں دلکش مقناطیسی کشش تھی۔ اوبری ین کے اس دوشیزہ کو حاصل کرنے پر حسد کئے بغیر نہ رہ سکا۔

لڑکی نے ہوورڈ کو دروازہ میں کھڑا ہوا اس وقت دیکھا جبکہ دو سرول کو بلند کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی وہ چونکہ اسکی آواز میں ارتعاش پیدا ہو گیا اور انگلیاں پیانو کے کی بورڈ سے ہٹ گئیں۔

اوبری ین نے بڑبڑاتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔

رک کیوں گئیں؟ کیا بات ہے؟ اس نے دوشیزہ کی طرف دیکھتے ہوئے

پوچھا۔ اور پھر جس سمت لڑکی کی نگاہیں تھیں، ادھر دیکھتے ہوئے اوبری ین کی نظریں ہوورڈ پر جم گئیں۔

"اس مداخلت بیجا پر مجھ کو افسوس ہے" ہوورڈ نے ہال میں داخل ہوتے ہوئے کہا "لیکن مجھ کو آپ سے کچھ نہایت ضروری باتیں کرنا ہیں
اوبری ین کھڑا ہو گیا۔ اور کسی طرح کی فکر و تشویش اس نے نہیں ظاہر کی حالانکہ ہوورڈ کا خیال تھا کہ اسکی اس بے موقع اور بے جا مداخلت پر اسے حیرت ضرور ہوگی۔

"آپ کو گانے کے ختم ہونے تک انتظار کرنا چاہئے تھا" اوبری ین نے بڑھ کر ہوورڈ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "خیر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ نغمہ و موسیقی آپ کے لئے کبھی باعث کشش نہیں ہوا آئیے کمشنر صاحب میں آپ کا اپنی ہونے والی رفیقہ حیات مس ڈورین سے تعارف کرانا چاہتا ہوں"

لڑکی اس گفتگو کو سن کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے بھنچے ہوئے ہونٹوں پر مسکراہٹ لیکن آنکھوں میں قدرے وحشت تھی۔ چنانچہ ہوورڈ کو خیال ہوا کہ شائد وہ اسکے پولیس کمشنر ہونے پر وحشت زدہ ہے۔

"مجھ کو نہیں معلوم تھا کہ آپ کی ہونے والی بیوی یہی ہیں" ہوورڈ نے متعجب ہو کر کہا "تب تو میری دلی مبارکباد قبول کیجئے"۔ اور اسکے بعد اس لڑکی کے سرد نازک ہاتھوں سے ہاتھ ملاتے ہوئے اوبری ین کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے ہوورڈ نے کہا "شاباش آپ نے شادی کا ارادہ کر کے

خوب نیک کام کیا۔ کیونکہ مجھ کو خیال ہونے لگا تھا کہ کہیں آپ تمام عمر بن بیاہے نہ رہ جائیں۔"

"مجھ کو نکاح کرنے کی جلدی نہیں تھی۔" اوبری ین نے دوشیزہ کی کمر میں ہاتھ حمائل کرتے ہوئے جواب دیا۔ "کیا میری محبوبہ قابل انتظار نہیں ہے؟ گلڈا۔ آپ پولیس کمشنر مسٹر ہوورڈ ہیں۔ موصوف اس شہر میں بہت اہم شخص ہیں چنانچہ میری خواہش ہے کہ تم دونوں اب ایک دوسرے کو دوست تصور کرو۔"

گلڈا نے کہا "سین (اوبری ین کا نام) تم کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ اب تمہارے سب دوست واحباب میرے بھی دوست ہیں۔"

اوبری ین مسکرا دیا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے لیکن مجھ کو امید ہے کہ تم مجھ کو بنا نہیں رہی ہو کیونکہ میں نے محسوس کیا ہے کہ تم میرے بعض احباب سے کچھ اکھڑی اکھڑی سی تھیں۔ بہرحال موصوف سے بلا تکلف ملنا اور دوستی قائم رکھنا۔ کیونکہ مجھ کو مسٹر ہوورڈ بہت عزیز ہیں۔" بعد ازاں ہوورڈ کی طرف دیکھ کر اس نے پوچھا "کیوں کمشنر صاحب کچھ پیجئے گا۔"

"جناب" ہوورڈ نے پہلے گلڈا پھر اوبری ین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے پینے سے پہلے کچھ نہایت ضروری گفتگو آپ سے کرنا ہے۔"

"پھر تو گلڈا آپ سے یقیناً مانوس ہو جاویں گی" اوبری ین نے کندھوں کو سکیڑتے ہوئے کہا "سنا پیاری۔ کچھ گفتگو کرنا ہے ..... "

"مجھ کو صرف کمرے سے ہٹا دینا مقصود تھا" اپنی کمر کو اوبری ین کی گرفت

سے چھڑاتے ہوئے دوشیزہ نے کہا۔ "یس زیادہ دیر مت لگانا۔"
وہ ایک تجسس آمیز نظر ہوورڈ پر ڈال کر مسکرائی اور کمرے سے چلی گئی۔
ہوورڈ کی نگاہیں اس جاتی ہوئی دوشیزہ پر لگی ہوئی تھیں۔ کیونکہ اس کا غیر معمولی حسن اور دلکش لباس دیکھ کر اس وقت تک اس کے دل کی حالت کچھ عجیب سی ہو رہی تھی۔
"کیسا معشوق ہے" اوبری ین نے اس کی طبیعت کا اندازہ رکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ ہوورڈ کی اس کمزوری سے واقف تھا جو کہ حسین عورتوں کے لئے اس کے دل میں پیدا ہوا کرتی تھی۔ "اور اس تابناک حسن کے علاوہ سنا نہیں تم نے آواز کیسی پاٹ دار اور سریلی ہے۔" پھر اوبری ین نے شراب کی الماری کے پاس جا کر دو گلاس تیار کئے اور ہوورڈ کو پیش کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "تم کو یقین نہیں آئیگا اور یقین آنے کے قابل بات بھی نہیں ہے لیکن اصلیت یہی ہے کہ میری اس سے ایک نائٹ کلب میں ملاقات ہوئی جہاں یہ پیشہ ور مغنیہ تھی۔ اس کی دلکش اداؤں اور ملکوتی حسن سے مسحور ہو کر، میں نے اس کو اس پیشہ سے باز رہنے اور مقابل زندگی گذارنے کی ترغیب دی۔ اب بھی وہ منارٹ اسپرا ہاؤس میں آتی جاتی ہے۔ فرانسیلی نے بھی اس کا گانا سنا ہے اور وہ تو اس پر لٹو ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ ایک سال میں یہ حضرت درمتنر کے شہرۂ آفاق تھیٹر میں داخل ہو جائے گی۔ مگر میں نے اس کو اپنے دام میں پھانس لیا ہے اور وہ مجھ سے شادی کرنے پر راضی ہو گئی ہے۔"
اوبری ین کے ہاتھ سے شراب کا گلاس لے کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے

ہوورڈ نے سوچا کہ لڑکی واقعی حسین و دلربا ہے۔ لیکن یہ خود چالیس سال کا انسان ہے اور اس کے طرز رہائش سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دس بارہ کروڑ ڈالر کا اسامی ہے کیونکہ اس کے طور طریقہ بالکل شاہانہ تھے۔

"اچھا فرمائیے کیسے زحمت کی کمشنر صاحب؟" اوبری ین نے ایک آرام کرسی کے ہتھے پر بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

"کیا آپ ۵ ہوئینگٹن اوے نیو کے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟" ہوورڈ نے پوچھا۔

اوبری ین کی تیوریاں چڑھ گئیں۔

"کیوں۔ کیا بات ہے؟"

"مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ عمارت ہذا آپ ہی کی ملک ہے۔"

"تو پھر کیا ہوا؟"

"کل شب ایک طوائف کا وہاں قتل ہو گیا یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس عمارت کے چار دیگر حصوں میں بھی طوائفیں رہتی ہیں۔"

اوبری ین نے شراب جلدی سے پی کر سگریٹ جلائی۔ اس کا چہرہ بالکل بے حس و حرکت تھا کسی طرح کی تشویش و تردد نہیں ظاہر ہو رہا تھا۔ لیکن ہوورڈ نے پھر بھی تاڑ لیا کہ ان کا تمام ظاہرداریوں کے اور ظاہری سکون کے باوجود اوبری ین کا دماغ اپنا کام کر رہا ہے۔

"آپ اس سلسلہ میں کچھ فکر نہ کریں" اوبری ین نے بالآخر کہا "میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔ آخر یہ تو بتائیے کہ وہ کون عورت ہے۔"

"اس کا نام نے کارسن ہے"

اوبری ین چپ ہو گیا اور کچھ دیر تک اس کی آنکھیں سکڑی رہیں جس سے ہوورڈ نے معلوم کیا کہ اس خبر سے اس کو قدرے تشویش ضرور ہوئی۔

"کیا اخبار والوں کو خبر ہو گئی؟" اوبری ین نے پوچھا۔

ہوورڈ نے سر ہلا کر کہا۔ "نہیں"

"گھنٹہ آدھ گھنٹہ میں اخباروں کو اطلاع دینا ضروری ہو گا اسی لئے میں نے سوچا کہ پہلے آپ سے مل لوں اور بعد کو اخبار والوں کو مطلع کر دوں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ معاملہ نازک صورت اختیار کرے"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ عمارت میری ہے؟"

"موٹلے نے مجھ سے کہا تھا"

"وہ بہت باتونی ہو گیا ہے" اوبری ین نے جواب دیا۔ اور اپنے دانتوں کو بھینچتے ہوئے فرش پر بچھی ہوئی دری کو دیکھنے لگا۔

"کیا عمارت ہذا کی ملکیت کو آپ سے منسوب کیا جا سکتا ہے؟" ہوورڈ نے آہستہ سے پوچھا۔

ہو سکتا ہے کہ میری ہو۔ کیونکہ میرے وکیل نے میرے لئے خریدا تھا اور اگر کوئی بہت چھان بین کرے تو اس کی ملکیت مجھ سے منسوب ہو سکتی ہے۔ خیر مجھ کو ذرا سوچنے دیا د کرنے دیجئے"

ہوورڈ نے اپنے گلاس سے ایک بڑا گھونٹ پیا۔ حالانکہ اس وقت نہ اسکو کوئی پریشانی و تشویش تھی اور نہ کسی تحرک و جوش پیدا کرنے والی چیز کے پینے

کی حاجت ۔ اسکو بخوبی علم ہوگیا تھا کہ اوبرئین کو تشویش ضرور ہے۔ کسی کو اسکے
بارے میں کچھ علم نہیں ہے لیکن پھر بھی وہ کروڑوں کا مالک ہے۔ اور اسوقت
اس نے اس چکلہ خانہ کا مالک ہونا بھی تسلیم کرلیا ہے۔

"کیا آپ کو ان عورتوں کے چال چلن اور پیشہ کا علم تھا" ہوورڈ نے
سوال کیا۔

"ہاں مجھ کو علم تھا۔ یہ عورتیں کہیں نہ کہیں رہتیں ضرور کیونکہ وہ کافی کرایہ
دیتی ہیں اس لیئے رکھ لی گئیں" اس کے بعد اس نے اُٹھ کر ٹیلیفون کے
پاس جاکر نمبر ملایا۔ اور ذرا انتظار کے بعد کہنا شروع کیا "ٹیکس تمہارے ذمہ ایک کام سپرد کیا جاتا ہے
اس کو جلد اور حسب دلخواہ کرو ۔۔۔۔۔ فوراً ۲۵ لے سنگٹن اوے نیو جاکر سب طوائفوں کو
نکال باہر کرو۔ واضح ہو کہ وہ جارہی ہیں۔ جب وہ روانہ ہو جائیں تو چار شریف
آدمیوں کو ان کی جگہ کرایہ پر دیدو۔ مجھ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ لوگ
کون ہیں۔ صرف یہی بات پیش نظر رہے کہ وہ شریف گھرانوں سے بھی ہوں۔ واضح
رہے کہ یہ کام صرف دو گھنٹے میں ختم ہوجانا چاہیئے" رسیور کو رکھ کر اوبرئین
کرسی پر آکر بیٹھ گیا اور ہوورڈ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "دیکھیئے یہ کام تو ہوگیا
اب جب اخبار والے وہاں جائیں گے تو ساری عمارت میں شریف ہی آدمیوں
کو آباد دیکھیں گے۔

ہوورڈ بہت بےچینی سے ان سب باتوں کو دیکھتا رہا۔ کیونکہ اوبرئین نے
سب کام بہت جلد اور خلاف توقع انجام دے لیا تھا۔

"اس طرف سے مجھ کو سکون تو ہوگیا لیکن میرا وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ یہ

یہ اس طور سے کیا جا دیگا" ہوورڈ نے آہستہ سے کہا۔

اوبرائن نے اپنے کندھوں کو سکیڑ کر کہا "میرا خیال ہے کہ آپ ان باتوں کا کوئی خیال نہ کریں گے اور صرف اپنی تحقیقات سے سروکار رکھیں گے کیونکہ میں اپنے کو ان لغویات سے بالکل الگ رکھنا چاہتا ہوں" اسکے بعد اسنے ایک سگار ہوورڈ کو پیش کیا اور ایک خود لے کر جلاتے ہوئے کہنے لگا "اب مجھ کو اس لڑکی کے بارے میں بتائیے کہ کس نے اس کو قتل کیا ہے۔

"ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا کہ کس نے اسکو ہلاک کیا ہے۔ کیونکہ قاتل نے کسی طرح کا کوئی نشان نہیں چھوڑا۔ لیکن یقینی امر ہے کہ مقتولہ اس کو جانتی تھی۔ سامنے سے اُنیس بیک سے اس پر وار کیا گیا ہے سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ کسی نے اس کو چلاتے ہوئے بھی نہیں سُنا"

"کیا کل رات ہی کا واقعہ ہے یہ۔ کل رات تو شدت سے طوفان باد باراں کا زور تھا۔ ایسی مہیب گرج و چمک میں کوئی اس کی آہ و بکا کیسے سن پاتا"

ہوورڈ نے کہا "ہو سکتا ہے کہ یہی سبب ہو۔

"کون تحقیقات کر رہا ہے؟" اوبرائن نے دریافت کیا۔

"ڈونوان تحقیقات کر رہا ہے۔ لیکن میں نے اپنی طرف سے ایڈیس کو علیحدہ تحقیقات کرنے کو کہا ہے۔ ڈونوان نے ایک آدمی کا حلیہ بتایا ہے جو ممکن ہے اس واردات کا مرتکب ہوا ہو"

اوبرائن شراب کی الماری کے پاس جاکر دو گلاس شراب کے تیار کرنے لگا مگر ہوورڈ نے اس کا غیر معمولی سنجیدہ ہونا محسوس کر لیا چنانچہ کہنے لگا "اسکا مفصل حلیہ بیان کیجیے"

"کچھ خاص بات تو معلوم نہیں۔ صرف اتنا ہی معلوم ہوا ہے کہ وہ تیس بتیس سالہ، دراز قد شکیل نوجوان ہے جو ہلکا ملٹی سوٹ اور ویسی ہی گرے رنگ کی ٹوپی میں ملبوس تھا۔

"صرف اتنی معلومات تو کچھ زیادہ مفید نہ ہوں گی" اوبری ین نے شراب کے گلاس میز پر رکھتے ہوئے رائے زنی کی۔

"اس میں شک نہیں کہ یہ معلومات تو کچھ بھی نہیں" ہوورڈ نے شراب کا گلاس میز سے اٹھاتے ہوئے کہا "کیونکہ قتل کی واردات اور وہ بھی ایک خانگی کا قتل، کوئی معمولی تفتیش نہیں ہے۔ ایسی واردات کا حل تلاش کرنا کوئی ہنسی ٹھٹھا نہیں ہے جبکہ کوئی سراغ موجود ہو اور نہ مدعائے قتل معلوم ہو تو ان چند معلومات سے کوئی مفید مطلب نہیں برآمد کیا جا سکتا۔"

"ہڑٹ کو پریشان کرنے کا خوب بہانہ مل سکتا ہے کیا آپ نے فےبی ین سے اس واردات کا ذکر کیا؟" اوبری ین نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی تک میں نے کسی سے کوئی ذکر نہیں کیا۔ وہ بھی کوئی مفید اطلاع نہیں بہم پہنچا سکتا۔ اگر قاتل جلد گرفتار ہو جائے تو سب کچھ ٹھیک ہو جائیگا سب سے زیادہ مجھ کو پریشانی اسی بات کی تھی کہ وہ عمارت طوائفوں کا اڈہ تھی۔"

اوبری ین مسکرایا۔

"اب میں نے آپ کی خاطر اس کا تو انتظام کر دیا اس لئے آپ اس طرف

سے بے فکر رہیں"

"ہاں اس طرف سے تو اطمینان ہو گیا" ہو ورڈ نے بے چین ہو کر کہا لیکن کیا شہر میں آپ کے کچھ اور چکلے خانہ بھی ہیں؟"

"ممکن ہے ہوں" اوبرائین نے لاپرواہی سے جواب دیا "کیونکہ شہر میں میری بہت زیادہ املاک ہے"

"میرا خیال ہے برٹ کو آپ کے بارے میں پورا علم ہے اور یہ بات میرے اور آپ کے لئے اور بھی مضر ہو گی اگر اسکو معلوم ہو گئی کہ یہ اڈے آپ کی ملکیت ہیں"

"میں آپ کے ان انتباہی کلمات دشورات کا مشکور ہوں" اوبرائین نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے کھڑے ہو کر گفتگو ختم کرتے ہوئے کہنے لگا "بہر حال کمشنر صاحب! میں یہ تو نہیں چاہتا کہ آپ رخصت ہو جائیں لیکن یہ ضرور عرض کرتا ہوں کہ آج مجھ کو بہت کام ہیں۔ اسلئے اب زیادہ وقت دینے سے معذور ہوں۔ البتہ اگر آپ مجھ سے وقتاً فوقتاً اس قتل کے سلسلہ میں تحریری رپورٹیں پیش کرتے رہیں یا کسی سے ٹائپ کرا کے روانہ فرما دیا کریں تو بہتر ہو گا۔

ہو ورڈ شش و پنج میں پڑ گیا اور پھر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ تفتیش کی رپورٹوں کو ہیڈ کوارٹر سے باہر نہ جانا چاہئے کیونکہ یہ کارروائی خلاف قانون ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ میں زبانی آپ سے آکر سب باتوں کو بتا جایا کروں گی؟"

"اوبرائین کی آنکھوں میں سختی پیدا ہو گئی تھی پھر بھی وہ مسکراتا رہا۔

"کمشنر صاحب مجھ کو رپورٹس کی ہی ضرورت ہے" اوبرائین نے آہستہ سے کہا

ہوورڈ نے اپنی آنکھوں کو خفیف سی حرکت دے کر کہا۔
"بہتر ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کو مل جائیں۔"
"شکریہ۔ بہتر ہے کہ آپ مسٹر بی ین سے مل کر متنبہ کر دیں کہ ٹرسٹ یقیناً کوئی نہ کوئی آفت لانے والا ہے۔ آپ اس سے زوردار الفاظ میں فہمائش کیجئے گا کہ قاتل کو اگر گرفتار کر لیا گیا تو خیر ورنہ مصیبت و بدنامی کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا۔ ان سب باتوں کے علاوہ اخبار والوں کو آپ صرف یہی بتا دیں کہ مقتولہ ایک نائٹ کلب کی پیشہ ور مغنیہ تھی۔"
"ہاں ایسا ہی ہوگا" کہہ کر ہوورڈ رخصت ہو گیا۔
اوبری ین اس کے ساتھ دروازہ تک گیا اور دروازہ کھولتے ہوئے اس نے پوچھا "کیا ڈونوان اس تحقیقات کو مکمل کرنے کے قابل ہے اور کیا وہ تفتیش کرنے میں اتنا تجربہ کار ہو گیا ہے کہ ایسی پیچیدہ واردات قتل میں تحقیقات کنندہ مقرر کیا جاوے۔"
"ایڈمس بھی تحقیقات کر رہا ہے" ہوورڈ نے جواب دیا۔
"تب تو بہت اچھا ہے۔ کیونکہ ایڈمس بڑی سوجھ بوجھ کا آدمی ہے بہرحال میں آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن دیکھئے رپورٹ کو نہ بھولئے گا۔
اوبری ین دروازہ میں ہوورڈ کو موٹر میں سوار ہو کر جاتے دیکھا کیا۔ اور پھر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اس وقت وہ بالکل خاموش تھا اور اس کے چہرے سے فکر و تشویش عیاں ہو رہی تھی۔
گلاڈیا اوبری ین کے کتب خانہ کے نیم وا دروازہ کے پیچھے چھپی کھڑی اوبری ین

کو دیکھ رہی تھی جسکے مکروہ اور بد نما چہرے پر تردد کے آثار نمایاں تھے۔ انہیں دیکھکر خود گلڈا کے جسم میں بھی ڈر کے مارے سردی کی ایک تیز لہر تیر کی طرح گذر گئی۔

(۲)

ڈیو ڈنکن، اہلکار خفیہ پولیس نے ہونٹوں میں سگریٹ دبا کر، دیاسلائی سے سلگائی اور پھر سگریٹ کو اپنے بھرے ہوئے گول ہاتھوں میں لے لیا۔

اس نے سارجنٹ ڈوڈوان کی میز کی طرف دیکھا جو سینڈوچ کھا رہا تھا۔ اس کے بھاری جبڑے آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ لیکن اس کا گہرا سرخ چہرہ متفکر نظر آرہا تھا ڈنکن عرصہ سے تیسرے نمبر پر اہلکار خفیہ پولیس تھا اور اب ترقی کرنے کی تمام امیدوں سے ناامید ہو چکا تھا۔ لیکن اب اس کو ڈوڈواں کے ساتھ کام کرنے کا حکم ملا تھا جس سے اس کو پھر ترقی کرنے کی امید ہو گئی تھی اس لئے کہ ڈوڈوان اسکی قدر کرتا تھا

"بڈھا محافظ قسم کھاتا ہے کہ اس کے پاس موٹروں کے اندراج کا رجسٹر تھا۔" ڈنکن نے کہا "اور یہ بھی کہتا ہے کہ جتنے بھی موٹر کل شب پارکنگ اسٹینڈ پر رکھے گئے تھے سب کا اندراج کیا گیا تھا لیکن رجسٹر لاپتہ ہو گیا ہے۔"

ڈوڈوان نے آہستہ سے ڈکار لی اور کافی کا پیالہ اپنی طرف کھینچ کر، سگریٹ کو ٹٹولنے لگا۔

"رجسٹر کے پیر تو نہ تھے کہ گم ہو جاتا۔ وہیں کہیں نہ کہیں ہوگا۔" اس نے کہا۔

"وہی گرے سوٹ میں ملبوس شخص لے جا سکتا تھا" ڈنکن نے کہا "کیونکہ وہ محافظ کی کوٹھڑی میں جا کر اس سے باتیں کرنے لگا تھا۔ یقیناً اسے علم ہوگا کہ اس کے موٹر کا نمبر بھی رجسٹر میں درج ہوگا اس لئے اسے غائب کر دینے کی حرکت اسی کی ہو سکتی ہے۔

"یہ ٹھیک ہے۔ لیکن اگر وہی شخص رجسٹر لے گیا ہے تو یقیناً وہ اب تک اس کو تلف کر چکا ہوگا" پھر اپنی ہپ پاکٹ سے ایک نوٹ بک نکال کر ورقوں کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ "دیکھئے یہ کارروائی ہوئی۔ کل شب نو اور دس کے درمیان شخص مذکور ایک سبز لنکن موٹر پارکنگ اسٹینڈ پر کھڑی کرتا ہے جس کے نمبر نامعلوم ہیں۔ اور محافظ اسٹینڈ سے کہتا ہے کہ اس کے واپس آنے تک اگر موجود ہوئے تو وہ تمام شب قیام کریگا۔ ساڑھے دس بجے مقتولہ اور وہ دونوں ایک ٹیکسی کو روک کر بلیو روز کلب کو جاتے ہیں ٹیکسی ڈرائیور ہمارے بتائے ہوئے حلیہ پر نے کارسن اور اسکی شناخت کرتا ہے۔ مگر ڈارسی یہ ضرور بتاتا ہے کہ کل شب کے علاوہ اس نے اس شخص کو اور کبھی نہیں دیکھا۔ اس کا خیال ہے کہ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ ورنہ نے اس کو کبھی کلب نہ لے جاتی۔ اس کے علاوہ وہ اپنے اسامیوں کو کبھی کلب نہیں لاتی تھی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ یہ کوئی خاص آدمی ہے ساڑھے بارہ بجے وہ اور نے کارسن دونوں ٹیکسی پر لڑکی کی جائے رہائش گئے۔ ڈرائیور کہتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے۔ ڈاکٹر کے کہنے کے بموجب لڑکی کا دم قریب ڈیڑھ بجے نکلا۔ ہمارے اسی معلوبہ شخص کو، دوسری طوائف کرائسی نے، مکان سے نکلتے دیکھا۔ وہ بہت جلدی میں معلوم ہوتا تھا اور پھر وہ پارکنگ اسٹینڈ جاتا ہے۔ محافظ بارش سے بچنے کے لئے اپنی کوٹھری میں پناہ لیتا ہے۔ جہاں یہی شخص اس سے مل کر گفتگو میں لگا لیتا ہے اور بات بارش وغیرہ پر شروع ہو جاتی ہے۔ ذرا دیر بعد وہ جانے پر آمادہ ہوتا ہے، تو محافظ اس کے موٹر کا نمبر اپنے رجسٹر سے ملانا چاہتا ہے لیکن اس کو رجسٹر نہیں ملتا۔ محافظ اس سے نمبر پوچھتا ہے اور وہ کئی دن سے کھڑے ہوئے ایک پیکرڈ موٹر کا نمبر بتا دیتا ہے جو کہ

اب بھی وہاں موجود ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس نے دوسرے موٹر کا نمبر بتایا اسی لئے تاکہ وہ خود کسی مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہو۔ ڈونوان نے اپنی نوٹ بک بند کی اور مونچھیں مروڑنے لگا۔ ڈنکن آج جتنا کام ہوا وہ سب قابل اطمینان رہا۔ اگر ہم کسی طرح اس شخص سے مل لئے تو ہمارے پاس اس کے خلاف کافی مواد مہیا ہے اور اسکو اپنی صفائی میں بڑی الجھنوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

"ہم کو سب سے پہلے اس کو تلاش کرنا چاہئے" ڈنکن نے اپنی کافی ختم کر کے کھڑے ہوتے ہوئے کہا "سارجنٹ! میرا خیال ہے کہ ڈاری کچھ نہ کچھ اس شخص کے بارے میں جانتا ہے۔ مگر وہ ہم لوگوں سے چھپا رہا ہے۔"

ڈونوان نے اپنے کندھوں کو سکیڑ لیا۔

"مجھ کو علم نہیں لیکن وہ کچھ حیلہ سازی کرتا نظر ضرور آتا تھا اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ اس میں اس کی کوئی نجی مصلحت ہو۔" ڈونوان نے اسٹول سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تم ڈاری ایسے شخص سے کوئی بات اس وقت تک اگلوا نہیں سکتے جب تک کہ وہ خود نہ چاہے۔ میں جو کچھ سردست معلوم کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ آیا یہ شخص نے کا مستقل اسامی تھا یا کوئی اتفاقی یا عارضی ملاقاتی و آشنا تھا۔ نے کا رسن کا اس شخص کو بلیو روز کلب لے جانا ثابت کرتا ہے کہ وہ اس کا مستقل و باقاعدہ گاہک تھا۔ ہمارے لئے فی الحال یہی صورت ہے کہ یہ معلوم کریں کہ مقتولہ کے کون کون دوست و آشنا ہیں۔ ایسی عورتوں کے ملاقاتی تو ہزاروں ہوتے ہیں لیکن یہ یقینی امر ہے کہ وہ ان سب ملاقاتیوں و شناساؤں میں سے کچھ کو ترجیح ضرور دیتی ہوگی۔"

ڈنکن نے اپنی پی ہوئی سگریٹ کو فرش پر پھینک کر جوتے سے رگڑ دیا۔

"مقتولہ کے ملاقاتیوں کو ہم کیسے معلوم کر سکتے ہیں؟ جبکہ ڈاربی کہتا ہے کہ اس کو مفے کے شناساؤں و دوستوں کے بارے میں کوئی علم نہیں ایسی حالت میں پھر ہم کس سے جاکر پوچھیں؟"

"میں بینک کے اس موٹے تندیل کے پاس جاتا ہوں جس نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا کہ اس نے فون پر ای بی بی کو بلایا تھا۔ بینک کے پے بوتھ سے، دس بجے کے لگ بھگ صرف ایک ہی جگہ فون کیا گیا تھا اور وہ مفے کارسن کی جائے رہائش ہی پر کیا گیا تھا اسی موٹے آدمی نے بتایا تھا کہ ایک مسن شخص اور ایک لڑکی نے ٹیلیفون استعمال کیا تھا لیکن وہ سراسر جھوٹ بک رہا ہے اس لئے ہم اس کے پاس جاکر اس سلسلہ میں مزید گفتگو کریں گے۔"

"بینک اب بند ہو چکا ہوگا۔" ڈنکن نے کہا۔

"ممکن ہے چوکیدار اس کا پتہ جانتا ہو۔" ڈونوان نے کہا "آؤ ادھر ہی چلیں۔"

لیکن چوکیدار نہ تو یار کر کر جانتا تھا اور نہ ہی اس کا پتہ اس کو معلوم تھا۔ اس نے کہا سارجنٹ صاحب مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔

"مجھ کو منیجر کا پتہ بتاؤ" ڈونوان نے آہستہ سے کہا "اس لئے کہ مجھ کو اشد ضروری کام ہے۔"

"مجھ کو منیجر صاحب کا پتہ بھی نہیں معلوم۔ البتہ میں مسٹر ہالینڈ کا پتہ جانتا ہوں" ڈونوان نے کہا بہتر ہے مجھے ان ہی کا پتہ بتا دو۔ اس لئے کہ مجھے ایک اشد ضروری کام ہے۔

چوکیدار نے کاغذ کے پرزہ پر پتہ لکھ دیا اور دونوں خفیہ پولیس کے جاسوس

اپنی موٹر کی طرف لوٹ پڑے۔

ڈونوان نے کہا "ذرا ٹھہر جاؤ میں اخبار لے لوں۔"

اس نے دو اخبار نکڑ پر کھڑے ہوئے اخبار فروش لڑکے سے خریدے اور واپس

آگیا۔

"اس واقعہ کی خبر اسٹاپ پریس کے کالم میں نکلی ہے" ڈونوان نے کہا اور پوری

تفصیل پڑھنے کے بعد، اپنے نام کو دیکھ کر اسے کوئی مسرت نہیں ہوئی کیونکہ اسکو

علم تھا کہ اگر اس نے کامیابی کے ساتھ تفتیش مکمل نہ کی تو اخباری دنیا میں اسکی نالائقی

کا شور مچ جائے گا۔

ڈونوان دوپہر کو نیسے کارسن کی رہائش گاہ پر اخباری نمائندوں سے ملاقات

کرنے کی غرض سے آیا۔ وہ ان کے سوالات سے بہت گھبراتا تھا لیکن خیریت ہوئی کہ

اخباری رپورٹروں کے ساتھ ہمارے مٹلے بھی وہاں موجود تھا۔

ڈونوان کو یہ دیکھکر انتہائی حیرت ہوئی کہ اس عمارت میں اس وقت کسی بھی

طوائف کا نام ونشان نہ تھا ان مکانات میں سب شریف لوگ آباد تھے اخباری

نمائندوں کو شکایت تھی کہ انھیں کافی تاخیر سے اس واقعہ کی اطلاع دی گئی، لیکن

مٹلے نے انھیں اپنی چکنی چپڑی باتوں سے مطمئن کر دیا۔ اسکے بعد ڈونوان اور ڈنکن

موٹر پر روانہ ہو کر ہالینڈ کے بنگلے پر پہنچے۔

ڈونوان نے کہا "کیسے نفیس گلاب کے پھول ہیں اس کے چمن میں۔"

ڈنکن نے کہا۔ ہاں مجھے بھی گلاب سے بڑی دلچسپی ہے ___ معلوم ہوتا ہے

یہ شخص باغ کی دیکھ بھال اچھی طرح نہیں کرتا۔

ڈونوان نے کہا ہوگا، اس وقت ہمیں ان باتوں پر غور کرنے کی ضرورت نہیں،
اور اسکے بعد اس نے گھنٹی کے بٹن کو دبایا۔
کافی دیر تک خاموشی رہی اور جب وہ دوبارہ گھنٹی بجانے جارہا تھا تو سامنے
کا دروازہ کھلا۔
اس نے دراز قد شکیل نوجوان کو جس نے دروازہ کھولا تھا پہچان لیا" یہی شخص
پارکر کے برابر بینک میں کھڑا ہوا تھا"
ہالینڈ کے چہرے پر حیرانی کے آثار دیکھکر ڈونوان کے بدطینت دل میں خیال
پیدا ہوا کہ اس کے گھنٹی بجاتے ہی اس گھر کا ہر فرد خوفزدہ ہوگیا اور اس نے چہرے
پر خشونت پیدا کرتے ہوئے پوچھا" کیا آپ ہی مسٹر ہالینڈ ہیں "
کن ہالینڈ نے جبراً وقہراً سر ہلا کر اقرار کیا۔
ڈنگن متحیر سب باتیں دیکھ رہا تھا۔
ہالینڈ کی حالت اس وقت ایسی نظر آرہی تھی گویا اس نے بینک سے کچھ غبن
کیا ہے اور مال مسروقہ مکان میں موجود ہے۔ چنانچہ ڈونوان نے اس کی اس خاموشی
کو معنی خیز نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔
"میں پارکر سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ کہاں رہتا ہے؟"
ہالینڈ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور حیرت سے ڈونوان کو دیکھنے لگا"
" وہ کہاں رہتا ہے" ڈونوان نے آواز کو تیز کرتے ہوئے دوبارہ پوچھا
ہالینڈ نے بڑی جدوجہد کرکے گویا آواز نکل ہی نہیں پاتی تھی کہا" کیوں کیا
کام ہے آپ کو ــــــ وہ دوسری سڑک پر ۱۵م مارشل اوے نیو میں رہتا ہے۔

ڈنکن نے پتہ اپنی نوٹ بک نکال کر لکھا اور پھر پوچھا۔

"کیا اس نے آج صبح آپ سے کہا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو پے بوتھ سے ٹیلیفون کرنے جا رہا ہے؟"

"اس نے مجھ سے کچھ نہیں کہا" ہالینڈ دو ٹوک جواب دیا۔

"لیکن کیا آپ نے اس کو پے بوتھ کی طرف جاتے دیکھا تھا؟"

"ہاں۔ دیکھا تھا"

"کیا وقت ہوگا اس وقت؟"

"مجھ کو خیال نہیں"

ڈوفران نے اس کی طرف نفرت سے گھورا اور پھر مڑ کر ڈنکن سے بولا۔

"آؤ۔ یہاں تو وقت برباد ہو رہا ہے" کہہ کر ڈوفران نے روش پر بنے ہوئے پکے راستہ سے گذر کر باغ کا پھاٹک کھولا اور موٹر میں بیٹھ گیا۔

ڈنکن اس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ پھاٹک کے پاس پہنچ کر اس نے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہالینڈ بے حس و حرکت دروازہ میں کھڑا ان کو گھور رہا ہے۔ لیکن جب اسنے دیکھا کہ ڈنکن کی نظریں بھی اسی کی طرف ہیں تو پیچھے ہٹ کر جلدی سے اس نے دروازہ بند کر دیا۔

تیسرا باب

(۱)

جب پولیس کمشنر ہورڈ کی موٹر برساتی سے نکل کر نظروں سے اوجھل ہو گئی تو سین اوبری این آہستہ سے کمرے میں داخل ہو کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر تک کمرے میں خاموشی طاری رہی اسکے بعد گلڈا کے کمرے میں داخل ہونے کی آواز محسوس ہوئی۔

گلڈا نے کہا "چلا گیا وہ"

"ہاں۔ وہ رخصت ہو گیا" اوبری این نے دوشیزہ کو کھینچ کر کرسی کے ہتھے پہ بٹھاتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنے بازو لڑکی کی کمر میں حائل کر کے اس کے کولوں کو تھپتھپانا شروع کیا۔

اس کی سبز بلی کی سی بڑی بڑی آنکھوں میں فکر و تردد سے سیاہی جھلکنے لگی تھی۔

"سین۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ وہ یہاں کس مقصد سے آیا تھا۔؟"

"وہ یہاں پہلی ہی دفعہ آیا ہے" اوبری این نے جواب دیا "وہ میرا پرانا دوست اور عجیب و غریب آدمی ہے" پھر سر کو گلڈا کے بازوؤں پر ٹیکتے ہوئے اس نے کہا "وہ کچھ بری خبر لے کر آیا تھا"

"گلڈا اس جملہ کو سن کر چوکنی سی ہو گئی۔

"کیا تم کو نے کارسن یاد ہے؟" اس نے دوشیزہ کے چہرہ پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

گلڈا کے حسین و نازک نتھنوں میں ارتعاش پیدا ہوا اور آنکھوں میں سختی نمایاں

ہو گئی۔

"ہاں میں اسکو جانتی ہوں۔ کیوں کیا بات ہے؟"

"تم نے اور تمہارے بھائی۔ دونوں میں محبت تھی۔ غالباً تمہیں اس حقیقت سے انکار نہ ہوگا۔

"ہاں مجھے یاد ہے" گلڈا نے کہا "لیکن یہ ایک قصہ پارینہ ہے"۔
اوبرائین یکایک اسکو چھوڑکر کھڑا ہو گیا۔ اس کی پشت اور چہرے پر سختی عیاں ہو گئی تھی۔

"ممکن ہے کہ یہ ایک قصۂ پارینہ ہو لیکن اتنا پرانا نہیں ہے۔ گلڈا ذرا سوچو تو۔ قبل اس کے کہ میں جانی کے بارے میں کچھ کہوں، میرا مطلب ہے کہ تم میری پوزیشن کو سمجھو مجھے کہدینے میں عار نہیں ہے کہ میں تم کو بہت پیار کرتا ہوں۔ اور ہر ممکن کام تمہاری خوشنودی کے لئے کرنے کے لئے تیار ہوں اور کرونگا۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ تم ہی صرف پہلی عورت ہو جس سے میں نے محبت کی۔ میرا سابقہ سیکڑوں حسینوں سے پڑا ہے لیکن تمہاری کچھ بات ہی اور ہے میں اپنی جان تک تم پر قربان کرنے کو تیار ہوں۔ بہت جلد ہم دونوں کی شادی بھی ہونے والی ہے۔ تم جانتی ہو کہ شہر کا انتظام میرے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ بھی اشد ضروری ہے کہ انتظام شہر میرے ہاتھ میں ہمیشہ رہے۔ پیاری ریاست بڑی خراب لت ہے۔ جس میں مخالف ہمیشہ اپنے مخالف کا گلا کاٹنے کو تیار رہتے ہیں مخالف کی سیاسی مشین کو ناکارہ بنانے کے لئے کسی نہ کسی طرح کی ہجو، بدگوئی یا ذلت، ظاہر کرنا پڑتی ہے جو کہ ایسا اہم ہو کہ اخباروں کے صفحۂ اول پر جلی حرفوں میں نظر آسکے۔ ایسی ہی باتوں کا دور رس اثر ہوتا ہے"۔

گلنڈا کرسی کے پیچھے پر بیٹھی ہوئی تھی اس کے ہاتھ زانوں کے بیچ کسے ہوئے، چہرہ ستا ہوا، سفید اور ساکت نظر آتا تھا۔ اس نے کہا۔

"ہاں میں نے سنا۔ لیکن ان سب باتوں کا جانی سے کیا تعلق؟"

اوبری ین نے گلنڈا سے نگاہیں چار کر کے کہا، دراصل ہوورڈ یہ خبر لے کر آیا تھا کہ کل رات سفے کارسن قتل کر دی گئی ہے۔

یہ سنتے ہی گلنڈا نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور بے اختیار ایک سردی کی لہر اسکے جسم میں دوڑ گئی۔

چند سکنڈ دونوں میں سے کسی نے ایک دوسرے سے کچھ نہ کہا۔ اور صرف آتشدان پر رکھی ہوئی گھڑی کی ٹک ٹک خاموشی میں گونج رہی تھی۔ بالآخر اوبری ین نے کہا "کیا تم کو معلوم ہے کہ جانی کل رات واپس آیا تھا۔ میرے آدمیوں میں سے ایک نے اسکو براڈ کلب میں دیکھا بھی تھا۔ کیا وہ تم سے ملا تھا؟"

گلنڈا نے اوبری ین کی طرف بغیر دیکھے، لیکن بعد کو کچھ پس و پیش کر کے کہا "مجھکو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ شہر میں آ گیا ہے لیکن کیا تمہارا خیال ہے کہ جانی نے اس کو قتل کیا ہو گا۔"

اوبری ین نے کہا، گلنڈا ہمیں ایک دوسرے سے صاف بیانی سے کام لینا چاہئے تم کو علم ہے کہ جانی نے گھر جانے سے پہلے کہا تھا کہ وہ اس کو قتل کر دے گا۔ پھر وہ زیادہ دیر باہر بھی نہیں رہا کہ کارسن قتل کر دی گئی ــــــ"

گلنڈا خاموش بیٹھی تھی۔ اوبری ین نے دیکھا کہ وہ اپنی طبیعت پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور اپنے بازو اس کے جسم کے چاروں

طرف حمائل کرتے ہوئے بولا۔

"پیاری گھبراؤ نہیں۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ صرف تم ہی کو نہیں مجھ کو بھی تشویش ہے تم اطمینان رکھو میں ہر طرح تمہاری مدد کرونگا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہر ممکن طریقہ سے اس معاملہ کو دبانے کی کوشش کرونگا۔"

گلڈا نے تیز لہجہ میں کہا "مگر مجھے یقین ہے کہ وہ ایسا خوفناک جرم کبھی نہیں کر سکتا۔"

لیکن جانی کے عادات واطوار کو جانتے ہوئے اوبرائن نے سوچا کہ ایسا ارتکاب اس سے سرزد ہونا بعید نہیں۔ اس لئے اس نے کہا "یہ صرف تمہارا اپنا خیال ہے" چونکہ وہ تمہارا بھائی ہے اور تم اس سے مانوس ہو لہذا ایسا خیال کرتی ہو۔ لیکن یہ بھی تو سوچو کہ دوسرے آدمیوں کا کیا خیال ہوگا۔ کیونکہ اس نے اپنی عزت وشہرت پہ بٹہ لگا لیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ لوگ اس سے خوش عقیدہ نہیں ہیں۔ ساتھ ہی عوام سے اس کا برتاؤ بھی کچھ شریفانہ نہیں ہے۔"

گلڈا نے کہا "میں تم سے کہتی ہوں کہ اس نے ایسا نہیں کیا" وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتا تم تو اس طرح کہہ رہے ہو گویا تمہارے پاس مکمل ثبوت ہیں۔ ......" پھر اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے پوچھا کیا پولیس کمشنر کا بھی خیال ہے کہ جانی ہی نے یہ قتل کیا ہے۔"

اوبرائن نے نفی میں سر ہلایا اور کہا۔

"اسکو جانی کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہے؟"

گلڈا کھڑکی کے پاس گئی۔ تو اوبرائن کی طرف پشت تھی۔ اس کے خوبصورت نازک وموزوں اعضا اور دراز قد کو دیکھکر اوبرائن ویسا ہی خوش ہوا جیسا وہ ہمیشہ

اسکو دیکھ کر محظوظ ہوا کرتا تھا۔

"پھر تم نے کیوں خیال کیا کہ جانی نے ہی ایسا اقدام کیا ہوگا؟" گلڈا نے پوچھا۔

اوبری ین نے کہا "ان فضول باتوں سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کل شب وہ شہر میں تھا جب نفے کو ہلاک کیا گیا۔ اسی سے سب کچھ نتیجہ برآمد کیا جا سکتا ہے"

اوبری ین کی طرف رخ کئے بغیر گلڈا نے جھلا کر کہا "ہرگز جانی نے یہ اقدام نہیں کیا"

"کیا تم نے جانی کو کل رات دیکھا تھا؟"

"نہیں۔ اس نے مجھ کو فون کیا تھا"

"تم نے مجھ سے کیوں نہیں ذکر کیا؟" اوبری ین نے پوچھا۔

گلڈا نے رخ بدل کر کہا۔

"مجھ کو بتانا چاہئے تھا۔ لیکن سین مجھ کو افسوس ہے کہ اس نے مجھ کو ایسا کرنے سے منع کیا تھا اس کو روپیہ کی ضرورت تھی اس نے مجھ سے کہا کہ وہ نیویارک جا رہا ہے میں کسینو جانے والی تھی جب اس نے مجھ کو فون کیا تھا۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ میں دیدونگی مگر وہ وہاں نہیں آیا ممکن ہے اس نے کسی دوسری جگہ سے روپیہ کا بندوبست کر لیا ہو"

"کیا اس نے نفے سے تو نہیں لیا؟"

"نہیں" گلڈا کی آنکھیں چمک اٹھیں "وہ تو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ نفے کہاں رہتی ہے۔ اس کے ماسوا وہ کبھی اس سے روپیہ نہ لیتا۔ وہ کل شب قطعی نفے کے یہاں نہیں گیا"

"کاش تمہارا خیال صحیح ہو" اوبرائن نے سنجیدگی سے کہا۔ اور پھر ایک لمحہ خاموش رہ کر اس نے پوچھا۔ "اسکا مطلب یہ ہے کہ تم سے اسکی ملاقات بھی نہیں ہوئی۔"

"ہاں۔ مجھ سے ملاقات نہیں ہوئی۔"

اوبرائن کوئی دودھ پیتا بچہ نہ تھا کہ وہ نہ سمجھا ہو کہ گلڈا جھوٹ بول رہی ہے۔ اس کو یقین ہو چکا تھا کہ وہ جانی سے مل چکی ہے اور یہ بھی سمجھ چکی ہے کہ جانی ہی نے فے کو قتل کیا ہے۔

یہ بہت اہم بات تھی۔ کیونکہ کسی بھی حالت میں جانی کا پولیس کی گرفت میں آنا اچھا نہ تھا۔ چنانچہ اس کو کوئی مناسب اور فوری کارروائی کرنا لازمی ہو گئی۔ مگر سب سے اہم سوال یہ تھا کہ فی الحال جانی کہاں روپوش ہے؟

"اس کا مطلب ہے کہ وہ نیویارک پہنچ گیا ہوگا؟" اس نے تجسس آمیز نظریں گلڈا کے چہرے پر جما کر پوچھا۔

"ہاں۔ مجھے کو یقین ہے کہ جلد ہی وہ مجھے کو اطلاع دے گا" گلڈا نے اوبرائن کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا۔

"اب میں سمجھا۔"

وہ اب بھی جھوٹ بول رہی تھی۔ کیونکہ فوراً اوبرائن کو خیال ہوا کہ کہیں گلڈا جانی کو چھپائے ہوئے تو نہیں۔ اگر ایسا ہوا تو وہ اسی کی جائے رہائش پر روپوش ہوگا

"چلو اچھا ہوا۔ جب تک جانی فرار رہے گا کوئی بات نہ ہو سکے گی" پھر اس نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں تو بھول ہی گیا تھا۔ خوب یاد آیا۔ تم ذرا یہیں رکو میں ایک ایسے آدمی کو بلا لوں جو اس جھنجھٹ سے نجات دلا سکے ——— گھبرانا

نہیں، میں ابھی ابھی آتا ہوں۔

اور بریٹن نے اسٹڈی روم میں جا کر اندر سے دروازہ بند کر لیا اور ٹیلیفون کا نمبر ملا کر بہت دھیمی آواز میں بولا "ٹکس کو بلاؤ"

تھوڑی دیر کے بعد ایک سخت گھسی ہوئی آواز میں جواب ملا "ہاں مالک"

"جو کام تم کو دے شکٹن اور یونیورسٹی والی عمارت کے بارے میں دیا گیا تھا اس کو تم نے خوب سرانجام دیا۔ اب تمہارے لئے ایک دوسرا کام ہے تم ۵ بلومنڈ کسن کوٹ جاؤ۔ یہاں مس ڈارتھی رہتی ہے اس کے مکان میں داخل ہو کر ہر چیز کا جائزہ لو لیکن اس کا خیال رکھنا کہ کوئی تم کو دیکھ نہ پائے میرا خیال ہے کہ جانی ڈارتھی وہاں موجود ہے۔ اگر وہ وہاں موجود ہو تو اس کو نکال کر کسی محفوظ جگہ پر چھپا دو۔ دیکھو یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس سے بہت زیادہ خطرناک کام تم سرانجام دے چکے ہو لیکن پھر بھی دانائی کو اپنے ساتھ لیتے جانا کیونکہ ممکن ہے سختی کرنے پر لڑکا چیخ پکار کرے یا شور وغل مچا دے"

"میں خیال رکھوں گا کہ وہ کوئی ہنگامہ یا شور وغل نہ کر پائے" ٹکس نے جواب دیا۔

"میں اس کو ایسی جگہ روپوش رکھنا چاہتا ہوں جہاں وہ بآسانی تکلیف سکون لے سکے لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کو دیکھ سکے یا اس سے مل سکے۔ ساتھ ہی اس کا بھی خیال رکھنا کہ اگر زد وکوب کی نوبت آجائے تو سر پر نہ مارنا کیونکہ اس کی کھوپڑی اتنی مضبوط نہیں معلوم ہوتی"

"آپ اطمینان رکھیں سب کام حسب دل خواہ ہوگا" ٹکس نے کہا "میں حضور کو

بعد میں اطلاع دوں گا۔"

اوبرین نے رسیور رکھ کر سگریٹ جلائی اور نشست کے کمرے میں لوٹ آیا گلڈا کی آنکھوں کو دیکھ کر اس کو خیال ہوا کہ وہ رو رہی تھی۔ چنانچہ وہ اس کے پاس جا کر کوچ پر بیٹھ گیا۔

"تم اس واردات سے اپنا دل نہ چھوٹا کرو" اوبرین نے نرمی سے کہا۔ "آؤ اب ہم دونوں کل واقعات کا پھر سے جائزہ لیں لیکن گلڈا ہم کو راست بازی اور صاف بیانی سے کام لینا پڑے گا۔ ورنہ یہی واردات ہم دونوں کے لئے مضر ہو سکتی ہے۔ سب سے پہلے ہم کو اپنے بچاؤ کا خیال رکھنا چاہئے۔ وہ ایک باتیں ہیں جن کو میری خواہش ہے کہ تم صاف کر دو۔ کچھ عرصہ ہوا تمہارے، جانی اور تم میں ناچاقی تھی اس وقت میں نے محسوس کیا کہ تمہارے نجی معاملات میں مجھ کو بولنے کا کوئی حق نہیں ہے لیکن اب اس ہونے والے رشتہ کے باعث مجھ کو حق حاصل ہے کہ میں تم سے اس سابقہ ناچاقی کا سبب پوچھوں۔ واضح رہے کہ میرے لاتعداد دشمن ہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم دونوں شادی کرنے والے ہیں۔ اگر ان کو جانی کی کوئی دکھتی ہوئی رگ معلوم ہو گئی تو وہ مجھ کو ضرور ناتھ لیں گے۔ چنانچہ مجھ کو کل سابقہ اور موجودہ حالات معلوم ہونا چاہئیں۔ تاکہ میرے سیاسی رقیب مجھ پر اچانک وار نہ کر سکیں۔ ان سیاسی رقیبانِ روسیاہ میں سے کسی کو بھی علم ہوا کہ جانی نے مِنے کو ہلاک کر ڈالنے کی دھمکی دی تھی اور اس نے پولیس کو خبر کر دی تو پولیس اس کا ماضی معلوم کرنے کی کھوج کرے گی۔ اس لئے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تمہارے، مِنے کارٹن اور جانی کے درمیان کیا واقعات ہوئے تھے۔ مجھ کو صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ اس کا دماغ

خراب ہو گیا تھا اور تم نے اس کو ایک مکان میں رکھا تھا۔ گلڈا میں مکمل واقعات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اور میری درخواست ہے کہ اپنی، جانی و میری بہتری کیلئے سب باتیں بے کم و کاست بتا دو۔

"اگر جانی مصیبت میں ہے" اس نے آہستہ سے کہا۔ "تو تم مجھ کو شادی کیلئے مجبور نہ کرو گے؟"

"میں لازمی تم سے شادی کروں گا" اور برین نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "میری زندگی میں صرف یہی ایک ایسا کام ہے جس کا ہونا یقینی ہے لیکن میں حتی المقدور مصیبتوں اور پریشانیوں سے دور رہنا چاہتا ہوں اسی لئے مجھ کو ماضی کے واقعات معلوم ہونا چاہئیں۔ کیا تم مجھ کو بتاؤ گی؟"

گلڈا نے اپنے شانوں کو باانداز تسلی ہلاتے ہوئے کہا۔

"یقیناً۔ واقعات نہایت ہی معیوب اور دائرۂ اخلاق و شرافت سے گرے ہوئے ہیں، لیکن میں کوئی بات مخفی نہ رکھوں گی۔ اگر تم نے مجھ سے پوچھا ہوتا تو میں پہلے ہی تم کو بتا چکی ہوتی۔ اور مجھ میں ایک عرصہ ہوا بڑی دوستی تھی۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے مونس و غمگسار تھے اور ایک ہی فلیٹ میں رہتے تھے۔ میرا شغل گانا تھا اور وہ ایک شخص موریس یارڈے کے ساتھ رقص کیا کرتی تھی۔ اور اسی کے پیچھے دیوانی تھی۔ لیکن موریس اس قسم کا شخص نہ تھا کہ کسی کی وارفتگی کی پروا کرتا وہ انتہا سے زیادہ خودغرض اور بے اصول تھا۔ ایک دن وہ اسی شخص کو مکان پر لائی اور اس سے میرا تعارف کرایا۔ خدا گواہ ہے کہ اس وقت سے مجھ کو ایک سکنڈ کے لئے بھی سکون قلب نصیب نہ ہو سکا۔ جہاں کہیں بھی میں جاتی تھی وہ میرے پیچھے مارا مارا پھرا کرتا تم اندازہ

بھی نہیں لگا سکتے کہ وہ کتنا ذلیل، بدتمیز اور بد اخلاق تھا ـــــــ دوسری طرف سے
یہ سمجھی تھی کہ میں اسکی ہمت افزائی کر رہی ہوں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مجھ سے بدظن ہو گئی۔ میں
نے ہر طرح اس کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن نے کی کسی طرح سے بھی تسلی نہ ہوئی۔ اور
میرے ساتھ ہی وہ موریس سے بھی لڑ بیٹھی۔ میں نے وہ فلیٹ چھوڑ دیا لیکن پھر بھی اس
بدتمیز نے میرا پیچھا کرنا نہ چھوڑا۔ بالآخر میں نے یہ شہر ہی چھوڑ دیا۔ موریس کارسن سے اس درجہ
برہم ہو گیا کہ اس نے نہ صرف اسکے ساتھ رقص کرنا چھوڑ دیا بلکہ وہ بھی کہیں باہر چلا گیا
ـــــــ اور جب مجھے یہ علم ہوا تو میں پھر واپس آ گئی۔ لیکن کارسن مجھ سے بدستور ناراض
رہی، مجھے بھی اب اسکی ناراضگی سے کوئی غم نہ تھا اس لئے کہ وہ جادۂ مستقیم سے ہٹ
چکی تھی۔ اس نے رقص چھوڑ دیا تھا اور پیسہ بٹورنے کے لئے حسن فروشی کرنے لگی تھی۔
یہ گانطے کے بڈھوں کو اُتو بنا کر روپیہ اینٹھا کرتی اور اسی کد و کاوش میں ایک دن وہ
جانی سے بھی ملی جو کہ حال ہی میں فوج سے علیحدہ کیا گیا تھا۔ میں تم سے بتا نہیں سکتی
کہ دوران جنگ میں اسکو کتنی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا اور اسی وجہ سے اس کا
دماغی توازن بگڑ گیا تھا جس کی روک تھام کے لئے اس نے کثرت سے نوشی شروع
کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لڑکیوں کے پیچھے پھرتے پھرتے کارسن کے چکر میں پھنس گیا۔
اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ لیکن جانی کو یہ علم نہ ہو سکا تھا کہ وہ کس قماش
کی لڑکی ہے۔ کارسن نے جانی کو میرے خلاف شہ دینا شروع کی۔ اور بہت کچھ بھڑکا
بھی دیا۔ میں نے جانی کو اس کے بارے میں تنبیہ کی اور ہر طرح کے نشیب و فراز سمجھانے
کی کوشش کی، لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا، وہ والہانہ انداز میں کارسن پر شیدا ہو گیا
تھا۔ بالکل ایسا ہی جیسا کہ کارسن موریس کیلئے دیوانی تھی۔ جانی کارسن سے شادی

کرنا چاہتا تھا، لیکن وہ اس پر آمادہ نہ تھی لیکن صاف انکار بھی نہ کرتی تھی بلکہ امروز فردا پر ٹالتی رہی۔ اتفاق دیکھیے کہ جانی کے دوستوں میں سے ایک نے فنے کا کارڈ یہ کہہ کر دیا کہ اگر اسکو شب باشی یا دل بہلانے کی کبھی ضرورت ہو تو اس لڑکی سے ملاکرے اس بات کو سن کر جانی آپے سے باہر ہو گیا۔ دن چھپتا ہوا اسکی جائے رہائش پر گیا اور اگر سام ڈاربی عین وقت پر نہ آجاتا تو جانی ممکن ہے فنے کو قتل کر ڈالتا۔ وہ بہت زیادہ گھبرائی تھی۔ مشکل سام نے جانی پر قابو پایا اور مجھ کو بلا بھیجا۔ میں نے جانی کو الگ ایک مکان میں رکھا۔ اور بعد کا حال تم کو خود معلوم ہے۔ جانی تقریباً ایک سال اس گھر میں رہا اور ڈاکٹروں نے مجھ سے بتایا کہ اب وہ بالکل اچھا ہو گیا ہے۔ چنانچہ میرا ارادہ تھا کہ اسکو اب اپنے گھر لے آؤں لیکن وہ خود ہی واپس آگیا۔

اوبرائن نے فکر و تشویش سے اپنی ٹھوڑی سہلاتے ہوئے پوچھا

"تو کیا سام ڈاربی کو جانی اور فنے کے تعلقات کا علم ہے؟"

گلنڈا نے کہا ہاں "اس کو معلوم ہے کہ جانی نے فنے کو مارا تھا اور ہلاک کرنے کی دھمکی بھی دی تھی"

"کیا تمھیں علم ہے کہ جانی کل شب میں شام سے ملا ہو گا"

"مجھ کو نہیں معلوم"

"بہرحال" اوبرائن نے کہا "مجھ کو کل واقعات معلوم ہو گئے اب زیادہ اس مسئلہ پر بحث کرنا اور پریشان ہونا بیکار ہے۔ ہم کو جلد کوئی نتیجہ نہیں برآمد کرنا چاہیے۔ ہوورڈ نے مجھ کو ایک شخص کا حلیہ بتایا ہے۔ جو کارسن کی ہلاکت کے فوری بعد اس کی جائے رہائش سے نکلتے دیکھا گیا ہے۔ اور اس کا حلیہ جانی سے ملتا جلتا نہیں ہے۔"

"میں تم سے کہتی ہوں کہ جانی نے یہ اقدام نہیں کیا" گلڈا نے قدرے تند لہجہ میں کہا۔

"گلڈا۔ مجھ کو ڈر ہے کہ جو کچھ تمہارا نظریہ ہے ----اور کچھ میرے خیالات ہیں وہ عوام کی نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتے" اوبرائن نے سنجیدگی سے کہا۔ "واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ جب گھر میں تم اس کو بغرض علاج رکھنا چاہتی تھیں، وہاں جانے سے پہلے جانی نے نفے کو مار ڈالنے کی دھمکی دی تھی اور جیسے ہی وہ صحت گاہ سے آیا ہے ویسے ہی وہ ہلاک کردی گئی۔ خدا کرے کہ پولیس جلد سے جلد اس دراز قد، گرے سوٹ میں ملبوس جاذبی رنگت والے شخص کو گرفتار کرے۔ لیکن اگر وہ اس شخص کو گرفتار کرنے میں قاصر رہے تو کسی نہ کسی کو جانی کا مشکوک ہونا یاد رہ سکتا ہے اور چونکہ جانی تمہاری بھائی ہے، اس لئے وہ اس کا نام لے کر مجھے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے۔

"پولیس یقیناً اس شخص کو گرفتار کرلے گی" گلڈا نے بے چینی سے کہا۔

"خدا کرے کہ ایسا ہو جائے" اوبرائن نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا "آؤ تھوڑی دیر ان واقعات پہ سر دھنا چھوڑ دیں۔ کیونکہ کھانا تیار ہے"

گلڈا نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سین اب میں گھر جانا چاہتی ہوں۔ کیونکہ مجھ کو کچھ کام ہے"

"نہیں" اوبرائن نے کہا "تم کو میرے ساتھ کھانا ہی پڑے گا" اور پھر اوبرائن نے اسکی باہوں میں ہاتھ ڈال کر کھانے کے کمرے کا رُخ کردیا۔

اس کے ایک گھنٹہ کے بعد گلڈا اپنی اسپورٹس کار میں روانہ ہو گئی تو ٹیلیفون کی گھنٹی بجی

اوبری این نے رسیور اُٹھایا تو آواز آئی۔

"میں ہوں ٹکس" سرکار سب کام حسب دلخواہ ہو گیا۔ وہ وہاں موجود تھا اور اب وہ میرے قبضہ میں ہے۔"

اوبری ین کا چہرہ سخت ہو گیا اور اس نے دریافت کیا۔

"کہاں ہے۔"

"ولو پوانٹ پر"

"بہت ٹھیک۔ میں آدھے گھنٹہ میں وہاں پہنچ جاؤں گا دیکھو ٹکس بہت چوکنا رہنا" کہہ کر اوبری ین نے رسیور رکھ دیا۔

—— ۲ ——

کین ہالینڈ نے سامنے کا دروازہ بند کیا اور کانپتے ہوئے پیروں سے نشست کے کمرے میں آیا۔ اور اپنے ہاتھوں کو ایک آرام کرسی کی پشت پر ٹیک کر جھک گیا۔ اس طرح کر اس کا سارا بوجھ ہاتھوں پر ہو گیا۔ اس کا دل اب بھی دھک دھک کر رہا تھا۔ اس کو اب بھی ایسا ڈر محسوس ہو رہا تھا کہ وہ دم بخود نظر آتا تھا، حالانکہ خفیہ پولیس کے دونوں جاسوس جا چکے تھے۔

میں خوب بچا۔ اس نے سوچا لیکن میں کتنا ڈرا ہوا تھا، کہیں ان دونوں نے تاڑ تو نہ لیا ہو مجھ کو اپنے آپ پر قابو رکھنا پڑے گا۔ اگر کبھی وہ دوبارہ آئے اور میری حالت ایسی ہی ناگفتہ بہ ہو گئی تو یقیناً میں خود انھیں یقین دلادوں گا کہ مجرم میں ہی ہوں —— اور پھر فوراً ہی اس کو پارکر کا خیال آیا۔ اس نے سوچا کہ اس کو آگاہ کر دینا چاہئے

اور جلدی سے ٹیلیفون کے پاس جاکر اس نے نمبر ملائے اور تاروں سے پیدا شدہ بھن بھن کی آواز سنتا رہا۔

ٹیلیفون پر کھٹ سے ہوا۔ اور مسز پارکر کی آواز یہ کہتے سنائی دی کہ میں مسز پارکر بول رہی ہوں۔

"میں کنوے ہالینڈ ہوں۔ کیا میں پارکر سے بات کر سکتا ہوں؟"

"وہ باغ میں ہیں" مسز پارکر نے ایسے مشکوک و مذبذب پیرائے میں جواب دیا گویا اس کا شوہر جیسے ایسے دور دراز ملک میں تھا۔ "میں جاکر دیکھتی ہوں کہ ملاقات ہو سکتی یا نہیں۔ بہرحال لائن پر لئے رہو۔"

ہالینڈ بے چینی کے ساتھ انتظار کرتا رہا اور ایک منٹ بعد مسز پارکر نے کہا، مجھے افسوس ہے کہ مسٹر پارکر اس وقت دو آدمیوں سے گفتگو کرنے میں مصروف ہیں، معلوم نہیں وہ کتنی دیر گفتگو کرتے رہیں گے کیونکہ ان لوگوں سے میں واقف نہیں، بہرحال جیسے ہی انھیں فرصت ہوگی وہ آپ سے فون پر بات کریں گے۔

"شکریہ" ہالینڈ نے رسیور رکھ دیا اور فوراً ہی شراب کی الماری کے پاس گیا۔ اور تیز وسکی کے مرکب کا ایک پیگ پی کر سگریٹ کے کش لینے لگا اور اسی حالت میں اس نے سوچا معلوم نہیں پارکر کی کیا حالت ہو؟ کیا وہ ڈونوان کو جھانسا دے پائے گا؟ کیا وہ فے کارسن سے شناسائی کا اعتراف کرے گا؟ کیا وہ ڈونوان سے بتا دے گا کہ فے کا ٹیلیفون نمبر اس نے ہالینڈ کو دیا تھا؟ کیا پارکر کو یاد ہوگا کہ ہالینڈ کے پاس ایک ہائٹ گرے سوٹ ہے؟

ہالینڈ خاموش نہ بیٹھ سکا کیونکہ پریشان کن خیالات اسکے دماغ کو پراگندہ کئے

دے رہے تھے۔ اسلئے وہ اُٹھا اور باغ میں چلا گیا۔ باغ کے پھاٹک پر جاکر سڑک کو اسنے ادھر ادھر دور تک دیکھا۔ وہ چاہتا تھا کہ نکڑ پر جاکر دیکھے آیا پولیس کی موٹر پارکر کے مکان کے باہر اب بھی کھڑی ہے یا نہیں، لیکن ایسا کرنے کی اسے ہمت نہ ہوئی ـــــ اور اسی وقت معلوم نہیں کیسے یہ وحشتناک خیال اس کے دل میں پیدا ہوا کہ موٹروں کے محافظ کی کوٹھری سے اس نے جو رجسٹر چرا لیا تھا وہ کیا ہوا، اس خیال کے آتے ہی سردی کی ایک تیز لہر اسکے جسم میں دوڑ گئی۔ ابتک اسے اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔

اس کو یاد آیا کہ جب وہ محافظ سے بات کر رہا تھا تو اس نے رجسٹر کو پتلون کی پچھلی جیب میں رکھ لیا تھا۔ لیکن اس کے بعد سے بالکل یاد نہیں کہ رجسٹر کا اس نے کیا کیا ـــــ البتہ وہ اس سوٹ میں نہ تھا جسے پہن کر وہ وارسن کے یہاں گیا تھا کیونکہ گازا اسٹور کو لے جانے سے پہلے، اس نے خوب اچھی طرح اس کی جیبوں کو دیکھ بھال لیا تھا۔

تب پھر رجسٹر کیا ہوا؟ کیا اس نے اسے کہیں سڑک پر گرا دیا ہو اور اگر کہیں دستیاب ہوگیا تو پہچان ضرور لیا جائے گا۔ اس میں لکھے ہوئے موٹروں کے مالک کی جانچ ہوگی اس طرح اس سے بھی باز پرس ہونا یقینی ہے کیونکہ اس کے موٹر کا نمبر بھی اسمیں لکھا ہے۔

اس نے پاگلوں کی طرح ادھر ادھر دیکھا اور پھر سوچا اگر کہیں بنگلہ میں اس سے گر گئی ہے تو اسکی خادمہ کیرینا کو ملی ہوگی اور اپنی عادت کے موافق اس نے اسے کہیں رکھ دیا ہوگا۔

اسکے بعد اس نے کونہ کونہ ڈھونڈنے کی بیکار دہل تلاش شروع کی۔ اور اسی جد وجہد میں اندھیرا ہوگیا رجسٹر بنگلہ میں کہیں نہ مل سکا اس لئے وہ بہت سراسیمہ ہوا اس سلسلہ میں بنگلہ کا تمام سامان ادھر ادھر ہوگیا۔

کمرہ کی بے ترتیب چیزوں کو درست کرنے سے پہلے ہی اسے خیال آیا کہ کہیں رجسٹر موٹر ہی میں نہ گر گیا ہو، اس لئے اسے موٹر کو بھی دیکھ لینا چاہئے ـــــ اور وہ گیرج کی طرف جا ہی رہا تھا کہ باغ کے پھاٹک پر اسے پارکر نظر آیا ـــــ اسے دیکھتے ہی وہ رک گیا.....

اس وقت اندھیرا ہونا شروع ہوگیا تھا۔ لیکن پھر بھی ہالینڈ نے دیکھا کہ پارکر کا منہ اترا، سر جھکا اور کندھے سکڑے ہوئے تھے۔

"میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں" پارکر نے ہالینڈ کے پاس پہنچ کر کہا۔

"آؤ اندر چلیں" ہالینڈ نے کہا۔ اور اس کو نشست کے کمرے میں لے جاکر روشنی جلائی "مجھ کو سخت افسوس ہے کہ یہاں سب سامان بے ترتیبی سے پڑا ہوا ہے۔ دراصل میری ایک چیز گم ہوگئی تھی جس کو تلاش کرنے میں سب چیزیں ادھر ادھر ہوگئیں"

پارکر ایک آرام کرسی پر جا کر خستہ حالی میں لدسے بیٹھ گیا۔ اسکا حسب معمول سرخ ہنس مکھ چہرہ، مغموم اور بے رونق نظر آرہا تھا اور جب اس نے اپنے ہاتھ کرسی کے ہتھوں پر رکھے تو ان میں ارتعاش سا پیدا ہوگیا تھا۔

پارکر نے بیٹھتے ہی کہا "کیا ایک جام شراب کا مل سکتا ہے"۔

ہالینڈ نے کہا، ضرور ضرور

اور شراب کے دو جام تیار کرتے ہوئے ہالینڈ نے کہا، وہ خفیہ پولیس کا آدمی پہلے یہیں آیا تھا، میں نے فوراً ہی تم کو فون کیا مگر وہ اس سے پہلے ہی تمہارے پاس پہنچ گیا۔

پارکر نے بہ نظر استحسان ہالینڈ کو دیکھا اور شراب کا جام لے کر پینے لگا۔

ہالینڈ نے قدرے توقف کے بعد پوچھا "کہو اس سے کیا باتیں ہوئیں۔

پارکر نے کہا، وہ مجھ سے کوئی مفید مطلب بات معلوم نہ کر سکے۔ میں اپنے سابقہ بیان پر قائم رہا۔ اور مجھ کو قائم رہنا بھی چاہئے تھا۔ حالانکہ سارجنٹ نے کہا کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور میں نے ہی کارسن کو فون کیا تھا۔ میں نے کہا اگر وہ ایسا سمجھتا ہے تو ثابت کرے۔ اس کے بعد بھی اس نے طرح طرح سے مجھ سے جرح کر کے مجھے جھنجھوڑنے کی کوشش کی ——— اور جب اس نے دیکھا کہ یوں کام نہیں بنتا تو اس نے ایک دوسرا رویہ اختیار کیا۔ مجھ سے کہنے لگا کہ اس کا یہ خیال نہیں ہے کہ میں نے فے کو ہلاک کیا، بلکہ وہ معلوم کرانا چاہتا تھا کہ آیا مجھ کو فے کے احباب کا علم ہے کہ نہیں۔ لیکن میں کسی حالت میں بھی یہ نہیں کہنا چاہتا تھا کہ فے کو جانتا ہوں۔ چنانچہ میں نے قسم کھائی کہ میں نے اس کو ٹیلیفون نہیں کیا تھا۔ اس نے کہا کہ پے بوتھ سے اس وقت کوئی اور فون نہیں کیا گیا تھا جبکہ میرے کہنے کے بموجب میں نے سیزی (پارکر کی بیوی) کو فون کیا تھا۔ جس طریقہ پر وہ مجھ سے بات کر رہا تھا اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ سوائے تمہارے اور کسی نے مجھ کو فون کرتے نہیں دیکھا۔ اسی لئے میں نے اس سے کہا کہ ممکن ہے میں نے سیزی کو دس بجے سے پہلے فون کیا ہو۔ اس پر اس نے کہا کہ وہ سیزی سے گفتگو کر چکا ہے۔ شراب کا

ایک بڑا سا گھونٹ پی کر پارکر بات جاری رکھتے ہوئے بولا، وہ دس منٹ میرے لئے بڑے جان گسل تھے، میں ان کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ کیونکہ میں دوسرے جارس کے ساتھ باغ میں کھڑا سارجنٹ کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ وہ میزی سے گفتگو کر رہا تھا وہ پہلے تو گھبرائی لیکن فوراً ہی سمجھ گئی کہ میں کسی مخمصے میں پھنس گیا ہوں۔ چنانچہ سفید جھوٹ بول گئی۔ سارجنٹ سے کہنے لگی کہ میں نے اس کو دس بجے کے بعد نہیں بلکہ ٹھیک نو بجے فون کیا تھا۔ سارجنٹ اول درجہ کا احمق تھا کیونکہ اس نے میزی سے کہہ دیا کہ میں نے دس بجے فون کیا تھا۔ اس نے کچھ ایسے زوردار اور صداقت پر مبنی الفاظ میں کہا کہ سارجنٹ کو اس کی باتوں کا یقین ہو گیا۔ پھر لوٹ کر سارجنٹ نے مجھ سے معافی مانگی۔"

ہالینڈ کے دم میں دم آیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر لیٹ گیا اور بولا۔ "میں نہیں اظہار کر سکتا کہ مجھ کو کتنی خوشی ہوئی ہے ...."

پارکر نے فوراً معنی خیز انداز میں متجسس نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔

"جب وہ دفعان ہو گئے تو میں نے سب باتیں سچ سچ میزی سے بتا دیں"، پارکر نے آہستہ سے کہا "جسے سن کر وہ بہت خفا ہوئی اور مجھ کو آڑے ہاتھوں لیا۔"

"کیا تم نے کارسن سے اپنے تعلقات کے بارے میں بھی بتا دیا" ہالینڈ نے پوچھا۔

پارکر نے کہا "مجھ کو سب باتیں بتانا پڑیں۔ کیونکہ اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ میں سارجنٹ سے جھوٹ بولا تھا۔ مجھ میں اس سے نگاہیں چار کر کے جھوٹ بولنے کی جسارت نہیں ہو سکی۔ اس نے مجھ سے دو ٹوک پوچھا کہ کیا میں کارسن کے چکر میں مبتلا

رہتا ہے۔ اس کے جواب میں مجھ کو سب باتیں تسلیم کرنا پڑیں۔"
ہالینڈ نے سوچا کہ اگر این اس سے یہی سوال کرتی تو وہ بھی اس سے جھوٹ نہ بول پاتا۔ اور پھر اس نے کہا "مجھ کو تمہاری حالت پر بہت افسوس ہے؟"
"ہاں" پارکر نے اپنا منہ پونچھتے ہوئے کہا "میری بیوی بہت رنجیدہ ہے۔ اسکی ماں کو بھی علم ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے معاملہ اور بھی نزاکت اختیار کر گیا ہے میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں میری ازدواجی زندگی برباد نہ ہو جائے۔"
ہالینڈ نے کہا "مجھ کو واقعی بڑا افسوس ہے اور تم سے دلی ہمدردی ہے۔"
"بہرحال میں نے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری۔ اگر وہ زندہ ہوتی تو نہ یہ راز کھلتا اور نہ میں ان مصائب و آلام کا شکار ہوتا۔ میں نے تو صرف فون کیا تھا لیکن دیکھو کہاں سے کہاں بات پہنچی۔ واقعی مجھ سے بڑی حماقت ہوئی۔" پارکر نے تجسس نظروں سے ہالینڈ کی طرف گھورتے ہوئے کہا۔ "میرا قصہ یہیں پر ختم ہو جاتا ہے۔ اور اپنی پریشانیوں کو بالائے طاق رکھ کر تم سے کچھ اور بات کرنا چاہتا ہوں دراصل جس کو ڈی کی تلاش سارجنٹ کو ہے اس کا حلیہ اس نے مجھ سے بیان کیا کہ"
"ہالینڈ! کیا تم کو پورا یقین ہے کہ کل شب تم سنے کے یہاں نہیں گئے تھے؟"
ہالینڈ کے قلب کی حرکت جیسے بند ہو گئی اور پھر رفتہ رفتہ شروع ہوئی۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کے چہرہ کا رنگ بے رنگ ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے انتہائی کوشش کی کہ پارکر سے نگاہیں چار نہ کرے لیکن نظریں نہ مل سکیں۔ اپنے ڈر کو چھپانے کیلئے سگریٹ اٹھانے کو بڑھا۔ سگریٹ لے کر جلائی۔ پھر گلو گیر دھیمی بیٹھی سی آواز میں کہا "پارکر۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارا مطلب کیا ہے۔ جب کہ میں کہہ چکا کہ کل شب

میں نے یہیں گذاری تھی "

پارکر اسکو برابر گھورتا رہا۔ اور پھر اس نے کہا۔

"میرا خیال ہے تم جھوٹ بول رہے ہو" کیا تم کارسن کے یہاں نہیں گئے تھے

بالینڈ نے چیخ کر کہا "کیا میں تم سے کہہ نہیں چکا کہ میں اس کے یہاں نہیں گیا تھا "

پارکر نے کہا مگر سارجنٹ نے جو حلیہ بیان کیا تھا وہ بالکل تمہارا ہی حلیہ تھا اور اسی لئے مجھے بڑی تشویش ہے ہالینڈ یہ سن کر اور بھی خوف زدہ ہو گیا۔

پارکر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا " سارجنٹ نے بتایا کہ وہ ایک دراز قد زعفرانی رنگت کے خوش رو جوان کی تلاش میں ہے جس کی عمر ۳۰ سال کے قریب ہو سکتی ہے ——— وہ گہرے رنگ کا سوٹ اور اسی رنگ کی ٹوپی پہنے تھا ——— اور اس کے پاس ایک چھوٹا سبز لنکن سوٹ ہے ——— کیا یہ تمام باتیں تم ہی پر صادق نہیں آتیں ——— بلکہ میں تو تمہارے چہرے پر گناہ کی جھلک بھی دیکھ رہا ہوں ..

دونوں کی نگاہیں چار ہوئیں دونوں کانپ رہے تھے۔ ہالینڈ یکا یک بے سمجھے بوجھے بول اٹھا " تم یقین مانو پارکر۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے یہ اقدام نہیں کیا۔

" میں تم سے کوئی صفائی نہیں سننا چاہتا " پارکر نے تند ہو کر کہا " میں نہیں جانتا کہ تم نے کیا کیا اور تم کیا کہہ رہے ہو۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھ کو اس لپیٹ سے الگ رکھو۔ کیا تم میرا مطلب سمجھے ؟ ۔ میں جانتا ہوں کہ میں نے ہی تم کو اس کا ٹیلیفون نمبر دیا تھا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم پولیس سے اس بات کا ذکر نہ کرو۔ کیونکہ اب

ہی سے میرا گھر تباہ ہو چکا ہے۔ اگر یہ ظاہر ہو گیا کہ میں نے ہی تم کو اس کا ٹیلیفون نمبر دیا تھا تو میری نوکری بھی چلی جاوے گی اور ملک بھر کے اخبارات میں میری ذلت و رسوائی ہو گی۔ چنانچہ تمھارا فرض ہے کہ مجھ کو اس آلودگی سے پاک رکھو۔"

"ہالینڈ نے پارکر کا بازو پکڑتے ہوئے کہا "تمھیں میری بات یاد رکھنا چاہیئے کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔

پارکر نے کہا، میرے یقین کرنے اور نہ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ بات تو پولیس کے اختیار میں ہے کہ وہ تمھارے بیان کو صحیح مانے یا غلط۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ جلد یا بدیر وہ تم کو پکڑ لیں گے۔ کیونکہ ان کے پاس تمھارا حلیہ موجود ہے اور جب ایسا ہو جائے تو تم میرا کوئی ذکر نہ کرنا۔ بس میں یہی چاہتا ہوں۔

ہالینڈ نے غضبناک ہو کر کہا، بس خاموش رہو تم صرف اپنے ہی بچاؤ کی بات سوچتے ہو، یہ نہیں سوچتے کہ میرا کیا حشر ہو گا۔

پارکر نے جھلا کر کہا، میں کیوں سوچوں یہ میرے کرتوت تو نہیں۔

اگر یہی بات ہے۔ تو سنو۔ ان سب باتوں کے ذمہ دار تم ہو۔ کیونکہ تم ہی مجھ کو برابر کارسن کے پاس جانے کے لئے ورغلایا کرتے تھے میں اول درجہ کا بیوقوف تھا کہ تمہاری ناپاک ترغیبات کو سنتا رہا اور انتہا سے زیادہ حماقت کی کہ ان پر عمل کیا۔ لیکن اگر تم مجھ کو نہ اکساتے تو میری یہ حالت نہ ہو پاتی ......" اتنا کہنے کے بعد ہالینڈ نے محسوس کیا کہ وہ کیا بک گیا ـــــ اور پارکر کے دہشت زدہ چہرہ کو دیکھ کر، اسکی قوت برداشت نہ رہ سکی اور کہنے لگا "میں تسلیم کرتا ہوں کہ کل شب میں

اس کے ساتھ تھا اور اس کی جائے رہائش پر بھی گیا لیکن میں نے اس کو ہلاک نہیں کیا۔ وہ کمرۂ شب خوابی میں مجھ کو نشست کے کمرے میں بٹھا کر چلی گئی ......"

بکواس مت کرو" پارکر نے جھنک کر کہا "شاید تم نہیں سمجھے کہ کیا کہہ گئے۔ میں ان لغویات کو نہیں سنوں گا۔ تم اس جرم میں مجھ کو اپنا ساتھی اور شریک کار بنانے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں یہ نہیں سن سکتا مجھ کو ان باتوں سے معاف رکھو۔ اور یہی صرف میری درخواست ہے۔ یہ تمھارا معاملہ ہے اور مجھ کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ میری تم سے بس یہی التجا ہے کہ پولیس سے مت کہنا کہ میں نے تم کو اس کا ٹیلیفون نمبر دیا تھا ایسا کہہ دینے سے تمھیں کوئی فائدہ بھی نہ ہو سکے گا۔

ہالینڈ نے کہا "پریشان نہ ہو" میں تم کو اس مخمصہ سے الگ رکھونگا۔ مگر یہ مت بھولو کہ اصلیت میں نیز اخلاقاً تم ہی میری ان تمام پریشانیوں اور تفکرات کا باعث ہو صرف تمھارے ہی اکسانے سے میں اس کے یہاں گیا اور میرے کل مصائب کے ذمہ دار تم ہی ہو۔ مت بھولنا کہ ہر بات کی ذمہ داری تم پر ہی ہے ـــــ خیر اب اس وقت تم یہاں سے چلے جاؤ۔

پارکر تو ایسا بہانہ تلاش ہی کر رہا تھا۔ اس لئے جلدی سے ہال میں آکر دروازہ کھولا اور باغ کی روش پر جھنے ہوئے نیچے راستہ سے گذرتا ہوا آہستہ آہستہ چلا گیا اور کھڑکی کے پاس جا کر ہالینڈ نے اس کو جاتے دیکھا، اور اس نے سوچا کہ اب وہ اپنا منھ بند رکھے گا کیونکہ وہ مجھ سے بھی زیادہ ڈرا ہوا ہے۔

لیکن خطرات جیول کے بقول اب بھی ہیں۔ اس نے اپنی پریشاں حالی اور آئندہ تیرہ و تار زندگی کی تصویر اپنے قلب حزیں پر کھینچتے ہوئے سوچا کہ اسے سوائے ٹنگ

اور اس دوشیزہ کی نگاہوں سے بھی بچنا ہے جو باہر نکلتے وقت اسے ملی تھی۔ ایک اور مشکل یہ ہو گئی تھی کہ روزنا وہ اسے پارٹر کے ساتھ جب دستور کام کرنا تھا اور پارکر پر یقین ہو گیا تھا کہ وہ کارٹن کے یہاں گیا تھا بلکہ اسے تو یہ بھی یقین تھا کہ وہی اس کا قاتل بھی ہے ـــــ پھر جب این آجائے گی تو ایک نئی شکل پیدا ہو جائے گی۔ ایسے ہی خیالات میں کھویا ہوا وہ اپنے کمرہ خواب میں پہنچا اور خدا سے دعا کرنے لگا کہ وہ اسے اس مصیبت سے نجات دلائے۔

(۳)

لفٹنٹ ہیری اینڈرس ایک تاریک گلی میں داخل ہوا جو بایو روز کلب کو جاتی تھی۔ اس کے ناتواں کندھے بارش سے تر تھے اس نے گھنٹی بجائی۔ اور جب دروازہ کی کھڑکی کھلی تو اس نے کہا "میں سام سے ملنا چاہتا ہوں"

دربان نے اس کی طرف گھورا اور کچھ پس و پیش کے بعد دروازہ کھول کر بولا "میں ابھی ان کو بلاتا ہوں۔"

اینڈرس نے ایک سگریٹ جلائی اور نیم تاریک راستہ دیزی پیش والان کو دیکھا۔ جہاں ٹوپی رکھنے کی محافظ لڑکی آگے بڑھی۔ اس نے اینڈرس کو پہچان لیا تھا، اسے ایسا محسوس ہوا جیسے راستہ میں کوئی صاحب آگیا ہو، بہرحال اس نے اس کا استقبال کیا اور جلدی سے مستورات کے خاص کمرے میں داخل ہو گئی۔

اینڈرس اس طرح کے استقبال کا عادی تھا۔ وہ یہ دیکھ کر صرف خفیف سا مسکرایا ایک سرخ چہرہ انسان، شام کے لباس میں ملبوس، زمردیں شیشہ کی ہیرا آرائش عینک لگائے مستورات کے کمرے سے باہر نکلا اینڈرس کو دیکھ کر بیشہ وارانہ مسکراہٹ

اس کے چہرے پر نمودار ہوئی، جس کو دیکھ کر ڈبیوں کی محافظ لڑکی کا خوف، جو ایڈمس کی سرد نظروں کو دیکھ کر اس کے دل میں پیدا ہوا تھا، دور ہو گیا۔

جیسے ہی ایڈمس آیا وہ سام ڈارسی سے مس ہوتی ہوئی دہلیز سے اتر کر جلدی سے رسٹوران میں چلی گئی۔

"گڈ ایوننگ لفٹننٹ" سام ڈارسی نے چوکنا ہو کر کہا۔ "آپ سے یہاں روزانہ تو ملاقات ہوتی نہیں ہے گاہے بگاہے آپ تشریف لاتے ہیں۔ فرمائیے میں آپکی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

ایڈمس نے قدآور حبشی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "سام میں ڈیوٹی پر ہوں اور تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا۔"

"بہت خوب" ڈارسی نے کشیدہ خاطر ہو کر کہا "آئیے میرے دفتر میں تشریف لے چلئے۔"

وہ ایڈمس کو لے جا کر ایک بڑے کمرے کے دروازہ میں داخل ہوا، جو کہ نہایت آراستہ و پیراستہ تھا۔ اور جہاں پردہ لگی ہوئی کھڑکیوں کے پاس ایک نفیس میز بچھی ہوئی تھی۔

ایڈمس ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"لفٹننٹ صاحب کچھ پیجئے گا؟"

"سام۔ میں ڈیوٹی پر ہوں۔"

ڈارسی نے اپنے لئے ایک سوڈا اور وہسکی کا مرکب تیار کیا اور میز کے سامنے بچھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے؟" اس نے دریافت کیا۔

"اس وقت تک نہیں جب تک کہ تمہارا ضمیر گندہ نہ ہو۔" ایڈیس نے کہا۔

"میں نے کارسن کے سلسلہ میں آیا تھا"

ڈارسی نے پہلے ہی تاڑ لیا تھا کہ ایڈیس کیوں آیا ہے مگر اس نے خود سے کچھ ظاہر نہیں کیا بلکہ منتظر رہا کہ لفٹننٹ خود کھل کر بات چیت کرے۔

"کیا ڈدنوان یہاں آیا تھا؟" ایڈیس نے قدرے توقف کے بعد دریافت کیا۔

"جی ہاں۔ کچھ گھنٹہ پیشتر آیا تھا" ڈارسی نے جواب دیا۔

ایڈیس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر دوبارہ تم سے ملاقات ہو تو اس گفتگو کا اس سے ذکر مت کرنا۔ میں خود اپنے طریقہ اور اپنی ذمہ داری پر یہ کارروائی کر رہا ہوں۔ ممکن ہے کہ نتیجہ میں سیاسی اجھرو پیدا ہو جائے، اسی لئے یہ سب کارروائی بڑی احتیاط سے ہونا چاہیئے"

ڈارسی نے محسوس کیا کہ ایڈیس نے نے کے قتل ہونے کا علم ہوتے ہوئے بھی ابھی تک اس سے کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

"بہت خوب لفٹننٹ صاحب" ڈارسی نے متانت کے ساتھ جواب دیا۔

"۔۔۔ پھر ایڈیس نے کہا، مسٹر سام دیکھو تمھیں یاد ہوگا کہ تم اس لڑکی کا واقعہ بھول نہ ہو گئے جس نے اپنے حسن کا مظاہرہ کیا تھا، اگر یہ واقعہ کسی دوسرے کلب میں ہوا ہوتا تو کلب معلوم نہیں کب کا بند ہو چکا ہوتا۔ اسکے ساتھ ہی تم کو گذشتہ دسمبر کے قتل کا واقعہ بھی ضرور یاد ہوگا اور تمھیں اعتراف کرنا پڑے گا کہ میں نے ہمیشہ تمہارے ساتھ مراعات

گی ہیں۔ اسلئے تمہارا فرض ہے کہ تم اس سلسلہ میں میرے ساتھ تعاون کرو۔

"لفٹننٹ صاحب! جو کچھ بھی میرے امکان میں ہوگا، میں آپ کے لئے حاضر ہوں"

ڈارسی نے آہستہ سے کہا۔

اڈیسن نے سگریٹ کی راکھ فرش پر جھاڑتے ہوئے اپنی آنکھیں سام کے چہرے

پر گاڑدیں اور کہا۔

"میں اس تحقیقات کو جلد سے جلد مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس مقدمہ

کی تفتیش ڈرزان کے امکان سے باہر ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ادھر ادھر بھٹکنے کے

بعد تحقیقات مکمل کرے۔ لیکن پھر بھی مجھ کو شک ہے کہ وہ کامیاب ہو پائیگا۔ بہر حال

میں چاہتا ہوں کہ تمہاری طرف سے اس کو کوئی مدد نہ ملے"

ڈارسی نے کہا "اب تک تو وہ کوئی مدد یا سہارہ نہیں حاصل کر سکا ہے"

"ممکن ہے چند مہینوں میں، ورنہ ایک سال بعد تو یقینی، لنڈ سے برٹ

اس شہر کا نیا سیاسی منتظم اعلیٰ ہوگا" اڈیسن نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا "موجودہ

اڈمنسٹریشن منجدھار میں ہے اور بالکل ڈانواڈول چنانچہ تم کو اور کچھ معنوں میں مجھ کو

بھی اپنی بہبودی و نیک نامی کا خیال رکھنا چاہئے۔ سام تم کو واضح رہے کہ اگر برٹ

منتظم اعلیٰ ہو گیا تو تمہارا کاروبار بند کر سکتا ہے۔ اس لئے یہ نئی گدی نشینی تمہارے لئے

موت کا باعث ہو سکتی ہے لیکن اگر تم نے ہاتھ بٹایا تو وہ سوچنے پر مجبور ہوگا کہ تم

نے اس کے ساتھ کچھ احسان کیا ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے

کاروبار کو برقرار رہنے دے۔

"لفٹننٹ صاحب! آپ کے ارشادات میں بالکل سمجھ گیا" ڈارسی نے

اسے مطمئن کرنے کے لئے کہا۔

"بس تو ٹھیک ہے" ایڈمس نے سگریٹ پھینک کر دوسری سگریٹ جلا کر دیا سلائی کو ایش باؤل میں ڈالتے ہوئے کہا

"کیا تم نے کل شب اس لڑکی یعنی فے کارسن کو دیکھا تھا؟"

"جی ہاں"

"وہ کس کے ساتھ تھی؟"

"ایک دراز قد ارغوانی رنگت کے خوش رو نوجوان کے ساتھ جو کہ گرے سوٹ میں ملبوس تھا"

ایڈمس نے سر ہلایا۔

"کیا تم نے اس شخص کو کل سے پہلے بھی کبھی دیکھا تھا؟"

"جی نہیں"

"کیا فے نے بتایا کہ وہ کون تھا؟"

"جی نہیں"

"کیا وہ اس کا دوست یا خریدار معلوم ہوتا تھا؟"

"مجھ کو نہیں معلوم لیکن وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت مانوس نظر آرہے تھے۔ اس کے علاوہ میں نے کبھی اس کو اپنے خریداروں کے ساتھ یہاں آتے نہیں دیکھا۔

"تو گویا کیا وہ اس کا دوست معلوم ہوتا تھا؟"

"لفٹنٹ صاحب! میں کہہ نہیں سکتا، کیونکہ اس لڑکی نے مجھ سے اسکا تعارف

نہیں کرایا۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ اسکا دوست ہوتا تو ضرور ایسا کرتی لیکن پھر بھی میں اس بات کو یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔"

"کیا وہ شخص ایسا معلوم ہوتا تھا جو ایک لڑکی کو آئس پک سے قتل کر سکے؟"

ڈارسی نے انکار میں سر ہلایا۔

"قطعی وہ ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ بلکہ مجھ کو تو وہ نہایت شریف اور سنجیدہ معلوم ہوا تھا۔"

"ممکن ہے" انڈیس نے منہ بناتے ہوئے کہا "لیکن شک تو اسی پر ہے۔ کیونکہ وہ اس کی جائے رہائش سے، واردات قتل کے بعد ہی نکلتے دیکھا گیا تھا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نے اس لڑکی کو کیوں مارا؟ سام۔ نے کس قسم کی لڑکی تھی؟ کہیں وہ اس شخص کو بلیک میل تو نہیں کر رہی تھی؟"

"جی نہیں" ڈارسی نے کہا "لفٹنٹ صاحب وہ اس قماش کی لڑکی نہیں تھی۔ ممکن ہے کہ وہ جادۂ مستقیم سے ہٹ گئی ہو لیکن اتنی نہیں کہ ایسی چھچھوری حرکات اس سے سرزد ہوں۔ اس کا بلیک میل کرنا بعید از قیاس بات ہے۔"

انڈیس نے اپنے شانے سکیڑ لئے۔

"تب پھر اس نے اس لڑکی کو کیوں قتل کیا؟ کیا وہ کوئی اوباش اور غنڈہ تھا۔"

"وہ اس قماش کا معلوم تو نہ ہوتا تھا۔ بہتر ہوگا اگر آپ تفتیش کنندگان پولیس کو بتا دیں کہ وہ بدقماش و آوارہ منش شخص نہ تھا۔ کیونکہ کارمن کبھی ایسے لوگوں کے ساتھ نہیں دیکھی گئی۔"

انڈیس کچھ دیر سوچتا رہا، پھر اس نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ فنے کو تم کافی عرصہ سے جانتے ہو۔"

جی ہاں" میں اس کو قریب چار سال سے جانتا ہوں ڈارسی نے جواب دیا۔

"تو خیال دوڑاؤ کہ اگر اس شخص نے اس کو نہیں قتل کیا ہے تو پھر کس نے اس کو ہلاک کیا ہوگا" ایڈیسن نے پوچھا۔

ڈارسی نے اپنی کرسی پر کروٹ بدلی۔ تھوڑی سی وہسکی پی اور اپنے سیاہ ہاتھوں میں گلاس لئے ہوئے کہنے لگا۔ "لفٹننٹ صاحب۔ میں کسی اور کو نہ بتاتا۔ لیکن چونکہ آپ پوچھ رہے ہیں، اس لئے میں اپنا خیال بیان کرتا ہوں۔ لیکن میرا خیال غلط بھی ہوسکتا ہے۔"

"چاہے کتنا ہی غلط ہو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔" ایڈیسن نے کہا۔ "آخر معلوم تو ہو کہ تمہارا خیال کیا ہے؟"

ڈارسی نے کہا "قریب ایک سال ہوا، فنے اور جانی ڈارمین ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے، کچھ عرصہ بعد اس کو معلوم ہوا کہ وہ جادہ عصمت سے انحراف کر چکی ہے، اس لئے اس نے ایک دن اس لڑکی کو خوب پیٹا تھا۔ میں نے ہی جانی کو پکڑ کر زیادہ مار پیٹ کرنے سے روک لیا تھا اگر میں نہ پہنچ جاتا تو وہ اس کو ہلاک کر چکا ہوتا۔ میں نے بڑی جد وجہد کے بعد اس کو قابو میں کر کے، اس کی بہن کو اطلاع دی۔ فنے کافی زخمی ہو گئی تھی کیونکہ جانی نے اسکو بری طرح سے پیٹا تھا۔ جانی کی بہن اس کو ایک صحت گاہ میں لے گئی، جہاں وہ ایک سال تک رہا کل ہی وہ شفایاب ہو کر لوٹا۔ ایک شخص نے جس سے میں واقف ہوں، کل شب اس کو ہیرا ڈانس کلب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ اس نے جانی کو لوئی سے پوچھتے ہوئے سنا کہ وہ فنے کو کہاں تلاش کرے۔ میں نے اس خیال

سے کہ شاید وہ کوئی دوبارہ نئی حرکت کرے۔ فنے کی قیام گاہ پر ٹیلیفون کیا لیکن مجھ کو وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا۔" پھر ایڈیس پر ایک معنی خیز نگاہ ڈالتے ہوئے کہا "میں شرطیہ کہنے پر تیار ہوں کہ جانی نے فنے کو ڈھونڈھ لیا۔"

ایڈیس بے حس و حرکت اپنے ہاتھوں کو دیکھتا رہا۔

اس کو اچھی طرح یاد تھا کہ جانی ڈارین، ایک حسین و چھریرے بدن کا خوش رو لڑکا تھا، جو کہ سٹرک ۶۲ کے شراب خانوں، قہوہ و قمار خانوں کے سامنے مارا مارا پھرا کرتا تھا۔

"کیا تم نے اس بات کا ڈونوان سے ذکر کیا تھا؟"

ڈارسی نے انکار میں سر ہلایا۔

"اس نے مجھ سے میرے خیالات اور میری رائے پوچھی ہی نہ تھی۔"

ایڈیس نے اپنے دانت پیستے ہوئے کہا "ڈارین کا جھگڑے میں آنا کچھ دل لگی بات ہے۔ خیر میں اس کو ڈھونڈھ نکالوں گا اور یہ بھی معلوم کروں گا کہ کارین کی موت کے وقت وہ کہاں تھا۔"

"لفٹنٹ صاحب! شاید آپ کو نہ معلوم ہو" ڈارسی نے چپکے سے کہا "کہ ڈارین کی بہن سین اوبری ین سے شادی کرنے والی ہے۔"

ایڈیس کا چہرہ بے حس و حرکت تھا۔ اس نے بجھی ہوئی سگریٹ ایش باؤل میں ڈال دی اور کھڑے ہوتے ہوئے کہنے لگا "یہ مجھ کو نہیں معلوم تھا۔ اس سے یہ معاملہ اور پیچیدہ ہو گیا۔ خیر تمہاری اطلاعات کا شکریہ۔ لیکن! ان تمام باتوں کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھنا۔ میں نہیں چاہتا کہ ان باتوں کا کسی کو علم ہو۔"

"کسی کو علم نہیں ہونے پائے گا" ڈارسی نے کہا "جس شخص نے مجھ کو یہ اطلاع دی تھی اسکے اور لوئی کے علاوہ صرف میں اور آپ ان باتوں سے واقف ہیں۔ اور میں ان دونوں کو تاکید کر دوں گا کہ یہ باتیں کسی اور پر اب نظاہر ہوں"

ایڈیسن نے کمرے سے آہستہ آہستہ نکلتے ہوئے کہا۔

"اب اس میں نئی نئی پیچیدگیاں عیاریاں اور فریب نظر آتے جا رہے ہیں کیونکہ اگر اوبری ین کو معلوم ہوا کہ میں جانی سے باز پرس کرنا چاہتا ہوں، تو وہ رکاوٹیں پیدا کر سکتا ہے۔ ارے ہاں کیا تم بتا سکتے ہو کہ جانی کہاں ہو گا؟"

ڈارسی نے نفی میں سر ہلایا۔

"اندازاً کچھ بتاؤ"

"وہ اپنی بہن کے پاس ہی روپوش ہو گا۔ کیونکہ پہلے بھی وہی اس کی کفالت کرتی تھی"

ایڈیسن نے منہ بناتے ہوئے کہا "یہ اور بھی برا ہوا۔ لیکن یہ بات دل لگتی معلوم ہوتی ہے کہ جانی اپنی بہن ہی کے پاس ہو گا۔ خیر سام تم میرا ایک کام کرو کیونکہ میں منظر عام پر نہیں آنا چاہتا اور مصلحت بھی یہی ہے کہ میں سب کاروائی خفیہ طور پر کروں، اس لئے تم میری خاطر یہ معلوم کرو کہ وہ اس وقت کہاں ہے"

ڈارسی نے پس و پیش کرتے ہوئے کہا، "یہ بہت ہی مشکل بات ہے۔

"میری مدد کرنا تمہارے لئے منفعت بخش ہو گا" ایڈیسن نے ڈارسی کی ہچکچاہٹ دیکھتے ہوئے کہا "میں ہربرٹ کا ہمدرد ہم نوا ہوں۔ اس لئے اس سلسلہ میں تمہاری ہمدردیاں اور کوششیں رائگاں نہ جائیں گی۔

"بہت خوب" ڈاری نے کہا "میں کوشش کروں گا۔ لیکن وعدہ نہیں کر سکتا کہ کام ہو ہی جائے گا۔ بہرحال جیسا ہوگا آپ کو مطلع کروں گا۔ لیکن لفٹننٹ صاحب جلدی میں کوئی غلط نظریہ نہ قائم کر لیجئے گا۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ وہ کل شب کارسن سے مل نہیں سکا۔

"تم اطمینان رکھو میں کوئی کارروائی عجلت میں نہیں کروں گا۔ سردست میں اس سے صرف دس منٹ بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے تم اسے جلد سے جلد تلاش کر لو کیونکہ معاملہ نہایت اہم واشد ضروری ہے۔"

ایک دفعہ پھر اڈیس ترشح میں گلی سے گذرتا ہوا موڑ تک آیا۔ موٹر میں بیٹھ کر اس نے سگریٹ جلائی۔ خالی الذہن حالت میں موٹر کے روشن شدہ ڈیش بورڈ کو بیٹھا تاکتا رہا۔ کیونکہ اس کا دماغ اس تفتیش کی ادیچ پیچ اور عقدہ کشائی میں مصروف تھا اسکے بعد اس نے سگریٹ کا ایک تیز کش کھینچا اور دھوئیں کو اپنے نتھنوں سے نکالنے لگا۔

اور پھر اس نے سوچا کہ اس پیچیدہ مسئلہ کے دو زاویے ہیں۔ ایک سے ہمہ گیر نتائج مدت بعید میں برآمد ہوں گے اور دوسرے سے بہت تھوڑے نتائج مگر جلد ظاہر ہونگے اگر وہ اوبری ین کے پاس جاتا تو اسے آڑے ہاتھوں لے سکتا تھا لیکن اس نے یہی بہتر جانا کہ صبر کرے اور بڑٹ سے جا کر ملے۔ اس کے علاوہ ان دونوں باتوں کو کرنے سے پہلے اس کو ثابت کرنا تھا کہ یہ اقدام جانی ہی نے کیا ہے اس کے بعد اس نے اسٹارٹر پہ پیر رکھا، انجن چلنے لگا۔

چوتھا باب

(۱)

مین اوبری ین اپنے بڑے کیڈی لاک موٹر میں، دریا کے کنارے ایک سنسان وغیر آباد سڑک پر چلا جا رہا تھا۔ گرد و غبار سے اٹی سڑک پر جا بجا گڈھے تھے اور ادھر ادھر کہیں کہیں کچرہ، کوڑا، کرکٹ کے ڈھیر تھے۔ جب سے ایک ٹین کے ڈبے بنانے والی فیکٹری جو اس سڑک کے کنارے واقع تھی بند ہو گئی تھی اس وقت سے اس طرف آمد و رفت بھی تقریباً بند ہو گئی تھی جس کی وجہ سے حکام بالا نے اس سڑک کی مرمت کرانا بھی بند کر دیا تھا اس لئے یہ بالکل ناہموار ہو گئی۔ ٹین فیکٹری کے چند ٹوٹے پھوٹے سائبان اب بھی باقی تھے، جو موٹر کو رکھنے کے لئے نہایت موزوں و کارآمد ہو سکتے تھے۔ اور نکس کے بنائے ہوئے جہاز پر، موٹر کو ان ہی سائبانوں کے کھنڈرات میں سے کسی میں رکھ کر، موٹر بوٹ کے ذریعہ سے پہنچا جا سکتا تھا۔

اس لئے اس نے ان ہی فرسودہ وغیر آباد سائبانوں میں سے ایک میں، موٹر کو روک کر باہر نکلا۔ اور جیٹی تک، جہاں ایک موٹر بوٹ اس کے انتظار میں کھڑی تھی، پیدل چلا گیا۔

ولو پوائنٹ، ایک پرانا وزنگ آلود، اسّی فٹ لمبا جہاز تھا تقریباً نصف میل پرے والے دریا پار سے دور لنگر انداز تھا۔ نمائشی طور پر نکس اس جہاز کو، مچھلیاں پکڑنے کے کام میں لاتا تھا۔ اور نکس کے دوستوں میں سے اگر کوئی مصیبت

میں پھنس جاتا، تو روپوش ہونے کے لئے یہی جہاز سلامتی و امن کی جگہ بن جاتا تھا۔

اوبری این موٹر بوٹ پر چڑھ گیا اور وہ غلے حبشی افسل ملاح سے جو کہ سکان کے سامنے بیٹھا تھا بوٹ چلانے کا حکم دے کر بیٹھ گیا۔

حبشی نے کشتی کے سامنے کے حصہ کو چپٹی سے گھما کر انجن اسٹارٹ کیا اور یہ دلدلی پایاب پانی سے ہوتا ہوا، دلو یوکرٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

ٹکس نے جہاز کے جنگلے پر سے موٹر بوٹ کو آتے ہوئے دیکھا۔

ٹکس بڑا ہی تنومند، طاقتور اور وحشی قسم کا انسان تھا۔ اس کی دھلی دھلائی اجلی چمکیلی آنکھیں، ہمہ وقت دستواتر حرکت کرتی رہتی تھیں۔ اس کا سخت و بے رحم چہرہ بھرا ہوا تھا جس پر اس وقت حجامت کی اشد ضرورت تھی۔ وہ ایک کھلے گلے کی سیاہ قمیص و سفید پینٹ پہنے اور کشتی بانوں کی ہوا خوری کی ٹوپی سر پر اس شان سے لگائے تھا کہ وہ داہنی آنکھ برائے نام ہی نظر آتی تھی۔

اوبری این کے ناجائز طور پر شراب کے کاروبار کے زمانہ کا، اب یہی صرف ایک ساتھی رہ گیا تھا۔ اوبری این کو یہ بہت کارآمد اور مفید مطلب نظر آیا تھا۔ اسلئے وہ اس کو خوب رقمیں دیتا رہتا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کو جو کام بھی سونپا جاتا، چاہے وہ کتنا ہی سخت و خطرناک ہوتا وہ بحسن و خوبی انجام دے دیا کرتا۔

اوبری این کے جہاز پر قدم رکھتے ہی ٹکس نے اپنا تھکا ماندہ ہاتھ ٹوپی تک لے جاتے ہوئے اسلام کیا۔

"اوبری این نے پوچھا" وہ کہاں ہے؟"

"نچلے حصے میں" ٹکس نے جواب دیا اور برابر میں نیچے اترنے کے زینے کی

طرف بڑھا۔ جہاں ایک خالی بکس پر بیٹھا نیچے کی راہ پر دوسرا جسیم حبشی پہرہ دے رہا تھا۔ جو کمر سے اوپر تک بالکل برہنہ تھا اوبری ین کو آتے دیکھ کر وہ کھیسیں بناتا ہوا دروازہ سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"کوئی خاص بات تو نہیں ہوئی" اوبری ین نے پوچھا۔

"نہیں صرف معمولی جدوجہد ہوئی" ٹکس نے جس کی تمام عمر ایسے ہی خطرناک کاموں کی انجام دہی میں گذری تھی، لاپرواہی سے جواب دیا "مجھ کو اس کو ذرا ٹھنکیانا پڑا۔ لیکن کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی اور ہم اس کو سلامتی سے یہاں لے آئے۔

"کہیں زیادہ چوٹ تو اسے نہیں لگی" اوبری ین نے تیزی سے پوچھا۔

"ٹکس نے جوکہ دھول دھپہ میں مشاق تھا اور خوب جانتا تھا کہ جسم کے کس عضو پر اور کیسا وار ہونا چاہیئے۔ شانے سکیڑ کر جواب دیا۔" ابھی کوئی زخم نہیں لگا صرف ایک معمولی سی دھپ ماردی تھی ــــــ کیا آپ اس سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں؟"

"ہاں" اوبری ین نے کہا۔

ٹکس اس کو ڈاک کے نچلے راستے سے لے کر ایک کیبن کے پاس پہنچا اور جیب سے کنجی نکال کر اس نے قفل کھولا، پھر کیبن میں پہلے وہ اور اسکے پیچھے اوبری ین داخل ہوا۔ جہاں جانی ڈورین ایک بیٹرے پر ٹانگیں لٹکائے پڑا تھا اوبری ین کے پاس آتے ہی اس نے آنکھیں کھول دیں۔

اوبری ین نے خاموشی سے اس کی طرف دیکھا۔

جانی نہ تو اپنی بہن کی طرح سیانا اور چالاک تھا نہ ہی اس کی طرح اولوالعزم و

البتہ گلڈا ہی کی طرح حسین و نوجوان تھا اور اپنی آوارہ مزاجی و طفلانہ حرکات کے باعث بہن پر بار تھا۔

اوبری ین نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا" ہلو جانی"

جانی غیر متحرک پڑا اپنی سبز آنکھوں سے اوبری ین کو تکتا رہا۔

"سین! کہو تمھارا کیا خیال ہے؟" اس نے پوچھا" جب میں ان تمام باتوں کا گلڈا سے ذکر کرونگا تو وہ بہت خوش ہوگی۔"

اوبری ین ایک سیدھی پشت کی کرسی کھینچکر اس پر بیٹھ گیا اور ٹکس سے باہر جانیکا اشارہ کیا جس نے کیبن سے نکل کر باہر سے دروازہ بھیڑ دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک سونے کا سگریٹ کیس جیب سے نکال کر اس میں سے ایک سگریٹ جانی کو پیش کی ذرا دیر تکلف کے بعد جانی نے سگریٹ لے لی جس کو اوبری ین نے دیا سلائی سے جلا دیا۔

"سردست ہم گلڈا کے بارے میں گفتگو نہیں کریں گے" اوبری ین نے کہا"بلکہ اس وقت بات چیت تمھارے ہی بارے میں ہوگی۔ کہو۔ جانی تمہارا مزاج کیسا ہے؟"

"اس مردود کے سامنے سے پہلے میں بالکل ٹھیک تھا" جانی نے کہا" اس خیال خام میں مبت رہنا، کہ تم ٹال مٹول و حیلہ بہانہ کر کے اس الزام سے بری الذمہ ہو جاؤ گے۔ اور بات آئی گئی ہو جائے گی۔"

"میں صدہا باتوں سے بری الذمہ ہو جایا کرتا ہوں" اوبری ین نے جواب دیا "خیر ان باتوں کو جانے دو۔ میں تو سنا کرتا ہوں کہ ڈاکٹروں نے تم کو مکمل صحتیابی کا پروانہ دے رکھا ہے۔"

"تو اس سے کیا ہوا۔ وہ پہلے ہی دے دیتے۔ صرف مجھ سے روپیہ اینٹھنے کے بہانے تراشے گئے؛ جانی نے تحقیر و نفرت ظاہر کرتے ہوئے کہا "یہ سب ہی ڈاکٹروں کی ایسی ہی خصلت ہوتی ہے۔ چنانچہ مجھ سے جتنا روپیہ کھینچ سکتے تھے کھینچا"

"میں اسی خیال میں تھا کہ ڈاکٹروں کی فیس وغیرہ کے اخراجات تمہاری بہن ادا کرتی ہے؛ اوبری ین نے آہستہ سے کہا "تمہارے مجھ سے ملتفت ہونے اور اس قدر دلچسپی لینے پر، میں بہت خوش ہوا۔"

جانی مسکرا دیا۔

"میرے اس بیان سے گلڈا کو تعجب نہ ہوگا" اس نے کہا "کیونکہ اس کو فی الحال اپنی ضرورتوں کے لئے جتنا روپیہ درکار ہے، ملتا رہتا ہے۔ لیکن میں تہی دست ہوں۔ اگر وہ اپنا پیٹ پالنے کے لئے کسی چکلہ خانہ میں جانے پر مجبور ہوتی، تو اس وقت میں ضرور اس کی خبر گیری و دیکھ بھال کرتا۔ اس کے علاوہ وہ تم سے شادی کرنے جا رہی ہے۔ کیا میں غلط کہتا ہوں۔ اس طور پر وہ لاکھوں کی مالک ہوگی۔ اور جب ایسا ہوا تو کیا میرے لئے ڈاکٹروں کی فیس ادا کرنا، اس کو کچھ کھلے گا؟"

اوبری ین کو اپنے جذبات قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہنا پڑا "جانی تم بڑے بدتمیز آدمی ہو، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم میرے بھائی نہیں ہو؛"

"لیکن میں تمہارا سالا تو ہونے جا رہا ہوں" جانی نے طعن و تشنیع کی "یہ بشرطیکہ تمہارا میرے ساتھ ایسا سلوک ہونے پر بھی وہ تم کو اپنا شوہر بنا لے۔ ہو سکتا ہے کہ تم اس کوشش میں ہو کہ ان تمام باتوں کا علم اس کو نہ ہونے پائے۔ اور یہ عین ممکن ہے

کہ میں اس بدسلوکی کا حال اس سے کچھ نہ کہوں۔ لیکن تم کو میری منہ بھرائی کے لئے کافی روپیہ دینا ہوگا۔ میرا خیال ہے، وہاں بندی کے لئے کچھ رقم کثیر صرف کرنا، تمہارے لیئے بارگراں نہ ہوگا۔"

"کچھ امر محال نہیں ہے۔" اوبری ین نے نرمی سے کہا۔" لیکن مجھ سے تم ایک کوڑی بھی نہ وصول کر پاؤ گے۔ مجھ کو اب تک تمہارے یہ نہ دریافت کرنے پر تعجب ہوتا ہے کہ تم یہاں کیوں لائے گئے ہو۔

جانی کی گہری زمردیں آنکھوں میں بے چینی کے آثار ہویدا ہو گئے۔ اور اس نے پوچھا" اچھا بتاؤ۔ میں یہاں کیوں لایا گیا؟"

اوبری ین نے کہا" بالکل صریحی بات ہے کہ تمہارا علاج کامیاب نہیں ہوا جانی اب بھی تم دماغی مرض میں مبتلا ہو۔"

جانی کا چہرہ سفید ہو گیا، اور اس کی آنکھیں چمک اٹھیں، اور اس نے کہا" خوب ایسا کہہ کر تم مجھ کو خوفزدہ نہیں کر سکتے۔ بلکہ تم پر واضح ہو جانا چاہیئے کہ اگر تم مجھ کو راہ سے ہٹا کر گلڈا سے شادی کرنا چاہتے ہو، تو ایسا نہیں ہو پائے گا۔ ان سب باتوں کے ماسوا ڈاکٹر کہتے ہیں کہ میں ٹھیک ہوں اور واقعی میں بالکل ٹھیک ہوں۔ مجھ کو کوئی مرض نہیں ہے۔"

"پھر تم نے کارسن کو کیوں قتل کیا؟" اوبری ین نے سوال کیا۔" کیا یہ تمہارے خلل دماغ کا ثبوت نہیں ہے؟"

جانی نے نگاہیں پھیرتے ہوئے کہا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تو

"یقیناً تم کل شب سفے کارسن کی قیام گاہ پر گئے اور تم ہی نے اس کو اس بک سے ہلاک کیا" اوبری ین نے کہا۔

"کون کہتا ہے میں نے اس کو قتل کیا؟" جانی نے پوچھا۔

"مجھ سے چھپانے کی کوشش نہ کرو" اوبری ین نے دوٹوک کہا "تم نے معالج گاہ میں جانے سے پہلے اس کو قتل کر دینے کی دھمکی دی تھی۔ اور جیسے ہی تم معالج گاہ سے رخصت کئے گئے وہ ہلاک کر دی گئی۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تم اس الزام سے بچ سکو گے؟"

جانی اس کو گھورتا رہا، اور پھر اس نے تیز لہجہ میں کہا۔

"ہاں مجھ کو یقین ہے کہ میں اس الزام سے بچ سکتا ہوں"

اوبری ین نے کہا، اسکا مطلب یہ ہے کہ تم جرم کا اقرار کرتے ہو۔

"چلو۔ یوں ہی سہی" جانی نے جواب دیا "میں نے کہا تھا کہ میں اس کو ختم کر دوں گا۔ اور میں اپنی بات پر قائم رہنا پسند کرتا ہوں۔ اس کو ہر ممکن طریقہ سے خبردار کر دیا گیا تھا۔ ان تمام تنبیہات کے باوجود وہ غلط راہ پر چلتی رہی سوائے اس کے کوئی دوسرا علاج اس کا نہیں ہو سکتا تھا"

اوبری ین کو یقین کامل ہو گیا کہ جانی ہی نے فے کو ہلاک کیا ہے لیکن اس کو امید نہ تھی کہ وہ اس طرح صاف صاف ہر بات کہہ دے گا۔ اس نے کہا لیکن کب تک تم پولیس سے اپنے کو بچاتے رہو گے۔

جانی نے ہنس کر کہا، آپ ہی بتائیے کہ پھر اس سیاسی منظم اعلیٰ کو بھونڈی بنانے سے کیا حاصل کہ اسکا سالا ایک ایسی بدباطن و خبیث چڑیل کو نہ ختم کر سکے جو

اس سزا کی مستوجب ہو؟ میں نے تمہارے لئے کام بہت آسان کر دیا۔ کیونکہ وہاں ایک شخص موجود تھا جب میں نے اس کو قتل کیا، الزام اس شخص پر بآسانی لگ سکتا ہے۔ چنانچہ تمہارے لئے اس شخص کو مورد الزام ٹھہرا کر سزا دلوانا بہت آسان ہوگا۔ اس کے علاوہ پولیس کمشنر تو تمہاری ناک کا بال ہے۔ جو کچھ تم کہو گے وہ بڑی خوشی سے کرنے کو تیار ہو جائے گا۔"

"تم میری طرف بہت امیدیں باندھے ہوئے ہو" اوبری ین نے آہستہ سے کہا "فرض کر دیں ان میں سے کوئی بات نہ کروں۔ تب کیا ہوگا؟"

لیکن تم کو ایسا کرنا ہوگا" جانی نے بے فکری سے کہا "اس لئے کہ تم میرا پولیس کے ہاتھوں میں پھنس جانا پسند نہیں کر سکتے۔ کیونکہ میں اچھی طرح واقف ہوں کہ تم گلڈا پر بری طرح لٹو ہو رہے ہو ۔۔۔۔ لیکن میں تم پر الزام نہیں رکھتا، گلڈا ہے ہی اتنی حسین دلربا شکن لڑکی کہ اسے دیکھ کر ہر کوئی صاحب اختیار و اقتدار شخص اس سے شادی کرنے کا خواہشمند ہو جائے گا۔ لیکن تم یاد رکھو کہ اگر پولیس نے مجھ کو گرفتار کر لیا تو تم اس سے شادی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مجھ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جب سے تم نے شہر کے انتظام اعلیٰ کی باگ سنبھالی ہے، تم شہرت نام و نمود وسیل جول سے کوسوں دور بھاگتے ہو۔ لیکن تم مجھ کو بیوقوف نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ تم سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی ہے جس کو تم مخفی رکھنا چاہتے ہو۔ اسی لئے تم اپنی شہرت نہیں چاہتے۔

اوبری ین خاموش بیٹھا جانی کو تکتا رہا، اس کے چہرے پر مجرمانہ جذبات ظاہر ہو گئے تھے لیکن وہ انھیں چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور چند لمحے بعد اس نے کہا مجھے تعجب ہے کیا واقعی تم نے اسے قتل کیا ہے۔

جانی نے تمسخرانہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر تم میری باتوں پر یقین نہیں کر سکتے تو نہ کرو، ورنہ یہ حقیقت ہے کہ کام بالکل آسان اور سیدھا سادہ تھا۔ مفے کی یادداشت بہت کمزور تھی۔ وہ باہر سے قفل لگا کر چلی جاتی تھی۔ اور بیوقوف ایک فالتو کنجی چٹائی کے نیچے رکھ جایا کرتی تھی کنجی تلاش کر کے میں اسکے کمرۂ خوابگاہ میں چھپ گیا اور جب ذرا دیر بعد وہ اسی شخص کے ساتھ واپس آئی۔ تو میں آتش پک ہاتھ میں لئے تیار تھا۔ وہ اتنی ڈری کہ چیخ بھی نہ پائی۔ اگر تم ہوتے تو اس وقت اس کے چہرے کی کیفیت دیکھتے۔ اس نے اپنے کپڑے اتار دیئے تھے اور آئینے کے سامنے اپنے خدوخال کا معائنہ کر رہی تھی۔ میں اسکے پیچھے پہنچا۔ اس نے آئینہ میں مجھ کو دیکھا اور گھوم پڑی۔ میں نہیں خیال کر سکتا کہ کسی انسان کا چہرہ اتنا سہما ہوا اور خوفزدہ ہو سکتا ہے جتنا کہ مفے کا اس وقت تھا۔ چنانچہ میں نے اس کے آتش پک بھونک دی۔ اور وہ پلنگ پر گر گئی۔ وہ شخص دوسرے کمرے میں بیٹھا چلایا کیا کہ کتنی دیر تک وہ اندر رہے گی۔ اس کے بعد میں نے لائٹ فیوز کر دی اور بھاگ نکلا ہیں ذرا سوچو تو کتنی آسانی سے یہ مرحلہ طے ہو گیا۔"

"کیا کسی نے تم کو اس کی جائے رہائش سے نکلتے دیکھا؟" اوبرین نے سوال کیا۔

"قطعی نہیں۔ کیا تم مجھ کو احمق خیال کرتے ہو؟ میں نے ہر طرح کا بندوبست کر لیا تھا کہ کوئی بھی مجھ کو نہ دیکھ سکے۔" جانی نے جواب دیا۔

"گلڈا کو معلوم ہے کہ تم شہر میں ہو۔ کیا اس کے علاوہ بھی کسی کو تمھارے شہر میں ہونے کا علم ہے؟" اوبرین نے دریافت کیا۔

جانی کی آنکھیں اوبری ین کے چہرہ سے ہٹیں اور ان کی کیفیت بدل گئی ۔

اس نے کہا "نہیں"

"تم کو کیسے معلوم ہوا کہ فے کس جگہ رہتی تھی ؟"

جانی کی آنکھوں کی کیفیت دوبارہ پھر بدل گئی، اور ایک لمحہ توقف کے بعد اس نے کہا ۔

"مجھ کو معلوم تھا کہ وہ اکثر بلیو روز کلب جایا کرتی ہے ۔ میں وہاں گیا اور سوئے اتفاق کہ میں نے اس کو وہاں سے نکلتے دیکھا ۔ اور وہیں سے میں اسکے تعاقب میں لگ گیا ۔"

اوبری ین کے بشرے سے بےچینی ظاہر ہوئی ۔ اس نے کہا ۔

"جھوٹ مت بولو ۔ تم نے ابھی کہا کہ جب وہ اپنے گھر پہنچی تو تم اس کا انتظار کر رہے تھے ۔ تم اس کا پیچھا کیسے کر سکتے تھے جبکہ تم پہلے ہی سے اس کی قیام گاہ پہ موجود تھے ۔"

جانی نے بھنویں بادیں ۔ اور خجالت آمیز لہجہ میں کہا ۔

"سین واقعی تم پولیس کی طرح سراغ رساں ہو ؟ خیر ـــــ چلو ۔ اگر تم یہی معلوم کرنا چاہتے ہو، تو سنو ۔ میں نے پیراڈائس میں لوئی سے پوچھا تھا کہ وہ کہاں رہتی ہے ۔"

"تو گویا اس کو علم ہے کہ تم فے کی جستجو میں تھے ۔ ارے احمق ۔ کیا تم کو خیال ہے کہ وہ اپنا منہ بند رکھے گا ؟" اوبری ین نے کہا ۔

"اب ان باریکیوں کو دیکھنا تمہارا کام ہے ۔" جانی نے لاپروائی سے جواب

دیا۔ لوئی سے مل کر اس کی زبان بندی کا انتظام کرلو۔

اوبری این بیٹھا ہوا فرش کو تاکا کیا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

جانی نے پیر گھسیٹتے ہوئے کہا "میں اس گندی کیبن سے عاجز آگیا ہوں، مجھے اپنے ساتھ بینک لے چلو تاکہ میں تم سے روپیہ لے کر نیو یارک روانہ ہو جاؤں۔

اوبری این نے نظریں اونچی کرتے ہوئے کہا "تم بچوں کی طرح احمقانہ گفتگو کررہے ہو" اس کے بعد وہ اٹھا اور دروازے کے پاس جاکر اسے کھول دیا اور بولا "ٹیکس اندر آجاؤ"

ٹکس خاموشی سے کیبن میں داخل ہوا۔ اور دروازہ بند کر کے اس سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

جانی نے چوکنا ہو کر اس کو دیکھا اور پیچھے کھسک گیا اور بولا۔

"سین اب تم کو واضح رہے کہ جہاں تک میں اس بے جا سلوک کو برداشت کرسکتا تھا، کیا، لیکن اب میں کسی بھی حالت میں ان چھچھوری حرکات کو برداشت نہیں کرسکتا۔ اسلئے اگر تم نے پھر کوئی اسی قسم کی کارروائی کی تو تم پچھتاؤ گے"

اوبری این نے جیسے اس کی باتوں کو سنا ہی نہیں اور ٹکس سے مخاطب ہو کر بولا "جانی کو اسوقت تک یہاں روک کے رکھنا..............

جب تک کہ میں تم سے اس کو چھوڑنے کو کہوں۔ دیکھو تم اس کے ذمہ دار ہو۔ اگر یہ بھاگنے کی کوشش کرے تو تم کو اختیار ہے کہ اس کو ایسا سبق دو، کہ دوبارہ ایسی حرکت نہ کرسکے ——— اور اگر یہ کسی طرح جدوجہد کرے یا تمہارا حکم نہ مانے تو اس کا سر توڑ دینا"

"بہت خوب مالک" ٹکس نے جواب دیا، جس کا بے رحم چہرہ اس وقت چمک اٹھا تھا۔

"تم اس طرح کا سلوک میرے ساتھ نہیں کر سکتے" جانی نے تیزی سے کہا "کیونکہ اگر تم نے مجھ کو اسی وقت یہاں سے جانے نہ دیا، تو میں تم کو تباہ کر دونگا"

"اسے بیوقوف اوباش!" اوبری ین نے جھلا کر کہا۔ جب تک میں چاہونگا تم کو یہاں ٹھہرنا ہوگا۔ اپنی زبان بند رکھو ورنہ تمہارا منہ توڑ دیا جاویگا۔"

جانی غصہ سے بے تاب ہو کر اوبری ین پر جھپٹا لیکن اس کے پاس نہ پہنچ سکا کیونکہ ٹکس نے آگے بڑھ کر راستہ روک دیا اور دھکا دے کر اسے پیچھے ہٹا دیا۔

"تم کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا" جانی نے اوبری ین کو گھورتے ہوئے غرا کر کہا "میں دیکھوں گا کہ تم سے گلڈا کیسے شادی کر سکتی ہے"

اوبری ین نے ٹکس کی طرف دیکھا اور سر ہلاتے ہوئے کیبن کا دروازہ کھول دیا ٹکس نے جانی کو پلیٹ جانے کے لئے پہلے ایک خفیف سا مکا مارا۔ اور پھر اس کے چہرہ پر ایک گھونسا رسید کیا جس سے جانی کا سر دیوار سے ٹکرا گیا اور وہ ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل فرش پر گر پڑا۔

اوبری ین اس کارروائی کو کھڑا دیکھا کیا اور پھر اس نے کہا۔

"ذرا ان کا مزاج ٹھیک کر دینا۔ لیکن زیادہ زخم نہ لگیں"

اور جب وہ دہلیز سے نکل کر ڈک پر پہنچا تو ٹکس نے جانی کی پسلیوں پر بڑھ کر ایک لات ماری، جس سے وہ اوندھے منہ گر گیا۔

اوبری ین موٹر بوٹ کے سامنے کھڑا ہوا خوشی سے دانت پیس رہا تھا۔

(۲)

ریغل سوائے ٹنگ، فٹ پاتھ کے کنارے کھڑا ہوا، ٹریفک کے لا متناہی سلسلہ کے ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا، تاکہ سڑک کے دوسری طرف پہنچ جائے۔ پیکا نیز کتا اس کی بغل میں دبا ہوا اپنے مالک کی طرح بےچینی سے ٹریفک کی طرف دیکھ رہا تھا۔
بارش جو ذرا دیر پہلے تیز تھی اب رک گئی تھی جس کی وجہ سے امس ہونے لگی تھی اور گرمی نے اس کو پسینہ میں شرابور کر دیا تھا۔

سواریوں کی آمد و رفت کو گذرتے ہوئے دیکھ کر اس نے سوچا کہ اگر اس کے پاس پیسہ ہوتا تو ایک موٹر خرید کر اسی طرح سیر و تفریح کرنے میں بڑا مزا آتا۔
سردست سوائے ٹنگ کے پاس دو ڈالر اور ساٹھ سینٹس تھے۔ انتہائی خوش فہم و پرامید ہونے کے باوجود، اس کو ہفتہ رواں میں اپنی آمدنی بڑھانے کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔

آج صبح متواتر رکاوٹوں و شور و غل کے باوجود، جو پولیس کی آمد و رفت اور رفے کی لاش کو منتقل کرنے میں پیدا ہوا، جس کو وہ مریضانہ دلچسپی سے کھڑکی کے پردے کی آڑ سے دیکھا کیا، اس نے ٹکٹ لگے ہوئے پچاس خطوں کا ڈھیر میز پر لگا دیا، جن میں امداد، دست گیری و خیرات و صدقات کی اپیل کی گئی تھی۔ اس کو سابقہ اندازوں سے تجربہ ہو گیا تھا، کہ ان خطوط کا جواب آنے میں کم از کم دس دن لگیں گے اور اس کو یقین نہیں تھا کہ، جوابات کے آنے پر بھی اس کے اندوختہ و آمدنی میں کچھ اضافہ ہو گا یا نہیں۔

اب تک سوائے ٹنگ کا ذریعہ آمدنی لوگوں سے ملی ہو خیرات یا ٹھگی و فریب دہی

تھا۔ اس کو اپنے دماغ کی کاوش ذریعہ معاش کی اس نئی ایجاد پر ناز تھا۔ اس کے خوبصورت تحریر میں لکھے ہوئے خط، ہر اس شخص کے نام ہوتے جن کا چرچا عام ہوتا اور خصوصیت سے وہ ان کے نام جن کو ترکہ ملنے والا ہوتا، جن کی زندگیاں بڑے کامیاب دور سے گزر رہی ہوتیں، یہ خطوط اس کی پریشان حالی و بے سروسامانی کے تذکرات سے لبریز ہوتے تھے اور ان میں کچھ ڈالر مالی امداد دینے کی درخواست ہوتی تھی۔ اور ان ہی خطوط کے ذریعہ آئی ہوئی رقوم سے وہ کافی آرام وسکون سے زندگی گذار رہا تھا جب کبھی رقوم کے بھیجنے میں دیر ہو جاتی یا کم وصول ہوتیں تو وہ جیب کترنا یا بلیک میل کرنا شروع کر دیتا اور اس سائڈ بزنس میں اکثر وہ پولیس کی لپیٹ میں آجاتا تھا۔ اس کو مختلف اوقات میں اٹھائیس سال جیل میں کاٹنا پڑے تھے۔ اور اب پھر قید خانہ میں جانے کی اس میں ہمت نہ رہ گئی تھی۔

فٹ پاتھ کے کنارے کھڑے ہو کر اس نے سوچنا شروع کیا کہ اگر اس کو موجودہ ہفتہ کا کرایہ ادا کرنا ہے تو یہی صورت ہو سکتی ہے کہ وہ کسی کی جیب کاٹے۔ لیکن صبح کے واقعات اور خصوصاً سارجنٹ ڈونوان سے اس کی ملاقات نے، اس کے اس منصوبے پر پانی پھیر دیا تھا اور اس نے کسی کم خطرناک ذریعہ سے روپیہ فراہم کرنے کی اسکیم سوچنا شروع کر دی تھی۔

جیسے ہی وہ فٹ پاتھ سے اس پار گذرنے والا تھا، اس نے ایک دراز قد شخص کو امیسٹرن نیشنل بنک کے عقبی دروازہ سے نکلتے دیکھا۔

سمائے ٹنگ نے فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ شخص ہے جو کل شب نے کارسن کو اس کی قیامگاہ پر لوٹا کر لایا تھا۔

سوانے ٹنگ کا دماغ تیزی سے چلنے لگا۔ وہ سڑک پار کرکے اس شخص کے پیچھے پیچھے روانہ ہوگیا۔

سوانے ٹنگ کو سابقہ تجربات سے معلوم ہوگیا تھا کہ پولیس میں مخبری کرنا اس کے مفاد کے لئے سم قاتل ہوتا تھا۔ اس لئے جب ڈوفوان نے اس سے پوچھا کہ آیا اس نے فنے کے ساتھ کسی شخص کو دیکھا تھا، تو اس نے اپنا منہ بند رکھا۔

اگر سوانے ٹنگ چاہتا، تو وہ ڈولوان کو نہایت قیمتی اطلاعات بہم پہنچا سکتا تھا۔ اس نے ہالینڈ کو فنے کی رہائش گاہ سے نکلتے دیکھا تھا، لیکن ہالینڈ کے فنے کی قیام گاہ سے نکل کر جانے سے بیس منٹ پہلے اس نے کسی اور شخص کو بھی مقتولہ کے کمرے سے نکل کر جلدی جلدی زینہ سے اترتے محسوس کیا تھا۔ اور فوراً ہی وہ اپنے نیم وا دروازہ کے پاس آ گیا تھا لیکن جو کوئی بھی شخص ہو، وہ اتنا جلدی جلدی زینہ سے اترا، کہ سوانے ٹنگ اس بھاگنے والے شخص کی جھلک بھی نہ دیکھ سکا پہلے اس کو خیال ہوا کہ ہالینڈ ہی گیا ہوگا، لیکن جب اس نے بعد میں آہستہ آہستہ ہالینڈ کو زینہ سے اترتے دیکھا، تو اس نے خیال کیا کہ مقتولہ کے مکان میں مقتولہ اور ہالینڈ کے علاوہ اور شخص بھی تھا۔ جب ڈوفوان نے اس کو بتایا کہ فنے ہلاک کردی گئی، تو اس کو یقین ہوگیا کہ وہی شخص جو جلدی جلدی زینہ سے اترا تھا، لازمی قاتل ہوسکتا ہے۔ اور اسکو اپنے اوپر سخت غصہ آیا کہ اس نے اس نادر موقع کو کیوں ضائع کردیا، کاش اس نے دیکھ لیا ہوتا کہ وہ شخص کون تھا۔

بہرحال وہ اس نادر موقعہ پر چوک جانے کی غلطی سے گھاٹے میں رہنا نہیں چاہتا تھا۔ یہ نوجوان آدمی، جو اس سے چند گز آگے جا رہا تھا، فنے کی موت کے

وقت اس کی جائے رہائش میں تھا۔ اس شخص کو بھی پریشان ہونا چاہیے کیونکہ پولیس اسی کو نفے کا قاتل تصور کرتی ہوگی۔ ہر ایسا آدمی جس پہ کسی جرم کا شبہ ہو سکے اس کے لئے موثر ذریعہ آمدنی ہو سکتا تھا۔

علامتاً یہ اس کی خوش قسمتی کا دن تھا، سوائے ٹنگ نے سوچا۔ اسی لئے سب کام بڑی ہوشیاری سے ہونا چاہیے۔ لیکن اس کو شک تھا کہ وہ اس نوجوان سے کوئی معتد بہ رقم اپنی زبان بندی کے وعدے پر حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو سکے گا یا نہیں۔

وہ ایسٹرن نیشنل بینک کے عقبی دروازہ سے نکلا تھا اس لئے سوائے ٹنگ نے اپنے بیکانیز کتے لیو کو بغل میں داب کر، سڑک پر اطمینان سے چلتے ہوئے سوچا کہ یہ شخص بینک میں کام کرتا ہے اس لئے امیر تو نہ ہوگا لیکن پھر بھی اس کی معقول و مستقل آمدنی ہوگی اس لئے کسی غیر معمولی رقم کے یک مشت مطالبہ کے بہ نسبت یہ زیادہ بہتر ہوگا کہ تیس ڈالر ماہوار مانگے جائیں، لیکن فوراً ہی اسے خیال آیا کہ ایک مستقل ملازمت رکھنے والے شخص کے پاس یقیناً اچھی خاصی رقم پس انداز شدہ بھی ضرور ہوگی اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ ایک معتد بہ رقم کا سوال کیا جائے، یعنی چند سو ڈالر یک مشت اور تیس ڈالر کی ماہوار ادائگی۔

وہ ہالینڈ کا پیچھا کرتا ہوا ایک بس پر سوار ہوا، جہاں اس نے اپنا چہرہ اخبار سے چھپا لیا، تاکہ شکار کے تعاقب کا جوش و خروش اس کے چہرے پر دیکھ کر ہالینڈ بھڑک نہ جائے۔۔

اس کا کتا بھی حالات کو سمجھ رہا تھا اور غالباً اسی لئے وہ اپنے مالک کی گود میں بے حس و حرکت دبک کر بیٹھ گیا تھا۔

بیس منٹ کے بعد ہالینڈ، سوائے ٹنگ سے مس ہوتا ہوا بس سے اترا لیکن اسے نہ دیکھ سکا۔

سوائے ٹنگ اس کے پیچھے لگ گیا۔ ہالینڈ نے سڑک کے نکڑ پر کھڑے ہو کر اخبار خریدا اور وہیں رک کر اسٹاپ پریس کی خبروں کو پڑھنے لگا۔ ہالینڈ کی بغل میں دو بنڈل بھی دبے ہوئے تھے۔

سوائے ٹنگ پہلے ہی اسٹاپ پریس کی خبروں کو پڑھ چکا تھا اور اس کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ کیا ہیں۔ چنانچہ وہ دلچسپی سے ہالینڈ کے چہرے پر نمایاں ہونے والی سفیدی اور گھبراہٹ کو دیکھتا رہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ گھبرایا ہوا نظر آتا ہے" سوائے ٹنگ نے لیو کے مخملی سر کو اپنی کرمک زدہ انگلیوں سے تھپتھپاتے ہوئے سوچا۔ اب معاملہ بہت آسان معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ خوفزدہ لوگ بڑی آسانی سے دام میں پھنس کر منہ مانگی رقم دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ معاملہ اس کے کل کارناموں میں سب سے آسان و نفع بخش ظاہر ہو رہا تھا۔

اس نے ہالینڈ کو فٹ پاتھ سے گذر کر ایک بنگلہ کے سامنے رکتے اور ایک فربہ اندام بڑھیا سے، جو اسی بنگلہ کے بغل والے مکان کے چاروں طرف لگی ہوئی جھاڑیوں سے ظاہر ہوئی تھی، باتیں کرتے دیکھا۔ اور جب وہ بنگلہ میں اندر چلا گیا، تو سوائے ٹنگ سڑک پار کر کے، درختوں کے نیچے بچھی ہوئی ایک بنچ پر بیٹھ گیا جہاں سے وہ بنگلہ پر نظریں جمائے رکھ سکتا تھا۔

لیو کو بنچ پر اپنے پہلو میں چھوڑتے ہوئے سوائے ٹنگ نے اپنے دل میں کہا

کہ جلدی کا کام شیطان کا اور اس نے ٹوپی اتار کر اپنی چمکتی ہوئی پیشانی کو پونچھا۔ اب دوسرا کام یہ معلوم کرنا تھا کہ یہ نوجوان شخص کون تھا۔ اور اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ معلوم کرنا تھی کہ آیا وہ شادی شدہ اور بال بچے دار ہے یا نہیں۔

بیوی اور بچوں کی موجودگی، سوائے ٹنگ کی دست درازیوں میں بڑی مفید کڑی ہوتی تھی، اس لئے اس نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ کر بڑے سکون و اطمینان سے ٹھنڈی سانس لی۔ اور بے فکری کے ساتھ سوچنے لگا کہ اگر وہ شادی شدہ ہے تو ہو سکتا ہے کہ اسکی بیوی باغ میں تفریح کرنے کے لئے نکل آئے۔

سوائے ٹنگ میں صبر کا بڑا مادہ تھا۔ ساری عمر وہ واقعات ظہور پذیر ہونے کا عادی رہا تھا، کبھی اس نے خود سے واقعات کو اپنی مرضی کے موافق توڑنے مروڑنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اسلئے شام کی سنہری دھوپ میں پراگندہ خاطر و مضمحل بیٹھا آنے والے واقعات کا انتظار کرتا رہا۔ لیاس کی گود میں بیٹھا تھا جس کے ریشمی بالوں کو وہ اپنی فربہ انگلیوں سے کبھی کبھی بے خیالی میں سہلانے لگتا۔

قریب سوا گھنٹے بعد اس نے ایک موٹر کو نکڑ سے گھوم کر، اسی سڑک پر تیزی کے ساتھ آتے دیکھا اور جب اس نے ڈرائیور کو پہچانا تو چوکنا ہو گیا۔ اور اس کے منھ سے بے ساختگی میں آہستہ سے نکل گیا "پولیس"

جلدی سے اس نے اخبار کھول کر اپنے چہرہ کو چھپا لیا اور مستقل آمدنی ہونے کا خیال، سارجنٹ ڈونوان کو موٹر سے اترتے دیکھ کر، موہوم و ناممکن بن کر فضا میں اڑ گیا۔

اپنی بدقسمتی پر افسوس کرتے ہوئے وہ سوچنے لگا کہ پولیس والے کیونکر اس شخص کا

اتنی جلد یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ کیسی بدقسمتی ہے کہ بجائے فوراً اس شخص سے ملنے سکے، وہ انتظار کرتا رہا۔ پھر اس نے یہ سوچ کر خدا کا شکر ادا کیا کہ اس وقت وہ بنگلہ کے اندر مصروف گفتگو نہ تھا ورنہ معلوم نہیں اس کا کیا حشر ہوتا۔

اس نے دیکھا کہ دو جاسوسوں نے روش سے گذر کر گھنٹی بجائی۔ پھر دیکھا کہ ذرا دیر بعد دروازہ کھلا اور وہی نوجوان شخص نمودار ہوا۔ تینوں کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اور پھر دونوں جاسوسوں کو پلٹتے اور موٹر کے پاس آتے دیکھ کر، اس کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی۔

اس کے کیا معنی ہیں۔ اس نے اخبار کی آڑ سے جھانکتے ہوئے اپنے دل میں سوچا کہ انھوں نے اس کو گرفتار کیوں نہیں کیا

پولیس کار کو نکڑ پر غائب ہوتا دیکھ کر اس نے لیو کو اٹھایا اور جلدی سے سڑک کے کونے تک گیا، تاکہ پولیس کے ان حدود سے چلے جانے کا اطمینان کرے۔

اس نے دیکھا کہ موٹر تیزی سے چلتی ہوئی ایک مکان کے سامنے جا کر رکی اور دونوں پولیس کے جاسوس کار سے اترے اور ایک فربہ اندام، لحیم شحیم، تنومند آدمی سے باغ میں گفتگو کرنے لگے۔

تھوڑی دیر کے بعد دونوں مکان نما کے اندر چلا گیا اور دوسرا جاسوس اسی فربہ اندام شخص کے پاس کھڑا رہا۔

یہ تمام باتیں سوائے ٹنگ کو حیرت میں ڈالے ہوئے تھیں۔ وہ ایک درخت سے ٹیک لگائے، دوسروں کی آنکھوں سے اوجھل، سب کارروائی دیکھا کیا۔

کچھ دیر بعد دونوں نے باہر آ کر فربہ اندام شخص کو اشارہ سے بلایا۔ سب دوبارہ

مکان میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر دیا گیا۔

سوائے ٹنگ کھڑا ہوا انتظار کرتا رہا۔ قریب ایک گھنٹہ بعد صدر دروازہ کھلا، دونوں جاسوس باہر نکلے، روش سے گذر کر موٹر کے پاس آئے اور فوراً روانہ ہو گئے۔

بالکل اچنبھے میں ہو کر کہ انھوں نے کوئی گرفتاری نہیں کی، سوائے ٹنگ اسی بنچ کے اوپر جو ہالینڈ کے بنگلہ کے مقابل تھی، جا کر بیٹھ گیا۔ اور تعجب سے سوچنے لگا وہ فربہ اندام شخص کون تھا؟ اور پولیس اس سے ملنے کیوں گئی۔ ؟ کیوں نہ انھوں نے نوجوان شخص کو پکڑ لیا؟ جو کہ اتنے فاصلہ سے بھی کتنا ڈرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اس نے پولیس کو مطمئن کر دیا کہ وہ فنے کے یہاں نہیں گیا تھا۔ ان سب باتوں کے علاوہ کہیں پولیس دوبارہ تو نہ آئے گی۔

ان ہی وجوہات کی بنا پر اس نے تھوڑی دیر اور انتظار کرنے کا فیصلہ کیا۔

اندھیرا ہو چلا تھا کہ اس نے اسی فربہ اندام شخص کو، سڑک پر اسی طرف آتے دیکھا سوائے ٹنگ دلچسپی سے اس کو تاکا کیا۔

میرے خدا۔ اس نے سوچا۔ یہ شخص ایسا سہما ہوا نظر آ رہا ہے گویا اس کو کوئی سخت صدمہ ہوا ہے۔

اس نے شخص مذکور کو بنگلہ کے باہر رک کر، پھاٹک کھولتے اور اندر باغ کی روش پر سے گذرتے دیکھا۔ وہی نوجوان دروازہ پر آ کر اس شخص کو لئے اندر چلا گیا۔

سوائے ٹنگ پھر انتظار کرتا رہا۔

قریب آدھا گھنٹہ گذرا ہوگا کہ اچانک صدر دروازہ کھلا اور فربہ اندام شخص، روش

سے باہر آتا نظر آیا۔ وہ جلدی جلدی بے ہنگم قدم ڈالتا ہوا چلا آرہا تھا۔ اس کا چہرہ اترا ہوا اور بالکل سفید ہو چکا تھا۔

سوائے ٹنگ اب کسی قیمت پر نہ رک سکتا تھا۔ اس لئے اس نے لیو کو اٹھا کر سڑک پار کی۔ پھاٹک پر پہنچ کر ادھر ادھر نظر دوڑائی، وہ جھجک رہا تھا کہ کہیں اچانک پولیس پھر نہ لوٹ آئے۔ اگر اس کو کرائے کا بندوبست کرنے کے لئے روپیہ فراہم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ اس ملاقات کو کل تک کے لئے ملتوی کر دیتا۔ لیکن اشد ضرورت ہونے کے سبب سے اب ملتوی نہیں کر سکتا تھا۔

باغ کے پھاٹک کا کھٹکا کھول کر، روش سے ہوتا ہوا وہ صدر دروازہ کے سامنے رکا۔ یہاں دہلیز پر لیو کو چھوڑ کر، اس نے اپنی ملگجی انگلی سے گھنٹی کا بٹن دبا دیا

(۳)

خلنٹ سٹی میں، صرف رفیل سوائے ٹنگ ہی ایسا شخص نہیں تھا، جو لوگوں کی دکھتی ہوئی رگ معلوم کر کے، ناجائز فائدہ اٹھاتا تھا۔ پیراڈائس لوئی، یا جس کا اصلی نام لوئی ماچینی تھا، وہ بھی ایسی کارروائیوں میں خوب دستگاہ رکھتا تھا جب اس نے ہرالڈ اخبار کے اسٹاپ پریس کالم کی خبروں کو پڑھا تو فوراً ہی اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ ہو نہ ہو جانی ہی نے فے کو قتل کر دیا ہے

اس کو یاد تھا کہ کل شب جانی اس سے فے کا پتہ پوچھنے آیا تھا۔ اگر حال ہی میں فے نے لوئی کی شہوانی خواہشات کو نہ ٹھکرایا ہوتا، تو شاید وہ جانی کو ہرگز نہ بتاتا کہ فے کارسن سے اس سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے، لیکن اپنی کمینہ خصلت کے باعث اس نے جانی کو وہ تمام معلومات بہم پہنچا دی تھیں جو وہ جاننا چاہتا تھا۔

تیس گھنٹے

لوئی کو یقین تھا کہ جس طرح جانی نے معالج گاہ جانے سے پہلے نفے کارین کو مار اپیٹا تھا اسی طرح اب بھی زدوکوب کرے گا، لیکن یہ بات اسکے وہم وگمان میں بھی نہ تھی کہ وہ اسے قتل ہی کر دے گا۔

اس نے اخبار کرائی دھول سے اٹی ہوئی ڈیسک پر ڈال کر، کرسی پیچھے کھسکائی اور سگریٹ پینے کو بڑھا۔

لوئی دبلا پتلا پینتیس سالہ کثیف شخص تھا۔ جس کے سیاہ میلے بال اور چھیدری بھنی مونچھیں تھیں اور جس کے بدنما رخساروں کی رنگت شام کو نیلی نظر آتی تھی۔

اس نے محسوس کیا کہ اگر اس نے پولیس کو بتا دیا کہ جانی اس سے نفے کا پتہ پوچھ رہا تھا۔ تو پولیس والے باوجودیکہ کہ بدھو ہوتے ہیں، پھر بھی فوراً ہی سمجھ لیں گے کہ جانی ہی نے اسکو قتل کیا ہے۔ اس لئے اس کارآمد اور قیمتی راز کے لئے کوئی اچھا اور بڑا گاہک تلاش کرنا مناسب ہوگا۔

اسے قطعی امید نہ تھی کہ جانی کہیں روپوش ہو سکتا ہے، کیونکہ بہن کے سوا اسکے لئے اور کہیں جگہ نہ تھی اور بہن کے مالدار ہونے کا اسے یقین تھا۔

لوئی دل ہی دل میں مسکرا کر سوچنے لگا، گلڈا ایک موٹی مرغی ہے جس کے گانوں کے ریکارڈ بھرے جاتے ہیں۔ نائٹ کلبوں میں اسکا طوطی بولتا ہے، اگر اسے ترغیب دی گئی تو اس سے کافی روپیہ اینٹھا جا سکتا ہے، اگر اس پر رعب طاری ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ دوست بن کر پہلو بھی گرم کر سکے۔

لوئی ایک اوباش طبیعت انسان تھا، اسکا پہلو حسین معشوقوں سے کبھی خالی نہ رہا، لیکن انمیں سے کوئی بھی اعلیٰ طبقہ کی عورت نہ ہوتی۔ اگر گلڈا اسکے دام میں پھنس گئی تو

اسے مالی اور تفریحی دونوں فائدے حاصل ہو جائیں گے۔

لوئی اٹھا اور اس نے آئینہ کے سامنے جا کر اپنی نیلی ٹھوڑی کو دیکھا تو اسے خیال ہوا کہ اس کو شیو کر کے نیا کالر بدلنا چاہیئے۔ آج وہ کیسانوا کے اسٹیج پر جلوہ افروز ہونے جا رہی ہے وہیں جا کر وہ اس سے ملے گا اور گفتگو کرے گا اس کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ اس کو شیشہ میں اس طرح اتارنے گا کہ گلڈا اس کو اپنی تیا مگاہ پر مدعو کرے گی۔ اس کے علاوہ اس کو اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ جانتی کو کس قدر عزیز رکھتی ہے اس نے سوچا کہ اگر گلڈا اسکی دوست بن جانے پر تیار ہو سکی تو وہ نقد مطالبہ سے بھی دست بردار ہو جائیگا کیوں کہ گلڈا ان بد اطوار اور بد خو لڑکیوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ بلند ہستی تھی جن سے وہ اپنا پہلو گرم کیا کرتا تھا اور جو بیرا ڈائز کلب میں شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے گرد جمع ہو جایا کرتی تھیں۔

دراصل روپیہ پیسہ کی اسے کوئی خاص پرواہ نہ تھی اسے تو ایک بلند سوسائٹی میں مقبول ہونے والی حسین معشوقہ کی ضرورت تھی۔

چند گھنٹوں بعد، وہ کیسانوا کے آراستہ ہال میں داخل ہوا۔ جہاں برآمدہ سے گذر کر جب وہ ایک میز کے پاس پہنچا تو منتظمین نے ان جیسے بے وقعت شخص کی کوئی پرواہ کی لیکن لوئی پر اسکا کوئی اثر نہ ہوا، ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے وہسکی اور سور کے گوشت کی ایک پلیٹ کا آرڈر دیا اور اس کے آجانے کے بعد وہ گلڈا کا انتظار کرنے لگا۔

تقریباً بیس منٹ بعد گلڈا بغیر فیتہ کی چست سنہری ریشمی ایوننگ گون میں ملبوس، داخل ہوئی۔ جس کو وہ بڑے ذوق و شوق سے دیکھا گیا۔ اسے دیکھ کر اس نے سوچا کہ واقعی لڑکی بڑی ہی

دلفریب ہے اور اگر وہ اس کے ہتھے چڑھ گئی تو لطف ہی آجائے گا۔

لیکن جب گلڈا نے گانا شروع کیا تو اس کی مہین دسریلی آواز نے اس پر کوئی اثر نہ کیا کیونکہ اس کے اپنے کلب کی گانے والیاں ایسی تیز آواز میں گاتی تھیں کہ سارا ریسٹوران گونج اٹھتا تھا۔

بہرحال جب دوبارہ جلوہ افروز ہونے کے بعد گلڈا، پردہ کے پیچھے چلی گئی تو لوئی اپنی کرسی کھسکا کر اٹھا اور ڈریسنگ روم کی سمت روانہ ہو گیا اور وہاں ایک مغنیہ نے اسے بتا دیا کہ وہ کہاں ہوگی ——— اور جب اس نے دروازہ کا بٹن دبایا تو گلڈا نے دروازہ کھول دیا۔

اس وقت وہ سبز لبادہ پہنے ہوئے تھی جس نے اس کی رنگت کو اور نکھار دیا تھا وہ اتنی بارعب نظر آرہی تھی کہ لوئی کی ہمت نہ پڑ سکی کہ وہ اسے ہم آغوش کر لے۔

گلڈا نے اس کی طرف دیکھا اس کی زمردیں آنکھوں سے اس وقت سرد مہری اور استقلال ٹپک رہا تھا اسنے پوچھا "کہو کیا ہے ؟"

لوئی کو یاد آیا کہ اسی انداز سے ایک اور موقعہ پر اس نے اس کو دیکھا تھا۔ کیونکہ مستقل شناسائی ہونے سے پہلے، اس دوشیزہ نے ایک مرتبہ اس کے کلب میں گانا گایا تھا اس وقت اس نے گلڈا سے اپنا مدعائے خاص حاصل کرنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن کامیاب نہ ہو سکا تھا نا کامیاب رہا تھا۔

لوئی نے سوچا اس بلبل ہزار داستان کو سبق دینا چاہیئے، اس کا غرور توڑ کر اسے اتنا مجبور کر دینا چاہیئے کہ جب جہاں چاہے اسے اپنے ساتھ لیجا سکے۔

" میں نے جانی کو کل رات دیکھا تھا" لوئی نے دروازہ سے ٹیک لگاتے

ہوئے کہا "چنانچہ اسی سلسلہ میں کیا تم مجھ سے کچھ گفتگو کرنا پسند کرو گی؟"

لڑکی کا غرور و تمکنت ٹوٹتا نظر آیا۔ اس کے بشرے سے روکھا پن دور ہو کر ہوائیاں اڑتے نظر آنے لگیں، اور اس تبدیلی سے لوئی دل ہی دل میں بہت زیادہ خوش ہو گیا

"اس سلسلہ میں کیا بات چیت تم کرنا چاہتے ہو؟" گلڈا نے عجلت سے پوچھا۔

"پیاری حسینہ! بہت کچھ بات کرنا ہے" کہتا ہوا لوئی آگے بڑھا اور گلڈا قدرے پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن لوئی بے تکلفی سے آگے بڑھتا ہوا بولا "پیاری اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور مجھ سے بے تکلف ہو کر بات کرو۔

گلڈا نے جذبہ ہوتے ہوئے کہا "میں یہ بدتمیزی پسند نہیں کر سکتی تم یہاں سے باہر چلے جاؤ۔

"تم میری موجودگی پسند کرو گی" لوئی نے کمرے میں پڑی ہوئی صرف ایک ہی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا "اکثر و بیشتر دوشیزائیں مجھ سے مانوس ہو جاتی ہیں۔ اور میں تو گویا ان باتوں کا عادی ہو چکا ہوں"

گلڈا لوئی کی دلی کیفیات کو سمجھنے کی کوشش کرنے کے لئے، پڑی ہوئی ایک کوچ پر بیٹھتے ہوئے بولی "تمہارا منشا کیا ہے؟"

لوئی نے کہا "جانی مجھ سے کل شب ملنے آیا تھا اور معلوم کرنا چاہتا تھا کہ فے کارین کہاں مل سکتی ہے۔ اور میں نے اس کو فے کا پتہ بتا دیا تھا۔ لیکن اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ وہ اس کو قتل کرنے جا رہا ہے تو قطعی نہ بتاتا۔ اسی لئے میں نے سوچا کہ پولیس کو کوئی بیان دینے سے پہلے تم سے مل لوں"

گلڈا خاموش بیٹھی رہی۔ اس کا چہرہ مثل برف کے سفید ہو رہا تھا اور آنکھیں

چمک رہی تھیں۔

"جانی نے اس کو نہیں قتل کیا۔" گلڈا نے قدرے تیز لہجہ میں کہا۔

"لیکن پولیس یہی خیال کرے گی۔" لوئی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیونکہ وہ تفتیش کو جلد ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اور جانی ان کی نظروں پر چڑھا ہوا ہے۔"

کچھ دیر تک گلڈا لوئی کو تاکا کی۔

"تم کتنا چاہتے ہو؟" دوشیزہ نے مٹھیوں کو بھینچتے ہوئے پوچھا۔

لوئی نے متعجبانہ اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"پیاری تم بڑی جلد بازی سے کام لے رہی ہو۔" اس نے توصیفی نظر سے کہا "کیونکہ کچھ لڑکیاں اکثر......"

"زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں، تم کیا مانگتے ہو یہ بتاؤ۔" گلڈا نے دریافت کیا

"میرا خیال ہے کہ میں آج شب تمہارے ہی مکان پر گذاروں اور اس کے بعد بھی تم مجھے اس کی اجازت دیتی رہو۔"

گلڈا نے کہا۔ "تو گویا روپیہ نہیں درکار ہے۔"

لوئی سمجھا کہ گلڈا اس کے مطالبات تسلیم کر رہی ہے اور یہ محسوس کر کے وہ بہت خوش ہو کر بولا۔

"میرے پاس روپیہ ہے۔ میں نے تم کو روپیہ کی خاطر نہیں روکا، لیکن اگر تم کو میرے ساتھ شب باشی میں تکلف ہوا تو بیشک میں پھر تم سے اور کوئی گفتگو اس سلسلہ میں نہ کر سکوں گا۔

گلڈا نے بڑھ کر سگریٹ اٹھائی اور جلا کر دیا سلائی ایش ٹرے میں ڈال دی۔

اور سنجیدگی کے ساتھ بولی "لوئی میں اس مسئلہ کو سوچوں گی"

"میں چاہتا ہوں پیاری کہ آج ہی شب سے ابتدا ہو" اس لئے تم جلدی سوچ سمجھ کر جواب دو تو بہتر ہو۔

گلڈا نظریں نیچی کئے اپنی انگلیوں کو دیکھتی اور پھر بولی۔

"تو گویا جانی کے بارے میں تم کسی سے کچھ نہ کہو گے"

"میں کسی سے بھی اس کا ذکر نہ کروں گا۔ بشرطیکہ تم مجھ کو خوش رکھو۔

"مجھ کو ذرا سوچنے کا موقعہ دو۔ جیٹ ننگی پٹ بیاء کے مقولہ پر کاربند نہ ہو" گلڈا نے جواب دیا۔

"کلب سے جانے تک تم کو سوچنے کا موقعہ ہے۔ اس سے زیادہ میں انتظار نہیں کر سکتا۔ آگے تم کو اختیار ہے" لوئی نے شان استغنا کے ساتھ کہا اور گلڈا کی طرف دیکھنے لگا۔

لڑکی نے شانوں کو حرکت دیتے ہوئے کہا "بہرحال۔ مجھ کو کوئی عذر نہیں، تم معاملہ کو طے ہی سمجھو"

مارے خوشی کے لوئی کا چہرہ چمک اٹھا۔ کوئی اور دوسرا آدمی ہوتا تو شک کرنے لگتا۔ لیکن وہ بڑا جہاں دیدہ تھا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ تمام عورتیں اس سے جلد یا بدیر مانوس ہو ہی جاتی ہیں۔ اور گلڈا کے اچانک سپر انداخت ہو جانے کو اس نے اپنی اقبال مندی کی دلیل سمجھ لیا۔

"پیاری تم بڑی عاقل و فرزانہ نکلیں" اس نے اٹھ کر لڑکی کے پاس جاتے ہوئے کہا "یہ تمہارا فیصلہ ایک دائمی اور پر لطف دوستی کی ابتدا ہے" اور اسکے بعد

اس نے گلڈا کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے بوسہ لینے کی کوشش کی، لیکن گلڈا نے اس کو بزور ہٹا دیا جس سے وہ بہت متعجب ہوا۔

"تم میرے میک اپ کو خراب کر دو گے" گلڈا نے تیزی سے کہا۔ "ہٹو مجھ سے دور رہو۔"

لوئی نے کھیسیں نکالتے ہوئے کہا، جان من کم سے کم آج شب کے لئے تو تم حیل وحجت نہ کرو۔

گلڈا نے اس کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھا اور دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔
"مجھ سے اسٹیج کے دروازے پر ایک گھنٹہ بعد ملنا۔
کیونکہ اب مجھ کو لباس تبدیل کرنا ہے۔"

لوئی نے کہا۔ "بہت بہتر۔ اس وقت تک خبر کرکے باہر تمھاری آمد کا انتظار کروں گا۔"

گلڈا نے کہا، لوئی تم فوراً باہر چلے جاؤ، اس لئے کہ میں ابھی تک تمھاری ملکیت میں نہیں آئی ہوں اور جس وقت میں لباس تبدیل کرتی ہوں اس وقت کمرے میں کسی کا رہنا پسند نہیں کرتی۔

لوئی نے کہا "واقعی تم ابھی تک میری نہیں بنی ہو لیکن میں تم کو اپنا بنا کر رہونگا۔
دروازے سے گذرتے ہوئے لوئی نے گھوم کر گلڈا کی طرف ترچھی نگاہوں سے دیکھا اور یہ کہنے لگا۔

"واقعی اگر تم ایسی ہی پاکیزہ خصلتیں رکھتی ہو تو تمھارے شریف و بلند مرتبہ ہونے میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔"

گلڈا نے کچھ جواب دئے بغیر دروازہ بند کر دیا۔

اور کچھ دیر تک وہ اس طرح ساکت وساکت کھڑی رہی کہ مشکل سے سانس لے سکی

اور پھر جب اس نے دروازہ کھولا تو یہ دیکھ کر اسے اطمینان ہوا کہ وہ جا چکا تھا۔

دوبارہ دروازہ بند کر کے اس نے قفل لگایا اور جلدی سے ٹیلیفون کے پاس جا کر

ٹیلیفون کرنے لگی۔

اسے علم تھا کہ سین اوبری ین اپنے کلب میں ہوگا۔ چند سکنڈ بعد اوبری ین کی آواز

فون پر سنائی دی۔

"سین ۔ میں مصیبت میں پھنس گئی ہوں" گلڈا نے کہا۔

"پیاری مت گھبراؤ" سین اوبری ین نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا "جب تک

میں موجود ہوں تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

اوبری ین کی تسلی آمیز باتیں سن کر اس کے دم میں دم آیا۔ کیونکہ کسی ایسے با اثر آدمی

کی پشت پناہی حاصل ہونا کچھ کم باعث تشفی نہیں ہوتا۔

گلڈا نے کہا "ٹونی مابخینی ابھی ابھی یہاں سے گیا ہے، جانی نے کل شب کو

اس سے فی کارن کا پتہ معلوم کیا تھا، اسی وجہ سے مابخینی مجھ کو بلیک میل کرنے کی کوشش

کر رہا ہے۔ وہ آج شب میری قیام گاہ پر شب باش ہونے کا خواہش مند ہے ورنہ

وہ جانی کے بارے میں پولیس سے سب باتیں کہہ دے گا۔

"پیاری تم ناحق پریشان ہو رہی ہو" اوبری ین نے نہایت نرم مغالطہ آمیز

آواز میں کہا "تم مصیبت میں بالکل نہیں ہو بلکہ مابخینی خود مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہے

میں سب انتظام کئے دیتا ہوں۔ تم مطلق فکرمند نہ ہو۔ تم ہر طرح کے رنج و فکر کو

فراموش کردو۔ اب کبھی وہ تم کو کسی طرح سے نہ ستا سکے گا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ وہ کلب میں ہے؟"

گلڈا نے کہا۔ "وہ اسٹیج کے دروازہ پر ایک گھنٹہ میں آجاوے گا۔"

"بہتر ہے۔ تم مطمئن رہو۔ جیسے ہی، تم اپنا کام ختم کروگی میں وہاں موجود ہوں گا ہم صدر دروازے سے روانہ ہوں گے۔ سردست تم مائیکنی کے بارے میں کوئی خیال نہ کرو اور سب باتوں کو بھول جاؤ"

فون پر اچانک خاموشی ہوجانے سے گلڈا ڈر گئی اور اس نے پوچھا۔

"مین۔ تم مائیکنی کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچاؤ گے؟ کیونکہ وہ بڑا خطرناک آدمی ہے خیال تو کرو اگر اس نے پولیس سے کہہ دیا۔۔۔۔۔۔"

"ارے سب ٹھیک ہے۔ مت گھبراؤ" اوبرین نے چکنے چپڑے انداز میں خوشامدانہ طور پر کہا۔ "میں جانتا ہوں کہ اسکا منھ کیسے بند کیا جاوے گا۔ پیاری تم تشویش نہ کرو۔ میں ابھی ابھی آتا ہوں۔"

گیارہ بجنے میں پچیس منٹ تھے کہ لوئی کینوا سے نکل کر اسٹیج دور کے سامنے ٹہلنے لگا۔

وہ شاداں و فرحاں، فتح و نصرت کے گیت گنگناتا ہوا، دروازہ کے سامنے ٹہل رہا تھا۔ اسٹیج ڈور سے چھنتی ہوئی روشنی کے سامنے اس نے سوچا کہ کل نخریہ وہ اپنی کامیابی کا حال اپنے دوستوں سے بیان کر سکے گا۔

لوئی کو اپنی کامیابیوں پر ہمیشہ فخر ہوا کرتا تھا۔ اور اپنی زندگی میں آج پہلی دفعہ اسکو محسوس ہوا کہ یہ کامیابی ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگی۔

اس نے اپنی دستی گھڑی کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک یا دو منٹ پہلے سے پہنچ گیا۔ چلو اچھا ہی ہوا کہ دوشیزہ کے لئے زیادہ دیر منتظر نہیں رہنا پڑا۔ کسی لڑکی کے انتظار میں مرد عموماً برافروختہ یا جز بز ہو جاتے ہیں امید ہے کہ وہ اس کو برافروختہ ہونے کا موقعہ نہ دے گی۔

ٹکس تاریکی میں، اپنے کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے، گلی میں اسی طرف آرہا تھا

"ارے لوئی" اس نے کہا "تم یہاں کس سوچ میں کھڑے ہوئے ہو؟"

لوئی نے برافروختہ ہو کر اس کی طرف دیکھا اور متعجب ہوا کہ کہاں سے یہ بھوت نازل ہو گیا ہے؟"

"میں ایک لڑکی کا انتظار کر رہا ہوں" لوئی نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

ٹکس مسکرایا لیکن اس کی مسکراہٹ کوئی معمولی مسکراہٹ نہ تھی۔ کیونکہ لوئی اچانک متردد ہو گیا۔

"یہ کہیں تم گلاڈارمین کے منتظر تو نہیں ہو" ٹکس نے پوچھا۔

"تمہارا اس سے کیا سروکار ہے؟" لوئی نے ذرا پیچھے ہٹتے ہوئے استفسار کیا

"یار بہت کچھ سروکار ہے" ٹکس نے اپنے ہاتھ کو جیب سے نکالتے ہوئے جواب دیا جس میں ایک آٹومیٹک (پستول) لوئی کی طرف رخ کئے ہوئے تھا۔

"خیر۔ اب میرے ہمراہ چلو۔ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ وہ اب ادبری ین کی ملکہ ہے؟"

لوئی یہ سن کر دنگ رہ گیا، چند منٹ قبل جس چہرے پر کامیابی کی مسرت جھلک رہی تھی وہ متوحش اور زرد پڑ گیا تھا۔

"چلو۔ بڑھو" ٹکس نے دوبارہ کہا "تم آگ و پانی سے کھیل رہے ہو،

بمشکل تمام آواز پر قابو پا کر لوئی نے کہا مجھے قطعی علم نہ تھا کہ گلڈا اور بری ین کی ہو چکی ہے، اسے مجھ سے کہنا تو تھا۔

"وہ تم سے کیوں ذکر کرتی" ٹکس نے پستول کو لوئی کی پسلیوں سے لگاتے ہوئے کہا "آؤ بس اب یہاں سے روانہ ہو"

لوئی لڑکھڑاتا ہوا متزلزل حالت میں گلی کے نکڑ تک گیا۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتا تھا کہ فرار ہونا اور ٹکس سے بچ نکلنا محال ہے۔

گلی کے سرے پر ایک کار موجود تھی جس میں اسٹرنگ وہیل کے سامنے، ڈرائیور ایک موٹا تازہ خوش مذاق بدمعاش بیٹھا تھا جس کی ریش بلا حجامت تھی اور جس کے چھدرے بالوں کی گھونگر والی لٹیں ٹوپی سے نکل کر کانوں پر پڑی ہوئی تھیں،

"اوہو۔ لوئی" اس نے موٹر کی کھڑکی سے جھانکتے ہوئے کھیسیں بہا کر کہا۔

"عرصہ سے تم کو نہیں دیکھا تھا"

لوئی موٹر کی پچھلی سیٹ پر جا بیٹھا۔ ٹکس کے پستول کی نال بدستور اس کی پسلی سے لگی ہوئی تھی۔ پھر بھی اس نے کسمسانہ شروع کیا۔

"ٹکس ہم کہاں جا رہے ہیں؟" اس نے گلوگیر مدھم آواز میں پوچھا۔

"ہم تم کو گھر لئے جا رہے ہیں" ٹکس نے دوستانہ انداز میں کہا۔

"لیکن وہاں جانے کا یہ راستہ نہیں ہے" لوئی نے افسردہ خاطر ہو کر کہا "ٹکس سنو۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ مجھ کو بالکل نہیں معلوم تھا کہ گلڈا اور بری ین کی محبوبہ ہے"

"انسان کچھ کھو کر ہی سیکھتا ہے" ٹکس نے جواب دیا "جانی ڈارمین کی کل شب تم سے ملاقات کا ذکر، کس سلسلہ میں بیان کیا گیا؟"

لوئی نے جس کے چہرہ پر سرد پسینہ کے قطرہ ظاہر ہو گئے تھے، ٹکس کی طرف گھورا
—— اور پھر بولا۔
"ٹکس۔ یہ صرف معمولی گفتگو تھی۔ کیونکہ میں نے خیال کیا کہ شاید میں اس طریقہ پر
اسے خوفزدہ کر سکوں بس اس کے علاوہ میرا اور کوئی منشا نہ تھا۔"
"آقائے نامدار کو نہیں منظور ہے کہ ان کی معشوقائیں خوفزدہ کی جائیں" ٹکس نے
جواب دیا۔ اور پھر وہائٹی سے مخاطب ہو کر بولا۔ "یہیں پر موٹر روک لو۔"
وہائٹی نے بریک لگایا۔ جس سے گاڑی فوراً رک گئی۔
لوئی سامنے غیر آباد پھیلے ہوئے خطہ زمین کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا۔ کیونکہ اس قطعہ
زمین کے اس پار دریا نظر آتا تھا۔
"سنو ٹکس۔ میں قسم کھاتا ہوں......"
"اماں ان چوچلوں کو رہنے دو۔" ٹکس نے موٹر سے اتر کر کہا۔ اور پستول سے
دھمکایا۔ "اگر خیر چاہتے ہو تو بس سیدھی طرح اتر آؤ۔"
وہائٹی پہلے ہی اتر چکا تھا۔ اس نے جیب سے ایک بائسکل چین نکالا، جس کو
اس نے اپنے داہنے ہاتھ پر لپیٹنا شروع کیا۔
لوئی موٹر سے اترا۔ اس کے پیر اس قدر لڑکھڑا رہے تھے کہ قریب تھا کہ گر پڑے
ٹکس نے بھی پستول جیب میں رکھ کر، ہپ پاکٹ سے ایک سائکل چین نکالا۔
اور وہائٹی کی نقل کرتے ہوئے اس کو اپنے داہنے ہاتھ پر لپیٹنا شروع کیا۔
"اماں دوست۔ میں تو تم کو ختم کر دینا چاہتا تھا۔" اس نے آہستہ سے کہا "لیکن
ہمارا آقا اس طرح کی خونریزی کو پسند نہیں کرتا۔ اس نے کہا تھا کہ تمہاری صرف اتنی

مرست ہو، تاکہ یقین ہو جائے کہ آئندہ تم اس دوشیزہ کو نہ ستا سکو۔ اور تم میں پولیس سے چغلی کھانے کی بھی سکت نہ رہے۔ اور میرے یار اگر تم نے چغلی کھائی تو یاد رکھنا کہ آئندہ میں ہنٹر سے کراؤں گا، اور سارے جسم سے جلا جلا کر چربی نکال دوں گا۔ اور اگر اس پر بھی تم نہ مانے تو پٹرول چھڑک کر تم کو نذر آتش کر دوں گا۔"

"میرے پاس مت آؤ" لوئی اپنے سر کو بچانے کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے چلایا۔ "ارے مجھ سے دور رہو۔"

لیکن دونوں آدمی جھپٹ کر اس پر ٹوٹ پڑے۔

پانچواں باب

(۱)

جب گھنٹی بجی تو ہالینڈ اپنے کمرۂ خواب میں تھا تھوڑے وقفہ تک وہ متحیر و خاموش کھڑا رہا۔ وہ اتنا خوفزدہ تھا کہ جنبش بھی نہ کرسکا۔ اس نے سوچا کہ کیا پولیس لوٹ آئی کیا سارجنٹ اس سے دوبارہ پوچھ گچھ کرے گا۔؟ کیا اس کو بالکل نا امید ہو جانا چاہیئے اس نے بستر کے پائنتی میز پر رکھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا جس میں نو بج کر دس منٹ ہوئے تھے۔ اگر پولیس نہیں ہے تو پھر کون ہو سکتا ہے۔

اس نے جلدی سے کھڑکی کے پاس جاکر باہر دیکھا، تو پھاٹک پر کوئی موٹر نظر نہ آیا۔ اور یہ دیکھکر اسے یقین ہو گیا کہ پولیس نہیں ہو سکتی۔ اس یقین کے بعد اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اور برآمدہ میں آگیا۔

اگر وہ برآمدہ کے نکڑ سے یا ہال میں لگی ہوئی شیشہ کی کھڑکیوں سے جھانک لیتا کہ ملاقات کرنے کون آیا ہے تو آنے والا اسکو بالکل نہ دیکھ پاتا اس نے بڑھنے کا ارادہ کیا اور ایک آدھ قدم بڑھایا ہی تھا کہ اچانک رک گیا۔ کیونکہ برآمدہ کے وسط میں، خان بہادر کا کتا، کھڑا اس کی طرف گھور رہا تھا۔

کتا اس کی طرف گھورا کیا جس کی مینڈھک کے مانند ابھری ہوئی آنکھیں ساکت بے حرکت تھیں۔

ہالینڈ کے سارے جسم میں سردی کی تیز لہر دوڑ گئی۔ اس کتے کی غیر متوقع و اچانک آمد نے گویا اس کے سارے جسم کو مفلوج کر دیا تھا۔

اس نے ہال میں ایک آہستہ چلنے والے قدم کی آواز سنی۔ اور اس کے بعد سوائے ٹنگ سامنے موجود تھا۔ جس نے احمقانہ انداز سے ہالینڈ کو دیکھا اور پھر جھک کر کتے کو اٹھا لیا۔

"میں آپ سے لیو کی طرف سے معافی مانگتا ہوں۔" اس نے کہا "کیونکہ اس کو اس طرح سے نہیں گھس آنا چاہیئے لیکن میرا خیال ہے کہ وہ آپ سے کچھ ہل گیا ہے۔"
ہالینڈ نے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن الفاظ زبان سے نہ نکل سکے۔

"مسٹر ہالینڈ۔ میں آپ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔" سوائے ٹنگ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "کیا آپ ہی مسٹر ہالینڈ ہیں؟ کیونکہ میں نے چند خط ہال میں پڑے ہوئے دیکھے جو کہ آپ کو بھیجے گئے تھے۔ اس سے اندازہ تو یہی لگا ہے، کہ آپ ہی مسٹر ہالینڈ ہیں۔"

ہالینڈ میں تردید کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ کیونکہ خوف دہراس کے باعث اس کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟" ہالینڈ نے گلوگرفتہ آواز میں پوچھا۔

"میں صرف چند منٹ آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے لیو کے سر کو اپنی انگلی سے سہلاتے ہوئے جواب دیا "آئیے ہم لوگ بیٹھ کیوں نہ جائیں۔ کیونکہ میں آج دن بھر پریشان رہا ہوں جس نے مجھ کو تھکا کر چور کر دیا ہے۔ میں آپ کا زیادہ وقت برباد نہ کروں گا۔ صرف ایک کاروباری معاملہ میں گفت وشنید کرنا ہے۔" اسی وقت اس کی نظر نشست کے کمرے میں پڑی تو کہنے لگا "کمرہ تو بڑا آرام دہ معلوم ہوتا ہے ہم دونوں اسی میں چل کر کیوں نہ بیٹھیں۔" اور بغیر کسی انتظار کے وہ نشست کے کمرہ میں داخل ہو گیا

"کیسا پیارا کمرہ ہے!" اس نے کمرہ میں چاروں طرف ایک نظر ڈال کر کہا "کیسا جاذب نظر ہے! - واقعی مسٹر ہالینڈ یہ آپ کا اتنا دلفریب مکان دیکھ کر مجھ کو رشک ہوتا ہے" اچانک اس کی چندھی آنکھیں ان کے سلور فریم فوٹو پر پڑیں۔ تو کہنے لگا۔ "کیا یہ آپ کی بیگم صاحبہ ہیں - واقعی بڑی دلکش خاتون ہیں! بڑی پیاری معلوم ہوتی ہیں میرا خیال ہے شاید آج کل وہ یہاں موجود نہیں ہیں؟"

ہالینڈ نے اس موٹے جلغوزہ ایسے چکنے آدمی کو نشست کے کمرہ میں اس طرح بے تکلفی سے حرکت کرتے دیکھا گویا وہ مالک مکان ہے۔ ان کی حالت اس شخص کے اچانک مکان میں وارد ہو جانے کے صدمہ سے رفتہ رفتہ رو باصلاح ہوتی جارہی تھی۔ متعجب تھا کہ سوائے ٹنگ کو اسکا پتہ کیسے معلوم ہوا؟ اور اب اس کا کیا ارادہ ہے؟ کہیں وہ اس کو بلیک میل کرنے تو نہیں جارہا ہے۔

"ارے خوب۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے یہاں وہسکی بھی ہے" سوائے ٹنگ نے لکر کیبنٹ کے سامنے ٹھہرتے ہوئے کہا "کتنی اچھی الماری ہے - بہرحال مسٹر ہالینڈ آپ یقین مانیں کہ میں ایسا ہی کیبنٹ حاصل کرنے کا متمنی رہا ہوں۔ یہ بہت کارآمد ہوتی ہے اور انسان کی فارغ البالی و آسودہ حالی ظاہر کرتی ہے۔ مجھ کو افسوس ہے کہ میری زندگی کچھ زیادہ کامیاب نہیں گذری۔ بعض لوگ بہ نسبت میرے زیادہ مرفہ حال اور خوش قسمت ہیں میں اگر اس میں سے کچھ پی لوں تو بد اخلاقی و بے ادبی تو نہ ہوگی؟ ہاتھ میں وہسکی کا گلاس اور بیٹھنے کو آرام دہ گدے دار کرسی، سے زیادہ کیا موزوں و مناسب موقعہ کاروباری گفت و شنید کا ہو سکتا ہے"

لیکر کوچ پر ڈال کر اس نے ایک بڑا وہسکی کا گلاس انڈیلا۔ اور گلاس کو لئے

ہوئے ایک آرام دہ کرسی پر جاکر بیٹھ گیا۔ پھر ٹوپی کو اتار کر اپنے پہلو میں فرش پر ڈال دیا اور مزے سے وہسکی پینے لگا۔

"بڑی روح افزا اور دل خوش کن ہے؟" اس نے ہالینڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "مسٹر ہالینڈ آپ بیٹھ کیوں نہیں جاتے؟"

ہالینڈ کمرے میں رکھی ہوئی ایک دوسری کرسی پر جاکر بیٹھ گیا۔

اور بولا "تم کیا چاہتے ہو؟"

"کل شب کے بارے میں مجھ کو آپ سے گفتگو کرنا ہے۔ میرے کمرے کی اوپری منزل پر ایک نوجوان عورت قتل کر دی گئی ہے۔ مجھ کو کچھ معلومات کا علم ہے جو کہ پولیس کے لئے باعث دلچسپی ہوں گی۔" سوائے ٹنگ نے دیدہ دانستہ معنی خیز طریقے پر مسکراتے ہوئے کہا "مسٹر ہالینڈ میں پولیس کا مخبر ہونا نہیں چاہتا۔ جو کچھ مجھ کو معلوم ہے، میرا فرض ہے کہ ان کو بتاؤں۔ لیکن وہ میری کارگذاری کو کبھی مستحسن نگاہ سے نہیں دیکھتے اور کبھی میرے مشکور بھی نہیں ہوتے۔ ان سب کے ماسوا میرا خیال ہے انسان کو اپنی اونچ نیچ واچھائی برائی کا سب سے پہلے خیال رکھنا چاہیئے۔"

گویا یہ بلیک میل کرنا چاہتا ہے۔ ہالینڈ نے بڑھ کر سگریٹ اٹھائی اور کانپتے ہوئے متزلزل ہاتھوں سے جلاتے ہوئے اس نے سوچا اور پھر اس نے کہا "مجھ کو اس قتل سے کوئی سروکار نہیں۔"

سوائے ٹنگ نے سر جھکا لیا اور کہنے لگا "مجھ کو بالکل یقین ہے کہ آپ نے ایسا نہیں کیا۔ اگر کبھی میرا خیال ہوتا کہ آپ نے یہ اقدام کیا ہے تو میں یہاں کاہے کو آتا۔ میں بہت دوربین و دوراندیش انسان ہوں۔ میں کسی بھی حالت میں اپنے کو قتل میں

منسلک کرنا پسند نہیں کرتا، واقعی آپ کا اس قتل سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن اس میں کلام نہیں کہ جب قتل ہوا، تو آپ مس کارسن کی قیامگاہ میں موجود تھے ؟"

ہالینڈ نے کوئی جواب نہ دیا۔

"مسٹر ہالینڈ۔ مجھ کو یقین ہے کہ آپ کافی سمجھدار انسان ہیں، حقیقت سے انکار نہیں کریں گے۔" سوائے ٹنگ نے ذرا دم لے کر تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "میں نے آپ کو اس کی قیامگاہ سے رخصت ہوتے دیکھا اور وقت کا تعین خوب اچھی طرح سے کر لیا۔" آپ بڑی ناگفتہ بہ حالت میں ہیں۔ کیونکہ آپ کے لئے پولیس کو یہ باور کرانا، کہ آپ نے لڑکی کو ہلاک نہیں کیا ہے، قریب قریب ناممکن ہے۔ وہ کسی نہ کسی کو گرفتار کرنے کے لئے بے حد بے چین ہیں۔"

ہالینڈ کے دل میں اس موٹے مکار منافق وظاہر پرست ریاکار کو دیکھ کر، جو اپنی عیاری وقوت کا مظاہرہ کر رہا تھا، غصہ آنا شروع ہوا۔

"بہتر ہے میں ان تمام باتوں کو تسلیم کرتا ہوں۔" ہالینڈ نے دوٹوک کہا۔ "فرض کرو ہم اس نقطہ تک پہنچ چکے۔ تو اب تمہارا اس بارے میں کیا کرنے کا ارادہ ہے ؟"

سوائے ٹنگ نے اپنے موٹے شانوں کو حرکت دی۔

"مسٹر ہالینڈ۔ میرے کل ارادوں کا دارومدار آپ پر منحصر ہے۔"

"یعنی یہ کہ تم مجھے بلیک میل کرنا چاہتے ہو۔"

سوائے ٹنگ مسکرا دیا۔

"بعض آدمی اسی کو یہی نام دیتے ہیں۔" اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "لیکن یہ لفظ بھدا اور نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال میں اس کا نام، اپنی معلومات کو چھپانے

وزبان بندی کے بدلے میں، آپ کی طرف سے حقیر تحفہ زر قبول کرنا، کہتا ہوں"

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟"

سوائے ٹنگ اپنی مقصد براری واطمینان خاطر کو نہ چھپا سکا۔کیونکہ ملاقات کے مدارج اس کے حسب منشاء طے ہوتے چلے جا رہے تھے۔

"مسٹر ہالینڈ۔میں ایک غریب آدمی ہوں اور آپ سے صاف صاف بتاتا ہوں کہ آجکل مجھ کو روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔میرا خیال ہے کہ آپ پہلی قسط مجھ کو دو سو ڈالر کی دیں اور ایک چھوٹی سی معمولی رقم ہر ماہ دے دیا کریں"

"ماہوار رقم کتنی ہونا چاہئے؟" ہالینڈ نے روکھے پن سے پوچھا۔

"صرف تیس یا پینتیس ڈالر"

ہالینڈ نے سوچا کہ اگر وہ سوائے ٹنگ کو مطلوبہ رقم دینے پر راضی ہو گیا تو پھر اس سلسلہ کا اختتام قیامت تک نہ ہوگا۔وہ کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جائے گا۔اس لئے اس کو اس نئی آفت کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہئے۔کیونکہ اس کو اپنی بیوی ان سے اس نئے خرچ کو چھپانا مشکل ہو جائے گا۔اس کے علاوہ اگر اس کو کبھی کسی ہنگامی اور ناگہانی ضرورت کے لئے اپنے ڈیفنس کے لئے، روپیہ درکار ہوا تب تو ایک ایک کوڑی کو ترس جائے گا۔

"اس سے صرف دفع الوقتی یا التوائے وقت ہوا" اس نے نرم لہجہ میں کہا "چونکہ پولیس بغیر تمہاری مدد کے بھی مجھ کو ڈھونڈ سکتی ہے، اس لئے بہتر ہوگا، جو کچھ تم کو معلوم ہے، پولیس کو بتا دو۔رہا روپیہ کا سوال تو میں تم کو ایک ٹکا بھی نہ دوں گا"

سوائے ٹنگ کو چھوٹے چھوٹے بلیک میلنگ کے صدہا تجربات تھے۔اس کو

ہالینڈ کی ترش روئی پر رتی برابر بھی تعجب نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کو علم تھا کہ ہالینڈ اسوقت کتنے خطرہ میں ہے۔ لیکن سر دست جو رویہ اس نے اختیار کیا، حق بجانب ہے کیونکہ اس کے صدہا مظلوموں نے شروع میں یہی رویہ اختیار کیا، لیکن اخیر میں ان کو اسکے آگے سر جھکانا ہی پڑے۔

"مسٹر ہالینڈ آپ کو مجھ سے داری سے باتیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ میری گواہی آپ کو بجلی کی ہلاک کر دینے والی کرسی پر پہونچا دے گی۔ اس کے علاوہ، صرف تنہا میں ہی ایک شاہد ہوں، جس نے پولیس کے کہنے کے مطابق جب اسکا دم نکلا تھا، آپ کو مقتول کی رہائش گاہ سے نکلتے دیکھا۔ اگر میں خاموش رہا........"

"تم غلطی پر ہو" ہالینڈ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ "تمھارے علاوہ بھی ایک اور شخص نے مجھ کو دیکھا تھا۔ اور وہ ایک عورت تھی جو کہ اسی عمارت کے نچلے حصہ میں رہتی ہے۔ تمھاری شہادت جیسا کہ تمھارا خیال ہے، باستثنا یا بلا شرکت نہیں ہے"

سوائے ٹمنگ نے متحیر ہو کر اس کی طرف دیکھا۔

"ذرا سوچئے تو مسٹر ہالینڈ۔ ہم کو جلدی سے کوئی رائے نہیں قائم کرنا چاہئے کیونکہ یہ عورت نہیں جانتی ہے کہ آپ کون ہیں۔ لیکن میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ آپ وہی شخص ہیں جس کو کل شب میں نے دیکھا تھا۔ لیکن وہ یہ بھی تو نہیں جانتی کہ آپ کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں۔ میں حماقت ہوگی اگر آپ اپنی زندگی کو صرف چند ڈالروں پر قربان کر دیں۔ اس کے ماسوا آپ کو اپنی بیوی کا بھی خیال ہونا چاہئے۔ کیونکہ جو کچھ آپ نے کر رکھا ہے، اگر ان تمام باتوں کا علم آپ کی اہلیہ کو ہو گیا، تو خیال کیجئے کہ وہ کتنا افسردہ ملول ہوں گی۔"

"میری بیوی کو کسی طرح کا علم نہیں ہو پائے گا" ہالینڈ نے جوش میں کہا "بہرحال
میں تم کو ایک دمڑی بھی نہ دوں گا۔ اس لئے یہی بہتر ہے کہ تم فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔"

"مسٹر ہالینڈ۔ آپ کو مجھ سے اس انداز میں باتیں نہیں کرنا چاہئے تھیں۔ حالات
موجودہ میں آپ ایسے شخص کو بداخلاق نہیں ہو جانا چاہیئے۔ اگر ہم دونوں میں کوئی معاملہ طے
نہ ہو سکا، تو یقیناً میں پولیس میں جا کر اطلاع دے دوں گا۔ خیر میں ہی درگذر کرتا ہوں
اور صرف دو سو ڈالر کی یک مشت رقم لے لوں گا ماہواری قسطوں سے دست بردار ہوا
جاتا ہوں۔ اب خیال تو کیجئے اس سے زیادہ معقول اور واجبی بات کیا ہو سکتی ہے؟
یعنی صرف نقد دو سو ڈالر کا سوال ہے"

ہالینڈ کا بڑھتا ہوا جوش و غصہ ناقابل برداشت ہو گیا تھا چنانچہ اس نے بڑھ کر
وسکی کا گلاس سوائے ٹنگ کے ہاتھ سے چھین کر پھینک دیا۔ اور اس کی غیظ و
غضب میں بھری ہوئی صورت کو دیکھ کر، سوائے ٹنگ جو کہ تشدد سے بہت ڈرتا
تھا، چوکنا ہو گیا۔

"مسٹر ہالینڈ" اس نے کرسی پر پیچھے سرک کر ہانپتے ہوئے کہا "اس عمل
کی ضرورت نہ تھی"

لیوگریا کر محسوس کرتے ہوئے کہ اسکا مالک اپنے مقصد میں ناکامیاب ہوا، کرسی
سے پھاند کر دم دبائے دروازہ کے باہر نکل گیا تھا۔

ہالینڈ نے سامنے کا حصہ سوائے ٹنگ کے کوٹ کا پکڑا اور گھسیٹ کر اسکو بھی
کھڑا کر دیا۔

"ارے کمبخت ذلیل کتے!" ہالینڈ نے غیظ میں آ کر کہا "تو مجھ سے ایک

دمڑی بھی نہیں پائے گا۔ میں بہت بھگت چکا ہوں۔ اور پریشان ہو چکا ہوں۔ اب نہ تو اور نہ پولیس میرا کچھ بگاڑ سکتی ہے۔"

"مسٹر ہالینڈ!" سوائے ٹنگ نے جس کی آنکھیں حلقوں میں سے نکلی پڑ رہی تھیں ہانپتے ہوئے کہا۔ "تشدد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کو نہیں منظور ہے تو....."

ہالینڈ نے اس کو چھوڑ دیا اور ذرا پیچھے ہٹ کر اس کی داہنی آنکھ کے پاس بھنو پر اپنی پوری طاقت سے ایک مکا مارا۔ اور یہ دیکھ کر کہ اس کی انگلیوں کے نشان ضرب کی شدت سے، سوائے ٹنگ کے چہرہ پر بھی بن گئے ہیں وہ بہت خوش ہوا۔

سوائے ٹنگ نے مارے تکلیف و درد کے ایک چیخ ماری اور دھڑام سے پشت کے بل فرش پر گر پڑا جس کے دھماکے سے سارا بنگلہ ہل گیا۔

"نکل جاؤ" ہالینڈ نے چیخ کر کہا۔ "اگر کبھی دوبارہ میں نے تم کو یہاں دیکھا تو مارتے مارتے بھس بھر دوں گا۔"

سوائے ٹنگ اپنی آنکھ کو پکڑے ہوئے لڑکھڑا کر اٹھا۔ اور دیوانہ وار کمرے سے گزرتے ہوئے اس نے صدر دروازہ کو کھولا اور دہلیز سے اتر گیا۔

لیوپہلے ہی سے سڑک پر پھیر رہا تھا۔

ہانپتا ہوا ہالینڈ سوائے ٹنگ کو کھڑکی سے اس وقت تک جھانکتا رہا جب تک کہ وہ نظروں سے اوجھل نہ ہوا۔ اس کو یقین کامل ہو گیا تھا کہ وہ پولیس کو جا کر ضرور مطلع کر دے گا۔ اور چند گھنٹوں میں وہ گرفتار کر لیا جائے گا۔ اس بات نے اس کو سراسیمہ کر دیا۔ لیکن اس نے سوچا کہ بہر حال اب اس حقیقت کا ہر صورت سے مقابلہ کرنا ہو گا۔

اس کے دماغ میں روپوش ہونے کا خیال نہیں آیا۔ کیونکہ وہ کافی بزدل واقع ہوا تھا۔ اور اس نے اپنی حماقت سے تمام قسم کی دردسری اور پریشانیاں مفت میں مول لے لیں تھیں۔ حالات پیش آمدہ میں سب سے مناسب و موزوں بات۔ یہی ہو سکتی تھی کہ وہ خود کو پولیس کے حوالہ کر دے اور سچ سچ سب باتیں بیان کر دے تاکہ پولیس اس کے بیان کو صحیح تصور کرے۔ لیکن اسکو امید نہ تھی کہ پولیس اس کے بیان کو حقیقت پر مبنی تصور کرے گی۔ پھر بھی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہنے سے کچھ نہ کچھ کرنا بہتر ہے۔

اب وقت ضائع کرنے کا موقع نہیں ہے سوائے ٹنگ کے پولیس ہیڈکوارٹر پہنچنے سے پہلے اس کو وہاں پہنچ جانا چاہئے۔

اس نے کمرہ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا اور سوچا کہ آیا دوبارہ اسے یہاں آنا نصیب ہوگا کہ نہیں۔ این کی تصویر دیکھ کر اس کا دل بھر آیا۔ اور اس خیال کے آتے ہی کہ جب سب حقیقت اسکو معلوم ہوگی تو وہ کتنی ملول وافسردہ خاطر ہوگی۔ واقعی اس سے کیسی احمقانہ اور غیر ذمہ دارانہ حرکت سرزد ہوگئی ہے۔

پہلے اسے خیال ہوا کہ این کو چند سطریں تحریر کر دے لیکن قلت وقت کے باعث ارادہ ملتوی کر دیا۔ اور فوراً پولیس ہیڈکوارٹر جانے کا فیصلہ کر کے اس نے جلدی سے ہال میں جا کر ٹوپی پہنی اور صدر دروازہ مقفل کر کے سڑک پر نکل آیا۔ جہاں ایک گذرتی ہوئی ٹیکسی کو رکوا کر اسمیں بیٹھتے ہوئے اس نے کہا "پولیس ہیڈکوارٹر چلو۔"

(۲)

جارس ڈاڈونکن نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا اور افسوس کیا۔ کیونکہ نو بج چکے

تھے اور امید تھی کہ اب گھر جاکر آرام سے کھانا وغیرہ کھائے گا لیکن اس کی سب امیدیں خاک میں مل گئیں۔ اس نے سوچا کہ اس کی بیوی کیا خیال کرے گی۔ جب کبھی اس کو دیر ہو جاتی تھی تو وہ ہمیشہ اس کو لڑکیوں کے پیچھے مارا مارا پھرنے پر متہم کرتی تھی اور وہ کبھی اس کو مطمئن نہ کر سکا کہ پولیس افسروں کو وقت بے وقت کام پڑ جایا کرتے ہیں۔

اس نے بے ترتیب پڑے ہوئے کاغذات کو دیکھا جو ڈیسک پر بکھرے ہوئے تھے۔ کیونکہ سارجنٹ ڈوفوان نے، کارمن کے قتل کی رپورٹ کمشنر صاحب کیلئے مرتب کرنے کو کہا تھا۔ اور ڈنکن نے ابھی ابھی رپورٹ مکمل کی تھی۔ رپورٹ کو ٹائپ کرنے میں قریب چالیس منٹ صرف ہوں گے۔ تب کہیں جاکر ڈوفوان اسکو پڑھے گا اور یقینی امر ہے کہ وہ اس میں کافی ردوبدل کرے گا۔ اسکے بعد اس کو پھر سے ٹائپ کرنا ہوگا۔ اسلئے اس کو یقین ہوگیا تھا کہ ساڑھے بارہ بجے سے پہلے گھر نہ پہنچ پائے گا جہاں اس کو اپنی بیوی سے بہیر ردو قدح کرنا ہوگی۔

اس نے سگریٹ جلائی اور اپنی بے نکلم و تکلیف وہ کرسی پر بیٹھ کر ٹائپ کی ہوئی رپورٹ کو پڑھنے لگا۔

ابھی اس نے رپورٹ نصف کے قریب ہی پڑھی ہوگی کہ اس کے ذہن میں ایک بالکل ہی نیا خیال آیا جس سے وہ مارے خوشی کے کرسی ہی پر اچھل پڑا، لیکن ابھی وہ اپنے اس نئے نظریئے پر کچھ زیادہ سوچ بھی نہ پایا تھا کہ دروازہ کھول کر سارجنٹ ڈوفوان داخل ہوگیا۔

"ارے سنو۔ میں نے کچھ نئی باتیں دریافت کرلی ہیں" ڈوفوان نے دروازہ کو بھیڑ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا "ہم کو اپنے مطلوبہ شخص کا گرے سوٹ مل گیا ہے۔ جس پر

خون کے نشانات موجود ہیں۔ بتاؤ دریافت ہذا کیسی رہی ؟"

اپنے جذبات کو بمشکل ضبط کرتے ہوئے، ڈنکن نے رپورٹ میز پر ڈال دی اور استفسار کرنے سے پہلے سگریٹ جلائی۔

"تم کو کہاں سے دستیاب ہو گیا ؟"

ڈونوان نے منہ بنا کر کھیسیں نکال دیں اور کہا۔

"مجھ کو اتفاقیہ ایک بات معلوم ہو گئی۔ تھانہ کے سارجنٹ انچارج سے میں باتیں کر رہا تھا۔ اس نے یوں ہی باتوں باتوں میں ذکر کیا کہ گارڈ اسٹور والوں کو اپنے شوکیسز میں ٹنگے ہوئے گرے سوٹوں میں سے ایک پر خون کے دھبے نظر آئے۔ میں نے ادمالی کو اسٹور مذکور میں جانے کو کہا۔ وہاں اس نے نائب کارکنان میں سے ایک سے گفت وشنید کی۔ ابھی یہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ اسی اسٹور کے شو ڈیپارٹمنٹ کے ایک کارکن کو، شوکیس میں رکھے ہوئے جوتوں کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا جوتا استعمال شدہ معلوم ہوا۔ تو ادمالی کے دونوں جوتوں اور سوٹ کا معائنہ کرنے پر معلوم ہوا کہ سوٹ اور جوتوں پر خون کے ہی داغ ہیں۔ اسٹور کے کارکن نے بتایا جب ایک شخص سوٹ خریدنے کے لئے آیا تھا تو اس کے پاس ایک بنڈل تھا لیکن جب وہ واپس جانے لگا تو کوئی بنڈل وغیرہ اس کے پاس نہ تھا۔ اسکا حلیہ جو کارکن نے بتایا، اس شخص کے حلیہ سے ملتا ہے جو کارسن کے قتل کے سلسلہ میں مطلوب ہے اور ان دونوں چیزوں پر خون کے دھبوں کا پایا جانا ثابت کرتا ہے کہ یہ شخص کارسن کے قتل سے منسلک تھا۔" چند کاغذوں کو میز پر ڈالتے ہوئے اپنی تقریر جاری رکھ کر اس نے کہا، "یہ اسٹور مذکور کے نائٹ کارکنان کے بیانات کی رپورٹ

ہے جو ادمالی نے مرتب کی ہے۔ ہم کو اس رپورٹ کو اپنی رپورٹ کے ساتھ نتھی کرنا ہوگا۔ تم اسکو یکجا کر لو۔ آج رخصت ہونے سے پہلے کمشنر صاحب ہم سے آج تک کی کارروائیوں کی رپورٹ لینا چاہتے ہیں۔"

ڈنکن نے کاغذات کو میز پر ڈال دیا اور بولا۔

"سارجنٹ۔ میں خود تم سے ایک نئی بات بتانے والا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ قاتل کون ہے اور اس سلسلہ میں میں پانچ ڈالر کی ہار جیت بدنے کو تیار ہوں۔"

ڈوڈوان کا سرخ چہرہ متغیر ہو گیا۔ اس نے متحیر نظروں سے ڈنکن کو دیکھ کر پوچھا

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔"

"میرا کہنا ہے کہ ہالینڈ ہی نے اسکو قتل کیا ہے۔"

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟" ڈوڈوان نے بے ساختہ کہا۔ "دیکھو اگر تم سنجیدگی سے بات چیت نہیں کرتے ہو تو بہتر ہے کہ رپورٹ کو ٹائپ کرو۔ کیونکہ میں ان کاموں سے فارغ ہو کر گھر جانا چاہتا ہوں۔"

"اگر تم یہی تصور کر رہے ہو تو بہتر ہے۔ لیکن اگر میں نے تنہا اس کی عقدہ کشائی کی تو سہرا میرے سر رہے گا۔"

ڈوڈوان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

ڈنکن نے کہا۔ "اگر تم مجھ سے اسی طرح بات چیت کرتے رہے تو......"

اس نے جوش میں آکر کہا۔

"میں تم کو بتاتا ہوں کہ یہی وہ شخص ہے، جس کی ہم کو تلاش ہے۔ اور میں ان تمام باتوں کو ثابت بھی کر سکتا ہوں۔"

ڈونوان نے ضبط سے کام لیا۔ اور ڈنکن کی میز کے پاس سے ہٹ کر اپنی میز کے پاس ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر بولا۔

"اچھا ثابت کرنا شروع کرو۔"

"تم کو یاد ہے کہ ہم دونوں جب ہالینڈ سے ملنے گئے تھے تو وہ کتنا دہشت زدہ اور ڈرا ہوا تھا۔" ڈنکن نے کہا۔

ڈونوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس سے کیا ہوتا ہے۔ تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جب کوئی پولیس والا کسی شخص سے اچانک ملتا ہے تو وہ شخص ایسا ہکا بکا ہو جاتا ہے کہ منہ سے بات تک نہیں نکل پاتی۔ اگر تم اس حقیقت کے علاوہ بھی کچھ جانتے ہو تو بتاؤ ورنہ خاموش رہو۔"

ڈنکن نے کہا "یہ آدمی صرف ہکا بکا ہی نہیں ہو گیا تھا۔ کیونکہ میری نظریں جب تم اس سے گفتگو کر رہے تھے، برابر اس کے چہرے پر جمی رہی تھیں وہ ایک مجرم تقصیر دار کی طرح سے سہم گیا تھا۔ اس کا خوفزدہ ہونا میری بات ثابت تو نہیں کرتا لیکن اسکی اس وقت کی دہشت دہراس نے مجھ کو سوچنے پر مجبور کیا۔ کیا وہ ہمارے مطلوبہ شخص کے حلیئے سے ملتا جلتا نہیں ہے؟۔ وہ دراز قد سرخ رنگ کا، خوش رو تیس سالہ انسان ہے۔ کیا ہم ایسے ہی حلیہ کے شخص کی تلاش میں نہیں ہیں۔ لیکن کام بڑا وقت طلب ہے۔

خیر کیا تم کو گلاب کے پھول یاد ہیں؟ کیونکہ اس کے باغ میں صرف گلاب کے پھول تھے اور وہ بھی نہایت عمدہ قسم کے اُگے ہوئے تھے۔"

ڈونوان کو پھر غصہ آگیا اور اس نے پرغضب ہو کر کہا۔

"اس کے یہاں گلاب کے پھولوں کے پائے جانے کا ان واقعات سے کیا تعلق ہے؟"

ڈنکن نے وہ رپورٹ جو اس نے ابھی لکھی تھی اُٹھائی اور کہا۔

"رپورٹ کو سنو۔ دیکھو یہ موٹر کے محافظ نے جو بیان دیا تھا اس میں درج ہے۔ کہ پہلے اس شخص نے گذشتہ دس دنوں میں جو پہلی بارش ہوئی اس کا ذکر چھیڑا۔ جس پر محافظ نے اس کے خیال کی تائید کی اور پوچھا کہ کیا اس کے باغ میں بھی گلاب کے پھول لگے ہیں۔ جس کے جواب میں شخص مذکور نے اس کو بتایا کہ اس کے باغ میں صرف گلاب ہیں یا روشوں پر گھاس ہے اس کے علاوہ اس کے باغ میں کچھ بھی نہیں جو قابل ذکر ہو۔"

ڈنکن نے ڈونوان کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں فتح مندی و کامرانی کی جھلک تھی۔

ڈنکن نے کہا "اس بیان سے بہت کچھ نتیجہ برآمد کیا جا سکتا ہے۔"

ڈونوان خاموش بیٹھا ہوا اپنے ٹھس دماغ سے ڈنکن کی موجودہ غیر متوقع بیان کی ہوئی باتوں کو حل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ان باتوں سے کوئی مفید مطلب نہیں برآمد ہو سکتا۔" اس نے ڈنکن کے چہرے پر نظریں جما کر بالآخر کہا۔

ڈنکن ڈونوان کی ہمت شکن باتوں سے مرعوب ہونے والا شخص نہ تھا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ باریک نکتہ جو اس نے دریافت کیا ہے اگر ڈونوان کو معلوم ہو جاتا تو وہ سرخروئی کا سہرا تنہا اپنے سر باندھنے میں ذرا بھی نہ ہچکچاتا۔

شخص مذکور کافی حواس باختہ معلوم ہوا۔ بتائے ہوئے حلیے سے اس کا حلیہ بھی ملتا ہے اور اس کے باغ میں گلاب کے پھول بھی لگے ہوئے ہیں۔" ڈنکن نے آہستہ سے کہا۔" ان ہی چند باتوں سے میں نے نتائج برآمد کئے ہیں۔ سردست میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے پاس کس میکر کی کار ہے، اگر کہیں اس کے پاس سبز رنگ کا لنکن موٹر نکلا تو پھر مجھ کو کسی دوسرے شخص کی جستجو کرنا بیکار ہوگی۔ کیونکہ وہی ہمارا شخص مطلوبہ شخص ہے۔"

"اگر اس کے پاس گرین لنکن کار ہے تو وہ وہی شخص ہے جس کی ہم کو حاجت ہے۔" ڈوونوان نے شانہ ہلاتے ہوئے کہا۔" لیکن میں شرطیہ کہہ سکتا ہوں کہ اس کے پاس گرین لنکن کار نہیں ہے۔"

ڈنکن کرسی پیچھے ڈھکیل کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔

"کیوں نہ ہم جا کر معلوم کریں کہ اسکا موٹر کس رنگ اور کس میکر کا ہے؟"

"چلو معلوم کرلیں۔" ڈوونوان نے کراہیت و ناخوشی سے جواب دیا۔

اور بیس منٹ کے بعد، ڈنکن نے موٹر کو ہالینڈ کے بنگلہ سے قریب دوسو گز کے فاصلہ پر روکا۔

"کیا ہم دونوں ساتھ ساتھ چلیں؟" ڈنکن نے پوچھا۔" کیونکہ اب ہم کو اس سے صاف صاف بیان کرنا ہے کہ ہم لوگ اس سے مشکوک ہیں اور وہ ہماری نگاہوں میں مشتبہ ہے۔"

"ہاں۔"

ڈوونوان بھی موٹر سے اتر پڑا اور دونوں جاسوس سڑک سے گذر کر ہالینڈ کے

بنگلے کے پھاٹک پر پہنچے ۔ اور پھاٹک کھول کر سیدھے غیر تراشیدہ روش سے گذرتے ہوئے گیرج کی طرف چلے ۔

رات ہو چکی تھی بنگلے کے اندر بالکل تاریکی چھائی ہوئی تھی ۔

بالآخر وہ گیرج کے پاس پہنچ گئے ۔ جس کے دروازے مقفل تھے ڈونوان تالا کھولنے کی فکر میں تھا، ڈنکن گیرج کے پہلو میں بنی ہوئی کھڑکی سے جھانکنے اس طرف گیا اور ٹارچ کی مدد سے اس نے اندر کھڑے ہوئے موٹر کو دیکھا ۔

" ارے سارجنٹ ۔ یہ گرین لنکن ہی ہے " اس نے پرجوش ہو کر پکارا ۔

یہ سنتے ہی ڈونوان بھی فوراً پہنچ گیا اور کھڑکی کے اندر جھانکنے لگا ۔

" اب ہم کو ہمارا شخص مطلوب مل گیا " اس نے بڑے ہی فخر و مباہات سے کہا " ہماری کارگذاری سن کر اڈیس انگارول پر لوٹ جائے گا ۔ ارے دیکھو تو ہم نے اٹھارہ گھنٹہ میں قاتل کا سراغ پالیا اور تفتیش مکمل کر لی ۔

" لیکن میں موٹر کا اچھی طرح سے جائزہ لینا چاہتا ہوں " ڈنکن نے کہا ۔

" تو کون تم کو روکے ہے " ڈونوان نے گیراج کے مقفل دروازہ کے پاس جا کر کہا " ٹائر اتارنے کا آنکڑا ہمارے موٹر میں رکھا ہوا ہے ۔ جاؤ لیکے نے آؤ "

وہ گیراج کے دروازہ سے ٹیک لگائے ہوئے ڈنکن کے لوٹنے کا انتظار کرتا رہا ۔ اس نے سوچا کہ اڈیس اس نئی دریافت پر جس کی وجہ سے ہم کو قاتل کا پتہ چل گیا ہے مارے رنج و حسد کے ماہی بے آب ہو جائے گا ۔ اور صرف وہی نہیں پیچ وتاب کھائے گا بلکہ کمشنر صاحب کو بھی ہماری اتنی جلد کامیابی پر بڑا

تعجب ہوگا۔

بڑا لطف آئے گا۔ اس نے خیال کیا کہ اب رپورٹ کرنا بیکار ہے۔ بلکہ وہ خود کمشنر صاحب سے جاکر زبانی اپنی پوری روداد بیان کرے گا۔ اور ڈنکن کا اس سلسلہ میں کچھ بھی ذکر کرنا فضول ہے بہرحال اسکو ترقی تو ملے گی، کیونکہ وہ بہت سینیر ہے۔ لیکن کمشنر صاحب سے بیان کرنا کہ کس نے قاتل کا پتہ چلایا، بالکل فضول ہے۔ اگر ڈنکن خاموش رہا تو کمشنر صاحب یہی سمجھیں گے کہ میرے ہی دماغ نے نئے پہلو سے قاتل کا سراغ پایا۔"

ڈنکن ٹائر کھولنے کا آنکڑا لے کر آگیا جس کی مدد سے انھوں نے دروازہ کا قفل توڑ ڈالا۔ اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئے۔ بڑھ کر ڈونوان نے بجلی جلادی جس سے سارا گراج روشن ہوگیا۔

ڈنکن موٹر کی پچھلی سیٹ کی جانچ کر رہا تھا، ڈونوان نے ڈرائور کے بیٹھنے کی اگلی سیٹ کا معائنہ کرنا شروع کیا۔

"ارے یہی تو ہے" ڈنکن نے بے ساختہ کہا "اب کوئی شک نہیں رہا"

چنانچہ اس نے ڈونوان کے ہاتھ میں ایک فرسودہ نوٹ بک اٹھا کر دی۔ جو کہ موٹر دل کے محافظ کا گمشدہ رجسٹر تھا۔

"اگلی سیٹ کے فرش پر اس کی ہپ پاکٹ سے کھسک کر گر گئی ہوگی"

ڈونوان نے منھ بنا کر کہا۔

"اور اس میں خود اس کے موٹر کا نمبر بھی لکھا ہوا ہے۔ اب تو کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی"

"تو ذرا سارجنٹ! اس سے چل کر پوچھ گچھ کریں"

دونوں جاسوس روش پر بنے ہوئے راستہ کو پار کر کے صدر دروازہ کے پاس آئے جہاں ڈونوان نے بڑھ کر گھنٹی کے بٹن کو چند سکنڈ تک دبائے رکھا۔ چند سکنڈ تک انتظار کرنے کے بعد جب تک کہ گھنٹی بجا کی، وہ دونوں خاموش کھڑے رہے۔ لیکن اس کے بعد ڈونوان نے عاجز آکر کہا۔

"شائد وہ گھر پر موجود نہیں ہے"

ڈنکن نے بنگلہ کے چاروں طرف چکر لگا کر کھڑکیوں سے اندر کی طرف دیکھا اور اطمینان کر کے کہا "اس کا کہیں پتہ نہیں چلتا"

ڈونوان نے اپنی گھڑی میں دیکھی جس میں دس بج رہے تھے۔

"ہم کو یہیں ٹھہرنا چاہئے"

"میرا خیال ہے کہ وہ گھبرا کر روپوش ہو گیا ہے"

"ممکن ہے کہ وہ کہیں بھاگ گیا ہو۔ لیکن میں اس کا حلیہ چاروں طرف گشت کروا دوں گا۔ سردست یہ دیکھو کہ کسی طرح ہم لوگ اندر داخل ہو سکتے ہیں"

ڈنکن کو ایک ایسی کھڑکی کے ڈھونڈھ لینے میں ذرا بھی دیر نہ لگی جو کھلی رہ گئی تھی۔ اب اس نے اسی کھلی ہوئی کھڑکی سے اندر داخل ہونے کے بعد ڈونوان کو بھی اوپر کھینچ لیا۔

"جب تک کہ تم ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کرو میں ان کمروں کا جائزہ لیتا ہوں"

اور جب ڈونوان بنگلہ میں لگے ہوئے ٹیلیفون سے تھانہ کے سارجنٹ انچارج کو ہدایات دے چکا، تو وہ ہال میں دیکھنے آیا کہ ڈنکن کیا کر رہا ہے۔

یہاں اس نے ڈنکن کو خوابگاہ سے کھنسیں باہر نکلتے دیکھا وہ ایک گرے سٹ

اور ایک جرا جوتے ہاتھوں میں لئے تھا۔

"لو سارجنٹ ان چیزوں کو دیکھو جو کہ ابھی گاڑا اسٹور کے بندھے ہوئے بنڈل سے نکالی گئی ہیں۔ اس شخص نے واقعی اپنے پیر پر خود ہی کلہاڑی مار کر اپنے کو پھانسی پانے والے مجرموں کی بجلی کی کرسی پر بیٹھنے کا مستوجب بنا لیا ہے"

ڈوناون غرایا۔ کیونکہ وہ ڈنکن کی متواتر کامیابیوں سے عاجز آگیا تھا۔

دونوں نشست کے کمرہ میں گئے۔ جہاں ڈنکن نے بڑھ کر ردی کی ٹوکری کو دیکھا اور فرش پر الٹ دیا۔ ڈوناون اس کی ان حرکات کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا کیا۔

"اب وہ کسی صورت سے بچ نہیں سکتا" ڈنکن نے بے ساختہ کہا "ذرا انھیں تو دیکھو"

اس نے ایک کارڈ کے دو چھوٹے ٹکڑوں کو اٹھا کر میز پر رکھا۔

"اب ہم بالکل صحیح راستہ پر ہیں" اس نے کہا "مجھ کو پہلے بھی یقین تھا اور اب تو کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ کیونکہ تمھارے سامنے پارکر کے کارڈ کی پشت پر کارسن کا ٹیلیفون نمبر درج ہے۔ جس کو دیکھ کر میں شرطیہ کہنے کو تیار ہوں کہ پارکر ہی نے ہالینڈ کو کارسن سے ملنے کا مشورہ دیا تھا۔ دیکھو سب باتیں کیسی روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی چلی جا رہی ہیں"

(۳)

لفٹنٹ انڈرس نے جماہی لی اور اپنی کرسی پر بے فکری سے دراز ہو کر طے کیا کہ فی الحال اب کچھ کام نہیں ہے۔ کیونکہ جب تک اس کو ڈوناون کی رپورٹ کی نقل

نہیں مل جاتی اور یہ نہیں معلوم ہوجاتا کہ کہاں تک وہ تفتیش ہی کر چکا ہے، اس وقت تک وہ آرام ہی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کو ڈارسی کا بھی انتظار تھا جس نے جانی ڈورمین کے بارے میں واقفیت مہیا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

اور جب وہ آفس سے روانہ ہونے کو تھا تو ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ جزبز ہو کر اس نے ٹیلیفون کی ڈیسک کے پاس جا کر رسیور اٹھایا۔

سارجنٹ بول رہا ہے جناب " ٹیلیفون سے آواز آئی " ایک شخص ابھی آیا ہے جو کارسن کے قتل کے تفتیش کنندہ آفسر سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ سارجنٹ ڈونلڈ کہیں باہر کسی ضرورت سے تشریف لے گئے ہیں۔ کیا آپ اس سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں؟"

"ہاں۔ اس کو یہاں بھیجدو" ایڈمس نے جواب دیا۔ اور اپنی ٹوپی کھونٹی پر ٹانگ کر، کرسی پر بیٹھ کے انتظار کرنے لگا۔

تین یا چار منٹ کے بعد دروازہ پر کسی نے کھٹکھٹایا اور ایک پولیس کانسٹبل معہ ایک دراز قد شخص کے داخل ہوا، جس کے ستے ہوئے متوحش اور نیم مردہ چہرہ کو دیکھ کر ایڈمس کو دلچسپی پیدا ہوئی۔ اور اس کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"میں کن ہالینڈ ہوں" ہالینڈ نے ہانپتے ہوئے کہا اسی وقت سپاہی باہر چلا گیا اور کن ہالینڈ نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا میں وہی آدمی ہوں جس کو آپ تلاش کر رہے ہیں۔ میں ہی نے کارسن کے ساتھ کل شب میں تھا۔

ایڈمس نے تیوری بدل کر اس کو گھورا اور کرسی پیچھے کھسکا کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر تک

تو وہ ایسا بوکھلا گیا کہ اس کی سمجھ میں نہ آسکا کہ اس غیر متوقع واقعہ سے کیسے نپٹا جاوے لیکن جلد ہی وہ اپنے ہوش حواس بحال کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

اس نے ہالینڈ کی طرف دوبارہ بغور دیکھ کر سوچا کہ واقعی پولیس کے معلوم کئے ہوئے حلیے سے اس کا حلیہ ملتا ہے۔ ساتھ ہی یہ اتنا دہشت زدہ ہو رہا ہے کہ اس کے جھوٹا ہونے یا غلط بیانی کرنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

"کیا تم نے سپاہی سے بتایا تھا کہ تم کون ہو؟" اس نے ترشی سے پوچھا۔

"نہیں تو۔ کیوں؟" ہالینڈ نے متعجب ہو کر کہا۔ "اس نے مجھ سے پوچھا ہی نہیں کہ میں کون ہوں؟"

اب ایڈمس بالکل مطمئن ہوگیا اس نے سوچا کہ اگر کہیں وہ بیوقوف ڈونوان ہوتا تو مجھ کو یہ معرکۃ الآرا بات اتنی جلد نہ معلوم ہوپاتی اور اگر معلوم بھی ہوتی تو بہت دیر بعد۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس شخص کے ساتھ کیا کروں؟ اگر جانی ڈارمین کو گرفتار کرنے سے پہلے، ڈونوان اس کو گرفتار کرتا ہے تو وہ مجھ کو اس تفتیش میں مات دے کر اس تحقیقات سے دست بردار کروا دے گا۔ اور اس بدنصیب شخص کو اپنی بیگناہی کا اس وقت تک خیال رہے گا جب تک کہ یہ بجلی کی کرسی ہلاکت پر بیٹھ کر جان نہ دے دیگا۔

دو ہی تین منٹ میں جو کچھ فیصلہ اسکو کرنا تھا اس نے کرلیا۔

"تم یہاں پہلے کیوں نہیں آئے؟" اس نے تیزی سے پوچھا۔

"مے.... میرا خیال تھا کہ میں صاف بچ جاؤں گا۔" ہالینڈ نے جواب دیا۔ "لیکن اب مجھ کو یہ ناممکن معلوم ہوا۔ کیا آپ کو باور کرانا چاہتا ہوں کہ میں نے مقتول کو

ہلاک نہیں کیا۔ جو کچھ واقعہ بھی میرے سامنے ہوا آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔"

"بہتر ہے" اڈیس نے کہا "لیکن یہ ایسی جگہ نہیں ہے جہاں ہم گفتگو کر سکیں۔ کیونکہ ٹیلیفون بجا کرتا ہے اور لوگ آیا جایا کرتے ہیں۔ اس لئے گفتگو میں خلل ہو گا" پھر کھونٹی سے ٹوپی اتار کر پہنتے ہوئے اس نے کہا "تم میرے ساتھ آؤ" پھر اچانک کسی بات کو سوچ کر اس نے متوحش سا ہو کر پوچھا کیا تم اپنا موٹر لائے ہو؟"

بوکھلایا ہوا ہالینڈ اس کو تاکنے لگا اور پھر اس نے کہا "میں ایک ٹیکسی میں آیا ہوں۔"

اڈیس نے سر ہلایا۔ کیونکہ یہ ایک اور اچھی بات ہوئی۔ بصورت دیگر اگر وہ کہیں اپنا گرین لنکن موٹر ہیڈکوارٹر کے سامنے روکتا، تو کوئی نہ کوئی سمجھدار سپاہی، موٹر کے رنگ و میک کو دیکھ کر ضرور تفتیش کنندہ کو مطلع کرتا۔

"میرے ساتھ آؤ" اڈیس نے کہا اور کمرے سے نکل کر برآمدہ سے گذرنے لگا ہالینڈ اس کے ساتھ ساتھ سڑک پر گیا جہاں اڈیس کا موٹر کھڑا ہوا تھا۔

"آؤ بیٹھو" اڈیس نے کہا۔

"لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا......" ہالینڈ نے گھبرا کر پوچھا

اڈیس نے کہا تم مجھے بھی کیسے سکتے ہو، بس چپ چاپ اندر آ جاؤ۔

ہالینڈ موٹر میں بیٹھ گیا اور اڈیس اس کو اپنے گھر کی طرف لے چلا۔ راستہ میں جب تک کہ وہ اپنے مکان واقع کریں بورٹن اوے نیو میں نہ پہنچا اس نے کوئی بات نہ کی۔

"میں اس تخلیہ کی جگہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں" اس نے موٹر سے اترتے ہوئے

کہا۔ "تم اطمینان سے بغیر کسی اندیشہ یا خلل کے اس جگہ مجھ سے بات کر سکتے ہو۔
ہالینڈ اس کے ساتھ ساتھ پہلی منزل کے ایک آراستہ و پیراستہ ملاقاتی کمرے
میں آیا۔

"تم بالکل بے خوف اور بلا تکلف ہو جاؤ۔" اڈیمس نے اپنی ٹوپی ایک
کرسی پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا کچھ پیو گے؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سب کیا معاملہ ہے؟" ہالینڈ نے اس سے آنکھیں
چار کرتے ہوئے کہا۔ "آپ مجھ کو یہاں کیوں لائے ہیں؟ میں اپنا بیان قتل ہذا کے
تفتیش کنندہ آفسر انچارج کو دینا چاہتا ہوں۔" کیا آپ ہی وہ افسر ہیں۔

اڈیمس مسکرا دیا جبکہ وہ دو شراب کے مرکب تیار کر رہا تھا۔

"میں ہومیسائڈ ڈیپارٹمنٹ کا لفٹننٹ اڈیمس ہوں۔ کچھ پریشان نہ ہو۔ تم
نہیں جانتے ہو لیکن میں تم کو بتائے دیتا ہوں کہ کارن کے قتل کا تفتیش کنندہ افسر
نہایت خرد ماغ واقع ہوا ہے۔ اور اگر تم کو اس کو بیان دینا پڑے تو شاید یہ تمہارا
سب سے آخری کام ہوگا۔ بہر حال بیٹھ جاؤ اور میرا وقت مت ضائع کرو۔ میں کل
واقعات مکمل سننا چاہتا ہوں۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم کون ہو فسے سے کیسے
ملاقات ہوئی اور کل شب کیا واقع ہوا۔ سرسری طور پر مت بیان کرنا بلکہ کل واقعات
جو کچھ بھی تم کو یاد ہوں تفصیل سے بتاؤ۔"

ہالینڈ نے بیان دینا شروع کیا۔ اس نے اڈیمس سے گذشتہ شب کے کل
واقعات معمولی سی بات کو بھی نظر انداز کئے بغیر بیان کر دئے۔ اور جب وہ اپنا
بیان ختم کر رہا تھا تو لفٹننٹ اڈیمس کے مطمئن چہرہ کو دیکھ کر، اس کو اپنی پریشانیوں اور

تفکرات سے نجات ملنے کی امید نظر آئی۔

"مجھ کو معلوم ہے کہ میں نے غلطی کی" بیان کو ختم کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"اور اسی غلطی کی وجہ سے مجھ کو اتنی روحانی تکالیف برداشت کرنا پڑی ہیں لیکن آپ باور کریں کہ میں نے ان کو قتل نہیں کیا۔ مجھ کو سب سے پہلے آپ کے پاس آنا چاہیئے تھا لیکن میں نے ڈر کے باعث خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔ میں اپنے لئے اتنا پریشان نہیں تھا جتنا کہ مجھ کو اپنی بیوی سے شرمندہ ہونے اور اس کے رنجیدہ ہونے کی فکر تھی۔ میں اس سے سب باتیں مخفی رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب میں کس طرح اس سے مخفی رکھ سکوں گا۔"

ایڈمس چند لمحہ اسکو تاکا کیا۔ اسکے بعد بولا۔

"اگر میں شادی شدہ ہوتا گو کہ خوش قسمتی سے نہیں ہوں" اس نے کہنا شروع کیا "اور اگر میں ایسے ہی شہوانی جذبات سے مجبور ہو جاتا کہ طوائف کے یہاں جانا پڑتا، تو بالکل یہی کرتا جیسا کہ تم نے ان حالات میں کیا ہے۔"

"کیا اس کا مطلب ہے کہ آپ میرے بیان کو صحیح سمجھ رہے ہیں؟" ہالینڈ نے مشتاقانہ انداز سے پوچھا۔

ایڈمس نے اپنے کندھے سکیڑ لئے۔ اور کہا۔

"اس سے کیا ہوتا ہے کہ مجھ کو تمھاری باتوں کا یقین ہے یا نہیں۔ تمھاری بے گناہی کا فیصلہ جیوری کے رویہ پر منحصر ہے۔ پھر بھی آؤ ہم دونوں وضاحت کے ساتھ کل واقعات پر نظر ثانی کریں۔ کیا تم کو کچھ یاد پڑتا ہے کہ روشنی گل ہونے سے پہلے تم دونوں کے علاوہ مکان میں کوئی اور بھی تھا؟"

"مجھ کو کچھ معلوم نہیں۔"
"کیا تم نے اس شخص کو بھی نہیں دیکھا؟"
"نہیں۔ کیونکہ بالکل اندھیرا تھا اور ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا تھا۔ لیکن میں نے اسکو کمرے سے گذرتے اور جلدی جلدی دہلیز سے نیچے بھاگتے ہوئے سنا تھا"
"کیا تم نے مقتولہ کو مدد کے لئے چیختے ہوئے نہیں سنا؟"
"بڑا سخت طوفان آیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس نے امداد کے لئے پکارا ہوگا۔ تب بھی میں نہ سن سکا ہوں گا۔"
"ہوں" ایڈمس نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھتے ہوئے سوال کیا "کیا یہ موٹا آدمی جس کے پاس پیکانیز کتا ہے، نوکیلے کان خم دار ناک والا اور گنجا ہے؟"
ہالینڈ نے متعجب ہو کر دیکھا۔
"کیوں۔ ہاں بالکل یہی حلیہ ہے۔ کیا آپ اسکو جانتے ہیں؟"
"ہاں میں اس کو جانتا ہوں" ایڈمس نے کہا "تم اس کی طرف سے بے فکر رہو وہ تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اس کو ابھی جیل سے باہر نکلے ہوئے صرف چھ مہینے ہوئے ہیں۔ تم ان کی طرف سے کوئی تشویش نہ کرو۔"
"گویا آپ کا مطلب ہے کہ وہ صرف بلف کر رہا تھا۔"
"یقیناً" گلاس سے ایک گھونٹ پیتے ہوئے ایڈمس کہا "چونکہ کل شب اس نے تم کو آتے اور جاتے دیکھا تھا، اس لئے ممکن ہے کہ اس نے اس شخص کو بھی دیکھا ہو۔ لیکن کیا اس بارے میں تم نے اس سے پوچھا تھا؟"

ہالینڈ نے انکار میں سر ہلا کر کہا

"مجھ کو اس بات کا خیال نہیں رہا۔"

"میں اس سے پوچھونگا۔" ایڈیس نے جوش میں کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تم نے سب باتیں بتا دی ہیں یا ابھی کچھ اور باقی ہیں جو یاد آنے پر بیان کرو گے"

"اب تو میرا خیال ہے اور کچھ باقی نہیں رہ گیا" ہالینڈ نے جواب دیا۔ اور فوراً اسکو یاد آیا کہ جب فے اور وہ بلیو رونز کلب سے باہر نکلے تھے، تو ایک دراز قد خوش رو نوجوان اچانک سامنے نظر پڑا جو نظر پڑتے ہی غائب ہو گیا تھا، اسلئے ہالینڈ نے کہا۔

"ہاں، میں نے ایک شخص کو بلیو رونز کلب کے باہر دیکھا تھا جو ظاہر ہوتا تھا کہ اپنے کو روپوش رکھنے کے لئے بیچین ہے، وہ دراز قد حسین اور خوش رو تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ میں نے اس کو دیکھ لیا ہے تو وہ فوراً میری نگاہوں کے سامنے غائب ہو گیا۔"

ایڈیس کی تیوریاں چڑھ گئیں۔

"دراز قد حسین اور خوش رو" اس نے پوچھا۔ اور جانی ڈورمین کے بارے میں سوچنے لگا۔ "کیا تم اس کو شناخت کر لو گے؟"

"میرا خیال ہے کہ میں اسکو پہچان لوں گا۔ اس میں شک نہیں کہ جہاں اس کو دیکھا تھا وہاں روشنی مدھم تھی لیکن پھر بھی امید ہے کہ میں ضرور شناخت کر لوں گا۔"

"اس کے علاوہ اور کچھ؟"

ہالینڈ نے نفی میں سر ہلایا۔

کافی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے پوچھا "لفٹنٹ صاحب کیا آپ میرے بیان کو باور کرتے ہیں؟"

"میں تمہارے بیان کو بالکل صحیح مانتا ہوں۔ کیونکہ بیان میں کہیں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اس تصور و غلط فہمی میں نہ رہنا کہ تم بالکل بری ہو جاؤ گے۔ بلکہ تم ایک ایسی خطرناک مصیبت میں پھنسے ہوئے ہو جس کا تم کو وہم گمان بھی نہیں۔"

ہالینڈ کا ارادہ ہوا کہ اس سے ان خطرات کا سبب دریافت کرے لیکن ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔

"ذرا میں اس ٹیلیفون سے فراغت پالوں" ایڈمس نے کہا اور رسیور اٹھا کر "ہاں کیا معاملہ ہے؟" ماؤتھ پیس میں کہا۔ اور آرام کرسی پر دراز ہو کر اس پر جوش آواز کو سنتا رہا جو ٹیلیفون کے ذریعہ سے آ رہی تھی "بہت ٹھیک سارجنٹ۔ میں ابھی آتا ہوں۔ کیونکہ اگر ڈونوان وہاں موجود نہیں ہے تو کسی نہ کسی کو وہاں موجود رہنا چاہیئے بہرحال میں ابھی آتا ہوں" رسیور کو رکھ کر ایڈمس نے منہ بنایا اور ہالینڈ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا "تمہارا حلیہ مشتہر کر دیا گیا ہے پولیس کو تمہارا سوٹ اور جوتے کا نارا اسٹور سے مل گئے ہیں۔ میرے چند ہونہار ماتحتوں نے تمہارا موٹر اور پارکر کا کارڈ جس پر اس نے تم سے فے سے ملنے کی سفارش کی تھی، حاصل کر لئے ہیں۔ اس وقت شہر میں ہر ایک پولیس کانسٹبل تمہاری تلاش میں سرگرداں ہے۔"

ہالینڈ سکتہ میں ہو گیا۔

"لیکن وہ نہیں ثابت کر سکتے کہ میں نے فے کو ہلاک کیا ہے" ہالینڈ نے کہا "آپ نے ابھی کہا تھا کہ آپ میرے بیان کو صحیح تصور کرتے ہیں۔ تو آپ انکو سمجھا سکتے

ہیا کہ وہ مجھے گرفتار نہ کریں ،

ایڈیس نے سگریٹ جلائی اور اپنے چھوٹے چھوٹے بیرزن کو پھیلاتے ہوئے پہلے سر کو ہلایا پھر بولا۔

"مسٹر ہالینڈ کیا آپ سیاست میں کچھ دلچسپی لیتے ہیں ؟"

"سیاست کا ان واقعات سے کیا تعلق ؟"

"ہر طرح سے تعلق ہے۔ آپ ذرا غور کریں تو واضح ہو جائے گا" اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ "کیونکہ آپ کو خوب معلوم ہے کہ موجودہ انتظام اعلیٰ وایڈمنسٹریشن کا نگران و کرتا دھرتا ایک شخص بین اوبری ین ہے جو کہ ایک دوشیزہ گلڈا اڈورمین سے شادی کرنا چاہتا ہے جو کہ نائٹ کلبوں کی ہر دلعزیز مغنیہ ہے ، وہ جو کچھ بھی کرنا چاہتا ہے کر لیتا ہے۔ کیونکہ کسی طرح کی بھی رکاوٹ اس کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ شہر کا کل انتظام اسی کے اشارہ پر ہے وہ اس دوشیزہ کو حاصل کرنا چاہتا ہے ، اور اسی دوشیزہ کا بھائی ڈورمین ہے جو کہ ایک صحت گاہ سے کل ہی لوٹ کر آیا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے فے کو قتل کیا تھا۔ سردست میں ثابت تو نہیں کر سکتا لیکن مجھ کو یقین کامل ہے کہ قاتل وہی ہو سکتا ہے اوبری ین کسی حالت میں اس کو قتل کا مجرم ثابت نہ ہونے دے گا یقیناً اس کی پشت پناہی کرے گا۔ اور اس کے پاس ہر طرح کے وسائل ہیں اور وہ کر بھی سکتا ہے وہ یقیناً کسی ایسے شخص کو تلاش کرے گا جو مجرم معلوم ہو اور وہ شخص آپ ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ آپ کے خلاف بہت سے ثبوت مل گئے ہیں۔

ہالینڈ نے پریشانی کی حالت میں اس کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"آپ مذاق کر رہے ہیں۔"

"یہ مذاق نہیں ہے۔ آپ کو جلد سب باتوں کا علم ہو جائے گا۔ اس شہر میں اوبرین کے اشارہ پر ہی سب کام ہوتے ہیں۔ سارجنٹ ڈونوان رپورٹ مرتب کرے گا۔ اور کمشنر صاحب رپورٹ ہذا کی نقل اوبرین کے سامنے پیش کر دیگا۔ پولیس کے پاس آپ کے خلاف کافی مواد موجود ہے اور جو باتیں آپ کی موافقت میں ہونگی وہ دبا دی جا دیں گی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ کو کرسئی ہلاکت پر بیٹھنے کی سزا دی جائے گی۔"

پریشانی وتفکرات کی سیاہ گھٹاؤں نے ہالینڈ کو آگھیرا۔

اس نے کہا" تو آپ نے ان تمام باتوں کو مجھ سے کیوں بیان فرمایا؟ آپ بھی تو پولیس کے افسروں میں سے ایک ہیں۔ آپ مجھ کو یہاں کیوں لائے۔"

اڈیس نے پہلو بدل کر ٹانگیں پھیلائیں۔

"میں اتفاق سے جماعت مخالف میں ہوں۔ میرا خیال ہے کہ مجھ کو اس لغویات سے اپنا دامن بچانا چاہیئے تھا۔ لیکن مجھے ایسا مجبور ہوں کہ ایسا کر نہیں سکتا۔ اور اب تو اگر مجھ کو کوئی گرفت کی بات اوبرین کے خلاف ملے تو میں اس کو شکنجہ میں پھنسانے میں پس وپیش نہ کروں گا۔ ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں اپنی مقصد برآری کے لئے آپ کی آڑ لوں گا۔ اگر کہیں میں ثابت کر پایا کہ مقتولہ کو ڈورمین نے قتل کیا ہے، تو مجھ کو اوبرین کو مجبور کرنا پڑے گا کہ کھل کر میدان میں آئے۔ کیونکہ ڈورمین کی بہن اوبرین کو مجبور کرے گی اور وہ دھوکا کھا کر غلط راہ اختیار کر یگا۔ میری خواہش ہے کہ پولیس آپ کو تلاش کرتی رہے اور میں اطمینان سے

ڈورین کو تلاش کر رہا ہوں۔ اسی لئے میں آپ کو یہاں لایا تھا۔ کیونکہ آپ کی گرفتاری سے پہلے میرا ڈورین کو گرفتار کرنا اشد ضروری ہے۔ آپ یہاں بے فکر ہو کر ٹھہرے رہیئے تاکہ مجھ کو ڈورین کو تلاش کرنے کا کافی موقع ملے۔ اس کے علاوہ میں چاہتا ہوں کہ لنڈ سے برٹ آپ سے دلچسپی لے کر آپ کی طرف ملتفت ہو جائے۔ وہ لازمی آپ کی پشت پناہی کرے گا اگر میں اسکو سمجھا سکا کہ آپ معصوم ہیں اور آپ کو فضول ملعون کیا گیا ہے۔ لیکن آپ کو دامن صبر ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہئیے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ڈورین کی تلاش میں کچھ دن لگیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ ہفتہ لگیں آپ یہاں بالکل محفوظ ہیں۔ آپ اپنے کو ظاہر نہ کریں اور یہاں سے کہیں بھی نہ جائیں، کیونکہ میری ماتحت پولیس بڑی چالاک ہے، وہ ہر جگہ آپ کو تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔ اگر کہیں آپ یہاں سے باہر سڑک پر نکلے تو دیکھتے ہی وہ آپ کو گرفتار کر لیں گے۔"

"لیکن عنقریب ہی میری بیوی آنے والی ہے۔" ہالینڈ نے بے چینی سے کہا "آپ نے مجھ کو متنبہ کر دیا ہے۔ اب یہ میرا کام ہے کہ میں ان احکام کا پابند ہوں کہ نہ ہوں، کیونکہ مجھ کو اپنے ہر پہلو کو سوچنا ہے۔ آپ مجھ سے اس بات کی امید نہیں کر سکتے کہ......"

ایڈیس نے ہاتھ اٹھا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

اور پھر کہا "ذرا سنئے تو۔ میں نے ابھی آپ سے بتایا تھا کہ آپ بڑے سخت گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ کی بیوی اور آپ کے دوسرے افکار اتنے اہم نہیں ہیں جتنے کہ آپ کی زندگی ہو سکتی ہے اور سر دست آپ کو صرف اپنے کو زندہ رہنے اور بچ جانے کی فکر کرنا چاہئیے۔ چنانچہ یہ مت بھولئے کہ اگر کہیں پولیس نے

پکڑ لیا تو پھر خیر نہیں۔"

"لیکن یہ بھی عجیب بات ہے، فرض کیجئے کہ آپ کو تلاش کرنے پر بھی ڈورین نہ ملا تب میرا کیا حشر ہوگا؟"

ایڈمس نے کہا "جب ایسا ہوگا تو پھر سوچا جائیگا۔"

"میری بیوی کے بارے میں پھر کیا ہوگا؟" ہالینڈ نے پوچھا۔

"یہ تو مسٹر کارسن کے یہاں جانے سے پہلے ہی آپ کو سوچنا چاہئے تھا۔" ایڈمس نے تھراپ ڈیا گرکاال کور رکھتے ہوئے کہا "آپ پریشان مت ہوں، یہاں بے فکر ہو کر قیام کیجئے۔ میں پولیس ہیڈ کوارٹر جا رہا ہوں تاکہ معلوم کر دں کہ آئندہ ان کا کیا ارادہ ہے؟"

"میں آپ سے یہ کہنا بھول گیا تھا کہ کل شب گلڈا ڈورین کو بلیو روز کلب میں دیکھا تھا۔" ہالینڈ نے کہا "کیا آپ کو معلوم ہے یا نہیں کہ کسی زمانہ میں مسٹر کارسن اور یہی دوشیزہ گلڈا ڈورین ایک ہی مکان میں ساتھ ساتھ رہا کرتی تھیں؟"

ایڈمس نے اپنی ٹوپی پہنتے ہوئے کہا۔

"مجھ کو یہ بات معلوم نہ تھی، لیکن واقعات ہذا سے میرا خیال ہے کہ اس بات کا کوئی تعلق نہیں۔ آپ بالکل مطمئن رہیں اور ان سب باتوں کو میرے اوپر چھوڑ دیں۔"

بہر حال کیا مجھے کسی وکیل کی خدمات حاصل کرنا چاہئیں" ہالینڈ نے بے چینی سے دریافت کیا۔

"وکیل سے مشورہ طلب کرنے کا ابھی بہت وقت ہے۔ آپ گھبرائیں نہیں کیونکہ یہاں آپ بالکل محفوظ ہیں۔ وہ کمرہ بالکل خالی ہے جا کر بستر پر آرام کیجئے۔ میں اب

جانا چاہتا ہوں" کہتا ہوا اڈیس کمرے سے باہر چلا گیا۔

ہالینڈ اٹھا اور کھڑکی کے پاس گیا جہاں سے اس نے اڈیس کو اپنے موٹر پر روانہ ہوتے دیکھا۔ اس کا دماغ چکرا رہا تھا۔ وہ عجیب کشمکش و پنج میں تھا۔ اس کا مضمحل اور افسردہ دماغ صرف یہیں تک سوچ سکا کہ اڈیس اس کو اپنی سیاسی منصوبہ بازیوں میں بطور ایک مہرہ کے استعمال کر رہا ہے۔ اگر منصوبہ کامیاب ہوا تو واہ ہی واہ ہے۔ لیکن اگر ناکامیابی و نامرادی کا منہ دیکھنا ہوا تو اڈیس اپنے سب وعدوں سے پھر جائے گا۔ پھر اس کے خیالات اپنی بیوی کی طرف گئے اس نے سوچا کہ اگر وہ واپس آگئی تو بنگلے کو خالی پاکر پریشان ہوگی اس لئے کسی غیر معین مدت تک اسی جگہ قید رہنا کسی طرح مناسب نہ ہوگا اور ساتھ ہی ساتھ اسے کسی قانونی مشیر سے مشورہ کرنا بھی ضروری ہے لیکن کس وکیل سے مشورہ کرے، ابھی کسی وکیل کا نام اس کے ذہن میں آنے بھی نہ پایا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ وہ رسیور اٹھانے سے پہلے ذرا جھجکا لیکن پھر یہ سوچ کر کہ شاید اڈیس ہی کہیں نہ بول رہا ہو، کہ اس کو بتا دے کہ ہیڈ کوارٹر میں کیا ہو رہا ہے اس نے لپک کر رسیور اٹھا لیا۔

"کیا آپ لفٹننٹ ہیں؟" ایک بھاری مگر شکستہ آواز آئی جس کو ہالینڈ نے فوراً سمجھ لیا کہ بولنے والا سام ڈارسی ہے۔

"لفٹننٹ صاحب باہر گئے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر میں چلے گئے" ہالینڈ نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد ڈارسی نے کہا "کیا آپ ایک پیغام لفٹننٹ صاحب کو پہنچا سکتے ہیں؟"

"ہاں ہاں فرمائیے"

"آپ لفٹننٹ صاحب سے بتا دیجئے گا کہ ایک شخص جو شکل جانی ڈورمین کے معلوم ہوتا تھا، ٹلکس کے جہاز دلو پوائنٹ پر دیکھا گیا ہے۔ میرے آدمی کو صرف اس کی ایک جھلک ہی دکھائی دی اسلئے وہ یقین کے ساتھ نہیں بتا سکتا کہ وہ کہ جانی ہی ہوگا؟

ہالینڈ کو اپنے سارے بدن میں ارتعاش محسوس ہوا۔

"میں انکو آپ کا پیغام پہنچا دوں گا"

"جہاز کھاڑی میں لنگر انداز ہے، اس کو وہ خود تلاش کرلیں گے"

"بہت بہتر" کہہ کر ہالینڈ نے رسیور رکھ دیا۔

بڑی دیر تک وہ سوچتا رہا۔ پھر اس نے پولیس ہیڈکوارٹر میں فون کیا۔

"میں لفٹننٹ اڈیس سے ملنا چاہتا ہوں" اس نے ڈیسک سارجنٹ سے فون پر کہا۔

"وہ موجود نہیں ہیں۔ آپ کون صاحب ہیں؟"

"وہ ہیڈکوارٹر کو گئے تھے۔ کیا ابھی تک نہیں پہنچے؟"

"وہ یہاں آئے تھے لیکن چلے گئے۔ کیوں کیا معاملہ ہے؟"

ہالینڈ نے کوئی جواب دیئے بغیر ہی رسیور رکھ دیا۔

پھر اس نے سوچا کہ اڈیس کو مطلع کرنے سے پہلے ہی کہیں جانی جہاز پر سے غائب نہ ہو جائے۔ ان حالات میں اگر اس کو اپنی جان بچانا ہے تو فوراً ہی باہر جاکر خود کچھ کارروائی کرنا چاہیئے۔ اور اڈیس کے وہاں پہنچنے تک، اب آپ کھڑے ہوکر جہاز کی نگرانی کرنا چاہیئے۔

چنانچہ اس نے انڈیکس کو سیز کے پاس جا کر ڈارسی کا پیغام ایک کاغذ پر لکھا اور اسمیں اتنا اور بڑھا دیا کہ وہ ویلیو پوائنٹ کو تلاش کرنے جا رہا ہے اور انڈیکس سے منت وہاں جلد سے جلد آنے کی درخواست بھی کر دی تھی۔ تحریر کو سیز پر رکھ کر اس نے ٹوپی پہنی اور کمرے سے نکل گیا۔

ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی اس لئے تاریکی بڑھ گئی تھی اور یہ تاریکی اس کے حق میں ایک نیک فال تھی کمرے سے نکل کر وہ جتنا بھی تیز چل سکتا تھا دریا کی طرف چل دیا

چھٹا باب

(۱)

سین اوبری ین نے گلڈا کے ڈریسنگ روم کے دروازہ پر کھٹکھٹا کر ذرا دیر انتظار کیا اور پھر ہینڈل گھما کر اندر داخل ہو گیا۔

گلڈا لباس تبدیل کر رہی ہے۔ اوبری ین کو دیکھتے ہی اس نے اس فرغل کو پھینک دیا جسے پہننے جا رہی تھی اور دوڑ کر اس کے پاس آ گئی۔

"معاف کرنا۔" اوبری ین نے گلڈا سے مسکراتے ہوئے کہا "مجھے ذرا دیر انتظار کر لینا چاہئے تھا۔"

"گلڈا نے جس کی زمردیں آنکھیں بسبب دہشت و سراسیگی کے سیاہی مائل ہو رہی تھیں، پوچھا۔ کیا اب کچھ ٹھیک ہو گیا۔

"بالکل۔" اس نے دوشیزہ کو اپنے بازوؤں میں لے کر بوسہ لیتے ہوئے کہا۔ "پیاری تم کو دروازہ بند رکھنا چاہئے تھا تاکہ کوئی اس طرح اندر گھس نہ آئے جس طرح میں آ گیا،

گلڈا نے کہا "میرا خیال ہے میں نے قفل بند کر دیا تھا۔ خیر سین یہ بتاؤ کہ کیا ہوا؟"

اوبری ین اس حسینہ کے حسن و جمال کو بہ نظر حیرت دیکھتا رہا اس لئے کہ اس وقت وہ حد درجہ دلآویز اور حسین معلوم ہو رہی تھی۔ پھر اس نے پیار بھرے لہجہ میں کہا "مائیکی اب تم کو پریشان نہ کر سکے گا۔ میں نے اس کو اتنا دھمکا دیا ہے

کہ پھر کبھی وہ ادھر کا رخ نہ کریگا۔"
گلڈا اس وقت ایک سادی دودھیا ایوننگ گون پہنے تھی۔ اوبری این کی نگاہ میں وہ نائٹ کلب کے قیمتی و بیش بہا ملبوسات سے زیادہ اس سادے لباس میں دلکش و جاذب نظر معلوم ہو رہی تھی۔
"میں نہیں جانتی کہ بغیر تمہارے میرا کیا حشر ہوگا۔" ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے ایک ادائے دلبری کے ساتھ بیٹھتے ہوئے گلڈا نے کہا۔
اوبری این نے مسکرا کر کہا اسی لئے تو میں حاضر ہو گیا ہوں میری سرکار اور پھر اوبری این نے سگریٹ کیس نکال کر ایک سگریٹ سلگا کر کش لیا اور اپنی ٹائی ٹھیک کرتے ہوئے بولا "کیا واقعی مانجینی نے کل شب جانی کو دیکھا ہے؟"
گلڈا نے کہا "ہاں وہ کہتا تو یہی تھا مگر میں اس کی بات کا یقین نہیں کرتی میرا خیال ہے کہ وہ مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ میں اس کو خلوت گاہ پر لیجاؤں"
اوبری این نے کہا "کیا تم خیال کرتی ہو کہ اس نے جانی کو رہنے کا پتہ نہیں دیا تھا"
پہلے وہ ہچکچائی لیکن پھر اس سے نگاہیں چار کر کے بولی۔
"مجھ کو یقین ہے کہ اس نے بتایا نہ ہوگا۔ لیکن پیارے مجھ کو معاف کرنا کیونکہ میں نے جانی کے بارے میں اصل حقیقت تم سے نہیں بتائی۔ کل شب میری اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ جب میں کسینو سے لوٹی تو وہ میرے کمرے میں آیا تھا۔ واقعہ یہ ہے سین کہ وہ تم سے بہت ڈرا ہوا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ تم ہی نے مجھ سے کہہ کر اس کو صحت گاہ میں رکھوایا تھا۔ اس نے مجھ سے وعدہ لے لیا تھا کہ میں تم سے یہ نہ بتاؤں کہ وہ میرے پاس آیا تھا۔ میں نے اس کو

بار بار باور کرانے کی کوشش کی کہ صحت گاہ میں رکھنے میں تمہارا کوئی ہاتھ نہ تھا لیکن اس کو کسی طرح سے یقین نہ آیا۔ وہ رات بھر میرے ہی یہاں رہا جس کی وجہ سے مجھکو یقین ہے کہ وہ فنے کو نہیں قتل کر سکتا تھا۔"

اوبری ین نے سر ہلایا اور متعجب ہوا کہ کیوں بار بار وہ اس سے کیوں جھوٹ بول رہی ہے۔ پھر اس نے کہا۔

"وہ پیاری ان سب باتوں کی تمھیں مجھ سے پہلے اطلاع کرنا چاہئے تھی۔ خیر کوئی مضائقہ نہیں۔ کیا اب بھی وہ تمھاری ہی رہائش گاہ پر ہے؟"

گلڈا نے کہا "نہیں۔ وہ چلا گیا۔ اور میں اسی لئے پریشان ہوں سین کہ وہ بغیر کچھ تحریر کئے ہوئے رفوچکر ہو گیا کہیں تمھارے خیال میں پولیس نے تو اس کو نہیں پکڑ لیا؟"

اوبری ین نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"قطعی نہیں، اگر ایسا ہوتا تو مجھ کو ضرور اطلاع ملتی۔ اس لئے پیاری تم پریشان نہ ہو۔ غالباً اس نے شہر سے بھاگ جانے کی ٹھان لی ہوگی۔ کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ وہ نیویارک جانے والا ہے؟"

گلڈا نے کہا "شائد وہ ایسا کرے لیکن اس کے پاس خرچ کہاں ہے۔ اور یہی چیز مجھ کو پریشان کئے ہوئے ہے۔ بغیر روپیہ کے وہ وہاں نہیں جا سکتا۔"

"تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ اس نے کسی سے روپیہ نہ لیا ہوگا؟ وہ ہمیشہ سے فتح شناس رہا۔ اس کی طرف سے متردد مت ہو۔ چلو میرے ساتھ چل کر کھانا کھاؤ۔"

گلڈا نے کہا "سین آج کی شب نہیں کھاؤں گی۔ میں گھر جانا چاہتی ہوں۔ کیوں کہ ممکن ہے وہ واپس آگیا ہو۔"

ادبری ین نے مکمل مجسمہ اخلاق بنتے ہوئے شانوں کو حرکت دی۔

"بہت خوب۔ لیکن کیا تم میرے ساتھ اپنے مکان تک جانا پسند کرو گی ؟"

"نہیں میں تنہا جاؤں گی" گلڈا نے غیر شگفتگی کے ساتھ کہا۔

ادبری ین نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا "جیسی تمہاری مرضی۔

"میں جاتا ہوں اور اس کو تلاش کرنے کی جستجو کرتا ہوں۔ اگر کوئی خبر ملی تو تم کو مطلع کروں گا۔" کہتا ہوا ادبری ین رخصت ہونے لگا۔

"سین۔ تم اپنی ان عنایات سے مجھ کو خریدے لے رہے ہو" کہتے ہوئے دوشیزہ نے اپنا چہرہ پیش کیا جس پر اس نے متواتر کئی بوسے لئے اور پھر کہا "میرا فرض ہے کہ تمہاری ہر طرح اور ہر ممکن طور سے خدمت کروں۔"

جب وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چلی گئی تو ادبری ین آہستہ آہستہ اس جگہ چلا جہاں اس کا کیڈی لاک موٹر کھڑا ہوا تھا۔

یہاں پہنچکر اس نے سوچا، یہ جانی اس کے لئے ایک مستقل آزار ہے، اس کی وجہ سے ہمیشہ اسے پریشانی ہوئی اس وقت بھی ہو رہی تھی اور آئندہ بھی ہوتی رہیگی اگر خوش قسمتی سے وہ فسے کے وبال سے بچ بھی گیا تو دیگر مخرب اخلاق یا قول و خلاف قانون ارتکابات کے جرم میں ماخوذ ہوتا رہے گا اور جلد یا بدیر پھر وہ کسی ایسی گرفت میں آجائے گا جس سے ممکن ہے ادبری ین بھی چھٹکارہ نہ دلا سکے۔ ایسے برادر نسبتی سے تعلق قائم رکھنا اس کی نظر میں شرمناک تھا۔ اس لئے یہ اس کی حماقت ہوگی اگر وہ اس سے ہمیشہ کے لئے نجات نہ حاصل کرلے۔

ادوجانی سے چھٹکارہ پا جانے کے موضوع پر وہ کئی منٹ تک سوچتا رہا۔ جتنا

زیادہ سوچتا گیا اتنا ہی زیادہ چھٹکارہ حاصل کر لینے کا اس کا ارادہ پختہ ہوتا گیا۔

پہلے اوبری ین ضرررساں عناصر و اشخاص سے رہائی پانے کے لئے انھیں قتل کرا دینے سے نہ جھجکتا تھا لیکن اب اپنے دشمنوں و حریفوں کی زندگیاں ختم کردینے کی عادت کو ترک کر چکا تھا۔ چنانچہ وہ پیرا ڈائس نوئی کو بجائے پٹوانے و خوفزدہ کرانے کے نکس سے قتل کروا سکتا تھا۔ لیکن خاموش و پرسکون زندگی نے جو وہ تین سال سے گذار رہا تھا، اس کو قدرے رحم دل بنا دیا۔ لیکن موجودہ غیر متوقع حالات میں وہ رحم دلی و نرمی کسی صورت میں برداشت نہ کرسکتا تھا۔ اس کو یقین تھا کہ لینڈ سے برٹ، نے کے قتل سے ناجائز فائدہ اٹھا کرا ور یہ ظاہر کر کے کہ پولیس قاتل کو گرفتار کرنے سے قاصر رہی، اس کے خلاف نت نئے انداز سے وار کرتا رہے گا اور اس کے کسی نہ کسی ہوا خواہ کو ضرور علم ہوگا کہ کچھ عرصہ پیشتر جانی نے نے کو ہلاک کر دینے کی دھمکی دی تھی۔ اور یہ جانتے ہوئے کہ جانی گلڈا کا بھائی ہے جو اوبری ین سے شادی کرنے جا رہی ہے۔ اور اس وقت کمشنر پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ جانی کو تلاش کرے۔

ان سب باتوں کے علاوہ اوبری ین کو جانی سے کوئی خاص انس بھی نہ تھا، وہ جانتا تھا کہ جیسے ہی وہ گلڈا سے شادی کرے گا وہ روپیہ اینٹھنے کی کوشش شروع کر دیگا اسلئے سب سے سہل و آسان طریقہ یہی ہے کہ وبال جان بننے سے پہلے ہی اس کا خاتمہ کر دیا جائے۔

اوبری ین نے سگریٹ جلا کر انجن اسٹارٹ کیا اور کاؤنٹی کلب کو روانہ ہو گیا۔ ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو کلب ہذا میں ڈانس ہوا کرتا ہے اور شوقین مزاج چاہے

اسکا شغل کچھ بھی ہو، اس میں ضرور شرکت کرتا ہے اوبری ین کو خیال ہوا کہ کمشنر ہوورڈ اور پولیس کپتان موٹلے بھی وہاں موجود ہوں گے۔ جانی کے بارے میں کوئی قطعی فیصلہ کرنے سے پہلے وہ قتل ہذا کی تفتیش کے تازہ ترین حالات معلوم کرلے تو بہتر ہوگا۔

اور جب وہ کلب مذکور کے اندر اپنی موٹر میں بیٹھے ہوئے، گول راستہ پر سے گذر رہا تھا تو کھڑکیوں سے دکھائی دیا۔ کہ ناچ میں شریک ہونے والے کافی تعداد میں جمع ہو چکے ہیں۔ ڈانس کافی دیر تک ہوگا اور شراب وکباب کا شغل رہے گا۔ ساتھ ہی ساتھ نوجوان طبقہ دھینگا مشتی وچھیڑ چھاڑ بھی کرنے لگے گا۔

اوبری ین اس قسم کے بے تکے پن کو ناپسند کرتا تھا مگر پھر بھی وقت گذارنے اور تفنن طبع کی خاطر وہاں جانا ضرور تھا۔ چونکہ اس کی پارٹی کے قریب قریب سب ممبر اس جلسۂ رقص میں ضرور شرکت کرتے تھے، اس لئے اخبارات میں کسی طرح کا شور وغیرہ کئے بغیر، یہاں آپس میں تبادلہ خیالات کا موقع مل جاتا تھا۔

وہ موٹر کو کلب کے پارکنگ اسٹینڈ میں لے گیا جو دیگر ممبروں و تماشائیوں کے موٹروں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ پارکنگ اسٹینڈ سے نکلتے وقت اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ بادوباراں کے طوفانی بادل گھٹا ٹوپ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور تھوڑی ہی دیر میں بارش ہونے والی ہے۔

سامنے ایک مرد اور ایک عورت نظر پڑے۔ عورت نے ایک موٹر کا دروازہ کھولا۔ اوبری ین نے روشنی کم ہونے کے باوجود عورت کو پہچان لیا اور ذرا رکا، تاکہ غور سے دیکھ لے۔

"اگر تم اسی طرح سے بدحواس رہے تو میں واپس جاتی ہوں" عورت نے جھلاتی ہوئی

تیز آواز میں کہا۔ جس سے اوبری ین کو یقین ہو گیا کہ وہ نشہ میں چور ہو رہی ہے۔

"گلو دیا۔ ہم کو سمجھ کر کارروائی کرنا چاہیئے" مرد نے بے چینی سے کہا۔ "کیونکہ ممکن ہے تمہارے شوہر آتے ہوں بہتر ہو کہ ہم دونوں ان کے روانہ ہو جانے تک توقف کریں۔"

"میں اتنی گئی گذری نہیں کہ انتظار کروں" عورت نے کہا، اور موٹر کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ پھر بولی "بھئی کیا تم نہیں آؤ گے؟"

وہ آدمی اس کے پہلو میں بیٹھ گیا اور موٹر کا پٹ بند کر دیا گیا۔ اوبری ین نے دیکھا کہ عورت نے اس مرد کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچ لیا جس پر مرد نے کچھ منہ بنایا۔

اوبری ین ان تمام حرکات کو دیکھ کر دل ہی دل میں بڑبڑایا کہ یہ کمشنر ہوورڈ کی نوخیز بیوی اور رانگلایا ہیں۔ اس احمق کو اپنے سے آدھی عمر کی نوخیز، جذباتی، حسین اور آوارہ لڑکی سے شادی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

اس نے کلب گھر کی طرف چلنا شروع کیا۔

جہاں برآمدہ میں کمشنر ہوورڈ اور موٹلے کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔

موٹلے بے چینی سے کہہ رہا تھا انتظار کرنا بیکار ہے وہ کہیں نہ کہیں اپنا دل بہلا رہی ہوگی۔

"کیا واقعی جا رہے ہو؟" اوبری ین نے ایک دم اندھیرے سے نمودار ہو کر کہا۔

"ہلو،" موٹلے نے مڑ کر کہا۔ "ارے مجھ کو تم سے کچھ کہنا ہے۔" دونوں آدمی نے

واردات قتل کا عقدہ سلجھا لیا ہے،

اوبری ین کے ابرو چڑھ گئے اور اس نے کہا "بہت جلد کام ہو گیا"

"ہاں۔ میں ہمیشہ یہی کہا کرتا تھا کہ اگر ڈونوان کو کوئی عقدہ لاینحل سلجھانے کو دیا گیا تو وہ اس کو فوراً حل کر کے ثابت کر دے گا کہ قدرت نے اس کو صرف ان ہی مسائل کو حل کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ وہ ہر کام تڑ پڑ کرتا ہے۔ چنانچہ گھنٹہ ہی دو گھنٹے میں قاتل گرفتار ہو جاوے گا"

"آخر کس نے یہ قتل کیا تھا"

"ایک نوجوان بینک کے کارکن کن ہالینڈ نے۔ اور اب یہ بالکل طے شدہ امر ہے کہ وہی قاتل ہے کیونکر ہمارے پاس اتنا کافی مواد مہیا ہو چکا ہے کہ ہم اس کو تین مرتبہ کرسی ہلاکت پر پہنچا سکتے ہیں"

"لیکن پھر بھی وہ ابھی تک گرفتار نہیں ہو پایا ہے"

"ہمارے آدمی اس کے گھر پر موجود ہیں۔ شائد اس نے گھبرا کر بھاگ جانے کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن جلد ہی ہم اس کو گرفتار کر لیں گے۔

"یہ تو بہت ہی اچھا ہوا" اوبری ین نے بغیر کسی طرح کا جوش و سرگرمی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ مجھ کو رپورٹ مہیا کر دیں گے"

"کل صبح آپ کو کل کاغذات مل جاویں گے" ہوورڈ نے بے رخی سے کہا۔

اوبری ین نے کہا "شکریہ" ہوورڈ نے کہا، اچھا اب اجازت دیجئے ہمیں ہیڈکوارٹر پہنچنا ہے اس لئے کہ ڈونوان نے جس عقدہ کو حل کر لیا ہے اس کی نگرانی کرنا ہمارا بھی فرض ہے۔

"بہت خوب آپ تشریف لے جائیں" ادبری ین نے جواب دیا اور موٹلے کی طرف مخاطب ہوگیا۔ ہوورڈ عجلت میں تھا اس نے موٹلے کی طرف دیکھ کر کہا، "میں جا رہا ہوں" اور پارکنگ اسٹینڈ کی طرف روانہ ہوگیا۔

موٹلے کے جاتے ہی ادبری ین نے آہستہ سے کہا تمھاری بہن ایک شخص کے ساتھ موٹر میں بیٹھی خوش فعلیاں کر رہی ہے۔ ذرا خیال رکھنا کہیں کمشنر صاحب اسکو نہ دیکھ لیں۔

موٹلے ہکا بکا رہ گیا۔

موٹلے نے کہا "میں آج ہی کل میں اس کتیا کی گردن مروڑ دوں گا" اس کمبخت نے ہوورڈ کے رخصت ہوجانے تک صبر کیوں نہ کیا" اور جلدی سے کمشنر کے عقب میں روانہ ہوگیا۔

ادبری ین نے اپنی ٹھوڑی سہلاتے ہوئے سوچا کہ یہ گوکھا دونوں کہیں کسی دوسرے آدمی کو اصلی قاتل کے بجائے نہ گرفتار کرلے اس کے علاوہ یہ دونوں مسخرے بالکل یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس شخص کو ضرور سزا دلوا دیں گے۔

ادبری ین برآمدہ کے قریب بنے ہوئے جنگلہ سے ٹیک لگا کر جانی کے بارے میں سوچتا رہا۔ اگر ہالینڈ پکڑ لیا گیا اور سزا یاب بھی ہوگیا تو جانی بے قصور متصور ہوگا مگر جلد یا بدیر وہ کہیں نہ کہیں اس سے زیادہ خطرناک مشکل میں ضرور پھنس جائے گا۔ اس لئے اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے اس لئے کہ اس وقت وہ میرے قبضے میں ہے۔

اسی وقت اس نے ہوورڈ اور موٹلے کو پارکنگ اسٹینڈ سے موٹر نکال کر جاتے

ہوئے دیکھا۔ اور دل ہی دل میں کچھ فیصلہ کر کے سیڑھیوں سے اترتا ہوا اپنے موٹر کی طرف چلا۔

(۲)

اپنے آفس کو جانے سے پہلے اڈیس نے چارج روم کا معائنہ کیا
"کوئی نئی بات؟" اس نے سارجنٹ سے دریافت کیا جو اسکو دیکھتے ہی مودب کھڑا ہو گیا تھا،

"کمشنر صاحب دینر کیپتان صاحب یہاں آنے کے لئے راستہ میں ہوں گے۔"
سارجنٹ نے کہا: "ہالینڈ ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکا۔ ہمارے کئی آدمی اور جاسوس ڈنکن اس کے بنگلہ پر، اس کے منتظر ہیں۔ سارجنٹ ڈونوآن ابھی آئے ہیں اور وہ کمشنر صاحب کی آمد کے منتظر ہیں۔"

اڈیس غرّایا "اگر کمشنر صاحب نے مجھ کو طلب کیا تو میں اپنے دفتر میں ہوں گا، اور کوئی خاص بات تو نہیں ہوئی۔"

"سرکار۔ آپ کے مطلب کی اور کوئی بات نہیں ہے۔ صرف بیرا ڈائس لوئی ذرا تکلیف میں ہے۔ اس کو ابھی بس منٹ ہوئے ویسٹ اسٹریٹ کے ایک غیر آباد مقام سے اٹھا کر لایا گیا ہے۔ کسی نے اس کی مرمت کی تھی۔ سلی وان نے جو اس کو اٹھا کر لایا ہے بتایا کہ اس کے جانبر ہونے کی بہت کم امید ہے۔ جس کسی نے اس کی ٹھکائی کی ہے: اس پر دو چار ہاتھ ذرا کس کر جما دئے ہیں"

اڈیس کو جو کچھ ڈاری سے نے اس سے کہا تھا یاد آیا۔ کیونکہ بیرا ڈائس لوئی نے جانی کوسے کا پتہ بتایا تھا اور اب جبکہ وہ پیٹا گیا ہے تو اس میں کوئی راز مضمر ہے۔

"وہ کہاں ہے؟" اس نے تیزی سے پوچھا۔

"چھٹا وارڈ کاؤنٹی ہاسپٹل۔"

"اگر کمشنر صاحب مجھ کو طلب کریں تو کہہ دینا کہ میں ایک گھنٹہ بھر میں آتا ہوں" ایڈمس نے کہا اور جلدی سے اپنے موٹر کی طرف لپکا۔

پانچ منٹ میں وہ کاؤنٹی ہاسپٹل پہنچ گیا اور ہاؤس سرجن سے اس نے دریافت کیا۔

"کیا وہ ہوش و حواس میں ہے؟"

"نہیں۔ لیکن کسی وقت بھی وہ ہوش میں آسکتا ہے۔ آپ کے آدمیوں میں سے ایک آدمی اس کے پاس تعینات ہے۔ آپ اگر جانا چاہیں تو وہاں جا سکتے ہیں۔"

بیراڈائس لوئی بستر پر پڑا ہوا تھا۔ اس کا مضروب سر اور کچلا و کٹا ہوا چہرہ پٹیوں سے بندھا ہوا تھا۔ جاسوس واٹسن منہ لٹکائے اداس بستر کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایڈمس کو آتا دیکھ کر وہ کچھ اتنی گھبراہٹ و جلدی میں اٹھا کہ قریب تھا کہ کرسی الٹ جائے۔

"کیا اس کو ہوش آیا؟" ایڈمس نے پوچھا۔

"جی ہاں سرکار۔ لیکن حالت دگرگوں ہے۔"

ایڈمس غیر متحرک پڑے ہوئے جسم پر جھکا۔

"لوئی ذرا ہوشیار ہو" ایڈمس نے لوئی کے بازو ہلا کر کہا جس سے اس نے آنکھیں کھول دیں اور ایڈمس کو گھورنے لگا۔

"کیا آپ مجھ کو خاموش پڑا نہیں رہنے دے سکتے؟" اس نے نقاہت سے کہا "آپ لوگ سب یہاں سے چلے جایئے۔

اڈیس پلنگ کی پٹی پر بیٹھ گیا۔

"تمھارے ساتھ یہ حرکت کس نے کی؟"

واٹسن نے فوراً اپنی نوٹ بک بیان لکھنے کے لئے پرامید ہو کر نکالی۔

"مجھ کو کچھ نہیں معلوم" لوئی نے جواب دیا "خدا کے لئے مجھ کو نہ ستاؤ میرے پاس سے چلے جاؤ۔"

اس پر اڈیس نے اپنی جیب سے دیا سلائی کی ڈبیا نکالی اور ایک تیلی جلا کر لوکو لوئی کے ہاتھ کے پاس لے گیا۔ واٹسن اس عمل کو حیرت سے دیکھا کیا۔

لوئی نے اپنا ہاتھ گھسیٹ لیا اور اس کے منہ سے اُف نکل گئی۔

"اگر تم نے جواب نہ دیا تو اب کی بار میں تمھاری کلائی جلاؤں گا۔ بتاؤ یہ حرکت کس نے کی تھی؟" کہہ کر اڈیس نے لوئی کے چہرے پر نظریں جمادیں۔

ایک کرب کے ساتھ اس نے بڑبڑا کر کہا "ڈنکس اور وہائٹی" "خدا کے لئے اب میرا پیچھا چھوڑ دو۔"

"ان لوگوں نے ایسا کیوں کیا؟" اڈیس نے سوال کیا

"مجھ کو یاد نہیں" لوئی نے کہا۔ لیکن جب اڈیس نے دوسری دیا سلائی کی تیلی روشن کی تو جلدی سے بول اُٹھا۔ "اچھا۔ اچھا ٹھہرو میں بتاتا ہوں کہہ کر اس نے گلڈا کو بلیک میل کرنے کے سلسلہ میں اپنا بیان دیا۔

اڈیس اس بیان کو لکھتا گیا اور جب بیان ختم ہو گیا تو اس نے پڑھ کر اسے سناتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تم نے جانی کو فنے کارٹن کا پتہ دیا تھا؟"

"ہاں میں نے اس کو بتایا تھا کہ وہ اس کو کہاں پا سکتا تھا؟"

"کس جگہ کا تم نے ذکر کیا تھا۔"

"میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ زیادہ تر بلیو روز کلب میں شب کو آیا کرتی ہے"

"کیا تم نے جانی کو اس کی جائے رہائش کا پتہ نہیں دیا تھا؟"

"اس بارے میں مجھ کو خیال نہیں۔"

"تمھاری اس سے کس وقت بات چیت ہوئی تھی؟"

"میرا خیال ہے کہ گیارہ کا عمل ہوگا۔"

"تو کیا ٹکس اوبرین کا کام کرتا ہے؟"

"ہاں۔ اوبرین ہمیشہ اس کی سرپرستی کرتا ہے۔"

اڈیس نے واٹسن کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا تم نے سب کو نوٹ کر لیا؟"

"جی ہاں سرکار۔"

"لوئی تم کو اس تحریر پر دستخط کرنا ہوں گے۔"

اس نے لوئی کو بیان سنایا اور نوٹ بک اس کے نزدیک لے جا کر ہر صفحہ پر اس کے دستخط کروا لئے اور پھر واٹسن سے ہر صفحہ پر گواہ کی حیثیت سے دستخط کرا لئے۔

نوٹ بک کو اپنی جیب میں رکھتے ہوئے اڈیس نے واٹسن سے مخاطب ہو کر کہا

"آؤ اب میرے ساتھ چلو یہاں بیٹھ کر وقت برباد کرنے کی ضرورت نہیں۔"

برآمدہ میں آکر اڈیس نے کہا اس بیان کو صیغہ راز میں رکھنا، کیونکہ اس کے پس منظر بڑی سیاسی چالیں ہیں۔ آیا تمھاری سمجھ میں۔"

"جی ہاں سرکار!" واٹسن نے بوکھلا کر کہا۔ حالانکہ اسکی سمجھ میں خاک بھی نہ آسکا تھا کہ معاملہ کیا ہے۔ لیکن اس کو تجربہ ہو چکا تھا کہ ایڈیس سے کسی طرح کا سوال کرنا گویا بھڑ کے چھتہ کو چھیڑنا ہے۔ اس لئے اس نے کوئی جرح نہ کی۔

پھر ایڈیس نے کہا "اچھا میرے ساتھ چلو۔ میں تم کو ایک کام بتاتا ہوں"

حیران و پریشان واٹسن، ایڈیس کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا اسٹیرھیوں سے اتر کر فٹ پاتھ کے پاس رکے ہوئے موٹر کے پہلو میں پہنچ گیا۔

(۳)

لب ساحل پہنچنے میں ہالینڈ کو چالیس منٹ لگے ہوں گے کیونکہ بس یا ٹیکسی میں جانا خطرے سے خالی نہ تھا۔ ایڈیس نے اس کو اچھی طرح باور کرا دیا تھا کہ اس وقت شہر کا ہر ایک سپاہی اس کی تلاش میں مصروف ہے۔

عام گذرگاہوں اور ان سڑکوں کو چھوڑ کر جن پر کافی آمد و رفت رہتی ہے ہالینڈ سنسان گلیوں اور کم آباد محلوں سے گذرتا ہوا اپنی منزلِ مقصود کی طرف چلا جا رہا تھا۔

وقتاً فوقتاً اپنے سامنے کسی گشت کرنے والے سپاہی کو دیکھتا تو کترا کر نکل جانے کے بجائے وہ سڑک کے دوسری طرف چلنے لگتا تھا، اور اس طرح جب وہ ساحل کے قریب پہنچا تو بارش تقریباً رک گئی تھی۔

اس جگہ مطلع کہر آلود تھا اور پانی کی سیلن اور کھار کی بو محسوس ہو رہی تھی۔

سڑک کے کنارے بھنی ہوئی اشیاء فروخت کرنے کے اسٹالس، مچھلیاں پکڑنے کے جال اور دیگر اشیاء فروخت کرنے والوں کی چھوٹی چھوٹی دوکانوں کی قطاریں دور تک چلی گئی تھیں اور انھیں میں ایک دو معمولی قسم کے ہوٹل اور جشن گاہیں بھی تھیں۔

ہالینڈ گودی کے کنارے ہو کر سامنے پھیلی ہوئی بسیط سطح آب کو دیکھا کیا۔ یہ علوم کرنا آسان نہ تھا کہ سامنے کوئی جہاز رکا ہوا ہے، کیونکہ تاریکی اس قدر بڑھ چکی تھی کہ کوئی چیز واضح نہ معلوم ہوتی تھی۔ لیکن ڈارسی نے اسی جگہ ولو پوائنٹ کے موجود ہونے کو کہا تھا۔ اور اس کو یقین تھا کہ ڈارسی نے دروغ گوئی سے کام نہ لیا ہوگا۔

کسی کشتی کے بغیر جہاز تک پہنچنا ممکن نہ تھا، لیکن مشکل یہ تھی کہ اس کے پاس بہت ہی معمولی رقم تھی اور اسے بھی وہ اشد ضرورت کے لئے محفوظ رکھنا چاہتا تھا اس لئے کشتی کو کرایہ پر لینا اس کے امکان سے باہر تھا، ایسی صورت میں یہی ہو سکتا تھا کہ صرف کشتی معمولی کرایہ پر لے کر خود ہی اسے چلائے ــــــ لیکن ایک دشواری اور بھی تھی۔ یہ بھی معلوم کرنا تھا کہ جہاز ولو پوائنٹ کسی مقام پر لنگر انداز ہے۔

اسی وقت اسے بجلی کی روشنی سے منور جشن گاہ نظر آئی پہلے تو وہاں جانے میں اسے پس و پیش ہوا لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ اسی طرف روانہ ہوگیا۔

باہر ہی سے جشن گاہ کو دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اندر چند نوجوان پن ٹیبل مشینوں پر کھیل رہے ہیں۔ جہاں ان مشینوں میں سے ایک مشین سے ٹیک لگائے ایک لڑکی میلے سفید رنگ کا لباس پہنے اپنے دراز ناخنوں کی پرلگی ہوئی پالش کو قینچی سے صاف کر رہی تھی۔ اس کا چہرہ سفید تھا جس سے تھکاوٹ و اضمحلال مترشح ہو رہا تھا اس کے اعضا کی سختی و بشرے سے ہالینڈ کو اندازہ ہوا کہ وہ ایک نوعمر حسینہ ہے جس کا دامن گناہ سے آلودہ ہے۔ اس کے کندھے سے ایک چمڑے کا تھیلا لٹکا ہوا تھا جس میں ریزگاری رہتی ہے اور وہ مشینوں پر جوا کھیلنے والوں کو ریزگاری فراہم کرتی تھی۔

ہالینڈ جشن گاہ میں داخل ہوکر ایک مشین کے پاس گیا جہاں دوشیزہ مذکور کھڑی ہوئی تھی، ہالینڈ نے کھیل شروع کیا جس سے گیند مختلف خانوں میں پہنچنے سے پہلے رنگ برنگ بلب روشن کر دیتے تھے۔

ایک قطار گیندوں کی مار چکنے کے بعد وہ سگریٹ جلانے کو رکا۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ دوشیزہ دزدیدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی ہے جس سے اس کے اشتیاق کا پتہ چلتا تھا۔

ہالینڈ لڑکی کی سیاہ حلقہ والی نیلی آنکھوں سے نظریں ملا کر مسکرا دیا۔

"گھنٹہ آدھ گھنٹہ برباد کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ ہونا چاہیے" ہالینڈ نے کہا

اس نے بے تعلقانہ اپنے کندھے اٹھا کر جواب دیا۔

"کون تم سے وقت برباد کرنے کو کہتا ہے ؟"

ہالینڈ مشین کو چھوڑ کر اس کے پاس آگیا اور بولا۔

"کیا تم کو ان جہازوں کے بارے میں کوئی واقفیت ہے۔ دراصل میں ولوپوائنٹ تک جانا چاہتا ہوں جو دریا کے دہانہ پر لنگر انداز ہے،

تعجب وبے اطمینانی لڑکی کی نظروں سے ٹپکنے لگی، اور اس نے کہا میں تم کو روکے تو نہیں ہوں"۔

ہالینڈ نے کہا، لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں لنگر انداز ہے، کیا تم کو معلوم ہے۔

"ممکن ہے معلوم ہو۔ لیکن تم اس پر کس لئے جانا چاہتے ہو۔

ہالینڈ نے کہا مجھے ایک ضرورت کے تحت اسکی تلاش ہے۔

"کیا تم کو یقین ہے کہ تم اس کو تلاش کر پاؤ گے؟ اور کیا جانتے ہو کہ ڈلو پوائنٹ
ٹکس کی ملکیت ہے؟"

ہالینڈ نے سر ہلا کر انکار کر دیا۔

"اسکا مالک ٹکس ہے لڑکی نے کہا، اور وہ ایسا شخص ہے جس سے تم کو دور ہی
رہنا چاہئے۔"

"کچھ بھی ہو مجھ کو بہر صورت جہاز کو تلاش کرنا ہی ہے۔" ہالینڈ نے کہا۔

لڑکی نے معنی خیز نظروں سے اس کا جائزہ لیا اور کہا۔

"دیکھو تم اس ارادہ سے باز آ کر اپنے مکان واپس چلے جاؤ تو بہتر ہو گا۔
کیونکہ اگر تم ٹکس سے گڑبڑ کرو گے تو یقیناً غیر معمولی مصائب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔"

"میں پہلے ہی سے مصیبت میں مبتلا ہوں۔" ہالینڈ نے کہا

"لیکن میں تو اپنے کو مصیبت میں پھنسانا نہیں چاہتی۔" کہکر لڑکی ایک موٹے سے
شخص کو ریزگاری دینے لگی جو بے چینی سے پن ٹیبل مشین کے شیشہ کے ڈھکنے کو کھٹکھٹا رہا
تھا،

ہالینڈ نے سگریٹ جلائی، اپنی مشین کے پاس واپس گیا اور دوبارہ کھیلنا شروع
کر دیا لیکن کنکھیوں سے لڑکی کو برابر دیکھتا رہا۔

لڑکی نے یوں ہی جشن گاہ کا ایک دورہ لگایا اور پھر پانچ منٹ بعد جہاں ہالینڈ
کھڑا ہوا تھا واپس آگئی، اور پھر اسی مشین پر ٹیک لگا کر اپنے ناخن کھیچی سے صاف
کرنے لگی جس مشین پر ہالینڈ کھیل رہا تھا۔

ہالینڈ نے آواز دبا کر کہا "کیا تم میری کوئی مدد نہیں کرو گی؟" کیا تم نہ بتا سکو گی۔

کرولر پوائنٹ کہاں ہے ؟"

لڑکی نے آہستہ سے جنبش کی اور بولی۔

"آخری بار جب میں نے اسے دیکھا تھا تو نارتھ اینڈ کے پاس لنگر انداز تھا"

ہالینڈ نے کہا" اس سے تو مجھ کو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ مجھ کو دریا کے متعلق کوئی علم نہیں تم یہ بتاؤ کہ یہاں سے کتنی دور اور کس طرف ہوگا۔

لڑکی نے کہا" قریب نصف میل پر نارتھ انڈر روشنی کا مینار ہے جو تم کو گھاٹ سے نظر آسکتا ہے"

ہالینڈ نے لڑکی کو دیکھا اور مسکرا کر کہا" شکریہ" متفکر ہو کر لڑکی نے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

"پیارے تم مصیبت سے ہمکنار ہونے جا رہے ہو۔ کیونکہ ٹکس ایک نہایت ہی کمینہ شخص ہے"

گفتگو شروع کرنے سے پہلے ہالینڈ نے ایک اور گیند خانے میں پھینکتے ہوئے کہا" مجھ کو ایک کشتی درکار ہے لیکن اسکا کرایہ نہ ادا کر سکوں گا۔ مجھ کو کسی نہ کسی طرح ولو پوائنٹ پر پہنچنا ہے"

لڑکی نے کہا" کیا تم یہ توقع رکھتے ہو کہ میں تمہارے لئے کشتی کہیں سے چرا کر لے آؤں گی۔

ہالینڈ نے کہا" نہیں اگر معلوم ہو جائے کہ کہاں مل سکتی ہے تو میں خود حاصل کر لونگا

لڑکی نے پوچھا" کیا ٹکس کو معلوم ہے کہ تم آرہے ہو؟"

ہالینڈ نے نفی میں سر ہلا دیا

لڑکی نے کہا تم مجھے بے حد پریشان نظر آرہے ہو کہیں پولیس تو تمہارا تعاقب نہیں کر رہی ہے۔

"ہاں کچھ ایسا ہی ہے۔" ہالینڈ نے بلا پس و پیش کے کہہ دیا۔

لڑکی نے کہا "جٹی میں تم کو ایک کشتی ملے گی۔ اس کا مالک صبح تک کے لئے اسکو چھوڑ کر چلا جاتا ہے صبح کو اس کے آنے سے پہلے ہی واپس آجانا۔

ہالینڈ نے کہا "شکریہ"

لڑکی نے کہا "پوری ہوشیاری سے اپنی حفاظت کرنا کیونکہ ٹکس نہایت وحشی اور خونخوار انسان ہے وہ غیر متوقع ملاقاتیوں کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرتا۔

"میں سب باتوں کا خیال رکھونگا" کہتا ہوا ہالینڈ تیزی کے ساتھ بوندا باندی کی حالت میں بھی باہر نکل گیا۔

ساحل پر پہنچکر اس نے دیکھا کہ ایک چھوٹی سی کشتی بندھی ہوئی ہچکولے کھا رہی ہے۔ ہالینڈ نے کشتی کو کھول دیا اور اس روشنی کی سمت روانا ہوگیا جو دور نظر آرہی تھی۔

کشتی دیر تک چلتی رہی اور اس کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ سامنے ہی کوئی چھوٹا سا جہاز تاریکی میں کھڑا ہے۔ ہالینڈ نے چپو چلانا بند کرکے غور کرنا شروع کر دیا کہ آیا سامنے دھندلا دھندلا نظر آنے والا جہاز دلوانٹ ہی ہے یا نہیں۔ لیکن عین اسی وقت اسے ایک موٹر بوٹ کے چلنے کی آواز سنائی دی جو ساحل سے اسی طرف آرہا تھا۔ ہالینڈ گھبرا گیا، اس کے خیال سے یہ موٹر بوٹ پولیس ہی کا ہو سکتا تھا جو اس کی تلاش میں نکلا ہو۔ گھبرا کر اس نے اپنی کشتی کو اس راستہ سے ہٹا کر ایک

طرف کر لیا تاکہ موٹر بوٹ سے دور ہو جائے۔

موٹر بوٹ گذر گئی اور اس کے گذرنے سے پانی میں ایسا تلاطم ہوا کہ اس کی ڈونگیا ڈگمگا گئی۔ اور ذرا ہی دیر بعد بوٹ کے موٹر کی آواز بند ہو گئی ہالینڈ نے غور سے دیکھا تو بوٹ جہاز کے قریب پہنچ کر نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

ہالینڈ ڈونگیا میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور چپوؤں کی مدد سے اسے دوبارہ چلانا شروع کر دیا اور جلدی جہاز کے قریب جا پہنچا۔ چپو چھوڑ کر اس نے جہاز کی طرف دیکھا تاکہ اسکے ڈک پر کوئی انسان نظر آئے۔ اسی وقت اسے موٹر بوٹ نظر آیا جو جہاز کے پہلو میں باندھ دیا گیا تھا۔ تدرے اور قریب آ کر اس نے کان لگائے تو ڈک کے جنگلہ کے قریب اسے چپکے چپکے کسی کے گفتگو کرنے کی آواز سنائی دی۔ اس وقت جہاز پر جانا خطرہ سے خالی نہ تھا ساتھ ہی اگر کوئی شخص ڈک پر آ جاتا تو اسے اس کشتی کی موجودگی کا علم ضرور ہو جاتا جس پر وہ جہاز کے قریب پہنچا تھا، حتی الامکان وہ اپنے کو پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا اس لئے کشتی کو گھما کر پورٹ سائڈ کی طرف لے آیا۔ اس جگہ اسے ایک سوراخ سے روشنی نظر آئی اور جب وہ کشتی لے کر اس سوراخ کے قریب پہنچا تو اس نے کسی کو یہ کہتے سنا" جانی اب وقت آ گیا ہے کہ ہم صاف صاف باتیں کرلیں۔ تم کو میری بات ماننا ہوگی، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمھیں اسوقت تک یہیں ٹھہرنا ہوگا جب تک کہ تم اپنی ضد سے باز نہ آ جاؤ۔

ہالینڈ کشتی کو اور قریب لایا لیکن اس احتیاط سے کہ جہاز سے ٹکرا کر آواز نہ پیدا کرے۔ سوراخ کے پاس لگے ہوئے آنکڑے میں کشتی کو باندھ کر کھڑا ہو گیا اور کیبن کے اندر دیکھنے لگا۔

سب سے پہلے اس کی نگاہ اس دراز قامت حسین و خوش رو نوجوان پر پڑی جس کو شب گذشتہ اس نے بلیو روز نائٹ کلب کے باہر دیکھا تھا۔ یہ شخص ایک اونچی بنچ پر پڑا ہوا تھا اور فوراً ہی اس نے ایک دوسرے دراز قد گندمی رنگت کے ایک شخص کو دیکھا جو نہایت قیمتی سوٹ پہنے ایک دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا ہوا سگار پی رہا تھا۔

ہالینڈ چپکے سے بیٹھ گیا اور انکی گفتگو پر اپنے کان لگا دیئے جو ان کے درمیان ہو رہی تھی۔

———— (۴) ————

جو موٹر بوٹ ہالینڈ کو نظر آیا تھا وہ دراصل اوبرین کا تھا۔ جس کی رسّی جہاز پر پھینکتے ہوئے اوبرین نے ملاح سے پوچھا "کیا ٹکس موجود ہے؟"

"جی ہاں سرکار۔" ملاح نے جواب دیا اور متعجب ہوا کہ اوبرین خود موٹر بوٹ یہاں تک لایا ہے۔

"وہ کہاں ہے؟" اوبرین نے دریافت کیا۔

اسی وقت تاریکی میں سے ٹکس اپنی قمیص کے بٹن لگاتا ہوا نمودار ہوا۔ وہ سو رہا تھا لیکن موٹر بوٹ کی آواز سن کر بیدار ہو گیا تھا۔

"مجھ کو تم سے کچھ کہنا ہے۔" اوبرین نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

ٹکس اوبرین کو ہمراہ لے کر اپنے کیبن میں داخل ہوا۔ اور جمائی لیتے ہوئے استفساراً اوبرین کی طرف دیکھا۔

اوبرین نے پوچھا "کیا تم نے لوئی کے بارہ میں سب ٹھیک ٹھاک کر لیا؟"

ٹکس نے جو کہ ذرا بے چین نظر آرہا تھا جواب دیا "جی ہاں بالکل۔ بلکہ ربائی نے تو ایک آدھ ہاتھ ذرا سخت جما دیا ہے۔"

اوبری ین نے پرمعنی انداز میں ٹکس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا مطلب ہے تمہارا؟

ٹکس نے کہا، میں سمجھتا تھا کہ وہ قابو میں نہیں آرہا ہے اسی لئے ذرا سختی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، لیکن اس کی کھوپڑی انڈے کی طرح نازک واقع ہوئی ہے۔

"کیا تمہارا مطلب ہے کہ وہ مرگیا؟" اوبری ین نے حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

ٹکس نے غیر یقینی کیفیت ظاہر کرتے ہوئے اپنے کندھے ہلا کر کہا "ممکن ہے۔ کیونکہ بہت زیادہ کراہ رہا تھا"

اوبری نے اپنے ٹھوڑی سہلاتے ہوئے کہا۔

"ان باتوں سے تو کچھ بھی کام نہ چلا،

کیونکہ ہمارا مقصد تو یہ تھا کہ وہ کچھ بیان دے سکتا۔

ٹکس نے مطمئن لہجہ میں کہا" مجھے حیرت ہوگی اگر اس نے کچھ نہ قبولا ہوگا۔

اوبری ین نے کہا "ہم کوئی نزع کے وقت کا اقبالی بیان نہیں چاہتے تھے اور جانی —— جب ہم اس کو کیبن میں چھوڑ کر واپس ہوئے تھے اس وقت تک وہ بھی کسی طرح کی گفتگو کرنے پر تیار نہ تھا ——

اس کے بعد اوبری ین نے سگار جلایا اور ٹکس کی طرف دیکھتے ہوئے سوچنے لگا کہ تشدد کے بغیر کام نہ چلے گا، اس لئے کہ جو لوگ راہ میں رکاوٹ پیدا

کر سکتے ہیں انھیں ٹھکانے لگانا ہی عقلمندی ہے"۔۔۔۔ ٹکس کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا "میں نے جانی سے چھٹکارا پانے کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے"۔

ٹکس نے تعجب سے اس خبر کو سنتے ہوئے بھی کسی تعجب و حیرت کا اظہار اپنے چہرے سے نہ ہونے دیا اور بولا "جیسی حضور کی مرضی"۔

"میں اس کو ایسی جگہ ختم کرانا چاہتا ہوں جہاں سے کسی طرح کی بو نہ پھوٹ سکے" ادبری ین نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

ٹکس نے کہا اطمینان رکھئے ایسا ہی ہوگا میرے پاس ایک بڑا پیپہ ہے جو اس کے لئے بالکل کافی ہے۔ اس کے علاوہ کافی مقدار میں سیمنٹ بھی موجود ہے اس کارروائی کے بعد اس کا دنیا میں نام ونشان بھی نہ ملے گا"۔

ادبری ین نے تائیدی طور پر سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو اس کام میں کوئی غفلت نہ ہونے پائے، میں فی الحال اس سے گفتگو کرنے جاتا ہوں اور لوٹنے پر تم کو بتاؤں گا کہ یہ عمل کب کیا جاوے"۔

"کیا آج ہی شب میں؟" ٹکس نے جو کہ سونے کیلئے بے چین تھا پوچھا۔

"ہاں آج ہی شب میں یہ کام ہوگا تم پیپہ وغیرہ تیار رکھو"۔

ٹکس نے کہا "بہت خوب اطمینان رکھئے، میں سالی سے جا کر کہے دیتا ہوں سب کام ہو جائیگا۔

"نہیں یہ کام تم خود کرو گے" ادبری ین نے تیزی سے کہا "سالی کو اس کارروائی سے الگ رکھو، میں اس کو اپنے ساتھ واپس لے جاؤں گا، کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اسکو کسی طرح کا علم ہو پائے۔ دیکھو ٹکس اس کارروائی کا حال صرف تمہارے سینے تک محفوظ رہے۔

ٹکس نے کھیسیں باویں اور کہا۔

"پیپہ بہت زیادہ بھاری ہے۔ میں تنہا اس کو اٹھا بٹھا نہیں سکتا۔ اس لئے سالی کو مجبوراً ہاتھ بٹانے کے لئے لینا پڑے گا۔"

اوبری ین نے دانتوں کے بیچ سے سگار نکال لیا اور اس کے روشن سرے کرتا کئے ہوئے کہنے لگا۔ "خدا کے لئے تم خود ہی سب کام کر لو لیکن اگر سالی کے سہارے بغیر یہ کام ناممکن ہی ہو تو خیر، مگر تم کو اس کی بڑی دیکھ بھال کرنا ہوگی۔ کیونکہ اس کو کسی بات کا مطلق علم نہ ہو پائے۔"

ٹکس سالی کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ سالی غیر معمولی طاقتور اور پھرتیلا انسان تھا اور اسی لئے ٹکس اس پر جان دیتا تھا۔ اس نے کہا آپ بالکل یقین رکھیں کہ وہ اپنا منہ بند رکھے گا۔ آپ اس کی طرف سے کوئی فکر نہ کریں۔ میں اس کا ذمہ لیتا ہوں

اوبری ین نے اس کی طرف دیکھا۔ اور دھمکی آمیز لہجہ میں بولا۔

ٹکس۔ اگر تم میری منشا کے مطابق نہیں کرنا چاہتے ہو تو صاف صاف بتا دو۔"

ٹکس نے بے بسی سے کندھوں کو جنبش دی اور کہا۔

"بہت بہتر۔ سب انتظام میں خود ہی کر دوں گا۔"

اسکے بعد اوبری ین اٹھا۔ کیبن کا دروازہ کھولا اور چلتا ہوا جانی کی کیبن کے پاس آ گیا۔ یہاں ایک لمحہ رک کر اس نے قفل کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

جانی اونگھ رہا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں پھر جھپکائیں اور پھر اٹھ کر بیٹھ گیا

"ہلو جانی" اوبری ین نے آہستہ سے کہا، اور جانی کے مجروح چہرے کو دیکھکر دل ہی دل میں مطمئن ہو گیا۔

جانی نے اس کو گھبراہٹ و بے بسی کے ساتھ دیکھتے ہوئے پوچھا تم کیا چاہتے ہو آخر؟

"میں تمہارے سامنے ایک تجویز رکھنا چاہتا ہوں" اوبرین نے کہا

"ہوں" جانی نے ٹانگیں لٹکا کر کہا "لیکن تم کو اپنی اس حرکت کی بڑی قیمت ادا کرنا پڑے گی"

اوبرین نے سر ہلا کر کہا "اب بھی موقع ہے کہ تم سیدھی طرح سے باتیں کرو۔ ان حالات میں تم کو میری شرائط کے ساتھ ہی معاملہ کرنا ہوگا، یقین رکھو کہ تم یہاں سے باہر نہیں جا سکتے۔

" اپنے زخمی چہرہ کو ناخون سے چھوتے ہوئے جانی نے پوچھا "کیا ہیں وہ شرائط"

"تم کو آج شب یہاں سے ہوائی اڈہ پر جا کر ہوائی جہاز سے نیویارک بھاگ جانا ہے۔ نیویارک کی ائیر فیلڈ پر میرے کارکنوں میں سے ایک کارکن تم سے ملے گا جو تم کو پیرس کے ہوائی جہاز پر بٹھا دے گا، اور پیرس میں میرا خاص آدمی ہوائی اڈہ پر ملے گا جو تم کو مکان میں لے جا کر قیام کرا دے گا اور پھر تم کو پیرس میں اس وقت تک رکنا ہوگا جب تک میں چاہوں۔

جانی نے طنزیہ کہا "اور اگر یہ سب کچھ تمہاری اور گلڈا کی شادی کے بعد ہو تو کیا ہرج ہے —— کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جب تک میں اس سے نہ کہوں گا وہ تم سے شادی نہ کرے گی۔

اوبرین نے جانی کی باتوں پر توجہ نہ دیتے ہوئے کہا دیکھو بکواس مت کرو

ایک خط کے ذریعہ تم کو یہ بات گلڈا پر واضح کرنا ہوگی کہ آج شب پیرس کے لئے روانا ہو رہے ہو اور اس سے ملنے نہیں آسکتے۔ وہ تمہاری تحریر سے متعجب نہ ہوگی۔

جانی نے کہا" آخر تم مجھ سے چھٹکارا پانے کے لئے اتنا بے چین کیوں ہو،

اوبری ین نے کہا، یہ ایک واضح بات ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم میرے برادر نسبتی بننے کے بعد اپنی بری حرکتوں کے باعث مجھے بے حد پریشان کردگے، اسی لئے میں تم کو دور رکھنا چاہتا ہوں۔

جانی نے ہنس کر کہا" سین۔ تم اپنے کو غلط فہمی میں مبتلا کر رہے ہو۔ کیونکہ اگر تم گلڈا سے انس رکھتے ہو تو تم کو میری بھی سب باتیں سہنا پڑیں گی۔ میں جانے کیلئے تیار نہیں ہوں۔

اوبری ین نے خفگی ظاہر کرتے ہوئے کندھوں کو اچکایا اور کہا۔

"سنو۔ تم کو یا تو جانا ہوگا ورنہ اسی جہاز میں پڑے پڑے سڑنا ہوگا۔ اس کے علاوہ اور کوئی تیسرا راستہ تمہارے لئے نہیں ہے۔

جانی نے اوبری ین کے تیور دیکھ کر سوچا، کہیں واقعی ایسا ہی ہوگیا تو مصیبت ہی ہوگی، اس لئے اس نے کہا اگر تم مجھے کچھ رقم دے سکو تو خیر میں یہ بھی کرسکتا ہوں

اوبری نے کہا، یہ میں پہلے ہی سے جانتا تھا کہ تم رقم لئے بغیر یہاں سے دفعان نہ ہوگے، سنو، میں تم کو گلڈا کے نام خط لکھنے اور پیرس میں اس وقت تک قیام کرنے کے معاوضہ میں، جبتک کہ میں چاہوں دس ہزار ڈالر دے دوں گا۔

جانی نے یقین نہ کرتے ہوئے بھی کہا" دس ہزار ڈالر نہیں میں اس کے لئے پچاس ہزار لوں گا۔

اوبرائین نے قدرے سکوت کے بعد کہا، خیر میں تم کو پچیس ہزار ڈالر دیدونگا، بس اس سے زیادہ نہیں۔ نصف میرا آدمی تم کو نیویارک میں دے دیگا اور نصف پیرس میں مل جائے گی۔

جانی نے کچھ سوچ کر کہا "لیکن کہیں تم مجھ کو دھوکا تو نہ دو گے۔ یاد رکھو کہ ایسا ہوا تو میں واپس چلا آؤں گا۔

اوبرائین نے کہا "اس وقت تک پولیس تمہاری تلاش میں ماری ماری پھر رہی ہوگی۔ تم شاید بھول گئے ہو کہ کل شب تم نے ایک عورت کو قتل کیا تھا۔"

جانی نے کہا "میں کیوں نہ بھول جاؤں۔ یہ تمہارا دردسر ہے اور اس کی فکر کرنا تمہارا کام ہے۔ بہرحال مجھ کو سردست کچھ روپیہ کی ضرورت ہے اس کے علاوہ ہوائی جہاز کے ٹکٹ وغیرہ کا کیا انتظام ہوگا۔

"میرے آدمی اس کا انتظام کردیں گے۔" اوبرائین نے چرب زبانی سے کہا اور اس نے اپنا بٹوہ نکال کر تین سو ڈالر میز پر گن دیئے پھر رخصت کے طور پر ہاتھ ہلاتے ہوئے بولا "یہ لو ان کو سنبھالو۔"

جانی کو اب کسی تامل کی گنجائش نہ تھی، اٹھ کر اس نے ڈالر لیئے اور اپنی جیب میں رکھتے ہوئے بولا، معاملہ پکا ہوگیا۔

"میز کی دراز میں خط لکھنے کا کاغذ رکھا ہوا ہے۔ تم گلڈا کو خط لکھ کر واضح کردو کہ تم پیرس جارہے ہو اور کچھ عرصہ تک واپس نہیں آؤ گے۔" اوبرائین نے روکھے پن سے کہا۔

خط لکھنے کی کیا ضرورت ہے جانی نے بے چینی سے کہا "میری روانگی کا حال تم خود

اس سے زبانی بیان کر دینا۔ اوبرا ین نے پر غضب ہو کر کہا، اگر تم خط نہیں لکھ سکتے تو معاملہ کو ختم سمجھو میرے ڈالر واپس کر دو۔

جانی نے پوچھا "تمھیں خط لکھانے کی اتنی فکر کیوں ہے، کیا تم سمجھتے ہو کہ گلڈا کہیں یہ نہ سوچے کہ تم نے سراسر چھوڑ دیا یا مجھے دریا میں ڈبو دیا۔ جانی کے اس طرح حقیقت سے قریب پہنچ جانے پر اوبرا ین کو انتہائی حیرت ہوئی، لیکن اس نے بات بناتے ہوئے کہا، دراصل گلڈا تم کو بہت چاہتی ہے اس لئے تمھاری تحریر پاکر وہ زیادہ خوش ہوگی۔

جانی نے کہا "بہت بہتر۔ میں ہوائی اڈہ سے اس کو فون کر دونگا"

اوبرا ین نے کہا "میں تم کو کبھی ہوائی جہاز کے اڈہ پر ادھر ادھر چکر کاٹنے کی اجازت نہیں دے سکتا ممکن ہے کوئی پولیس کا آدمی تم کو شناخت کرے۔ اس لئے تم حسب معاہدہ معاملہ کرنا چاہتے ہو تو خط لکھ دو۔

جانی نے کہا "تو کیا میں گلڈا کو لکھ دوں کہ کس طرح تمھارے عاشق نے مجھ کو مارا پیٹا ہے۔

یہ مذاق کا وقت نہیں، اگر تمھیں خط لکھنا ہو تو لکھو ورنہ میں جاتا ہوں، اوبرا ین نے غصہ سے کہا۔

جانی بیٹھ گیا اور خط لکھنے کے کاغذ پر کچھ تحریر کرنے لگا اور جب خط ختم ہو گیا تو کھنکھار کر اوبرا ین کو پرچہ دیتے ہوئے بولا "لو یہ خط اس کو دے دینا۔ اور دیکھو اب مجھ کو اس بدبودار جہاز سے نکلوا دو"

اوبرا ین نے خط لے کر پڑھا اور سر ہلا کر لفافہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا المبر

اپنی بہن کا نام و پتہ بھی لکھ دو۔

جانی حکم بجالایا۔ اور اوبری ین نے خط کو لفافہ میں رکھ کر بند کر کے اپنے بٹوہ میں رکھ لیا۔ اب اسے اطمینان ہوگیا تھا۔ کہ وہ کامیاب ہوگیا اور اب جانی کے ساتھ چاہے بھی جیسا سلوک کیوں نہ کرے گلڈا اس کی طرف سے مشکوک نہیں ہوسکتی۔

اوبری ین نے کہا، تم میرے ساتھ نہیں چل سکتے، جہاز پر پولیس تم کو دیکھ سے اور میں بھی اس کی نظروں میں مشکوک ہوں۔ میں سالی کو اپنے ہمراہ لئے جاتا ہوں وہ فوراً ہی موٹر بوٹ لے کر واپس ہوگا اور تم کو لیجائے گا۔

جانی نے کہا، بہتر ہے، اتنی دیر کے لئے میں جہاز کے اوپر ٹہلتا رہوں گا، کیونکہ اس متعفن کیبن نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔

"بکواس مت کرو۔" اوبری ین نے جس کے چہرہ سے سفاکی و خونریزی ٹپک رہی تھی، ڈانٹ کر کہا۔ "تم اتنے دماغ دار نہیں ہو۔"

اوبری ین کی آنکھوں کے ڈھنگ کو دیکھ کر جانی چونک پڑا۔ "بہت بہتر مسٹر خفا نہ ہو۔" اس نے بے کلی میں کہا۔ "میں صرف مذاق کر رہا تھا۔"

"خوب۔ لیکن میں مذاقیوں و مسخروں کو کبھی پسند نہیں کرتا اور تم کو بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ میں نے ایسے افراد کو کبھی منہ نہیں لگایا۔"

کہتا ہوا اوبری ین کیبن سے رخصت ہوگیا اور باہر سے دروازہ کو مقفل کر کے ڈک پر نکل آیا۔ وہ مارے غصہ کے کانپ رہا تھا۔ اور اب۔ چونکہ اس نے گلڈا کو مطمئن کرنے کے لئے خط حاصل کر لیا تھا اس لئے جلد سے جلد جانی کا قصہ تمام کر دینا چاہتا تھا

تاکہ کچھ عرصہ بعد وہ گلڈا سے ایک فرضی داستان سنا کر اسے یقین دلا سکے کہ جانی بیرس کے ایک ہنگامہ میں کام آگیا۔

سالی۔ ڈک کے بنگلے کے پاس کھڑا تھا۔ جیسے ہی اس نے ادبری کو دیکھا ویسے ہی موٹر بوٹ میں کود پڑا۔

نکس ادبری ین کے پاس آگیا، اسے مخاطب کر کے ادبری ین نے کہا "جاؤ اور اسکا قصہ پاک کردو" لیکن سوچ لو کہ تنہا اس سے نپٹ لینے میں تم کو دشواری تو نہ ہوگی، کیونکہ میں کسی طرح کی فرد گذاشت نہیں چاہتا"

"تنہا سب کام انجام دے سکتا ہوں" نکس نے کہا "بیرہ کو لڑھکا کر نیچے گرا دونگا پانی بھی کافی گہرا ہے۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں سب کام حسب منشا ہو جائیگا"

ادبری ین نے کہا "جب سالی مجھ کو مکان پہنچا کر واپس آجائے، تو مجھ کو ٹیلیفون کرنا۔ اور اس سے کہنا کہ تم جانی کو ڈونگیا سے لے جا کر کنارے اتار آؤ۔ میں سالی کو قریب گھنٹہ بھر تک اپنے پاس روکے رکھوں گا۔ کیا اتنی مہلت تمھارے لئے کافی ہے؟"

"بالکل" نکس نے بے التفاتی سے کہا "میں آپ کے روانہ ہوتے ہی اسکا کام تمام کردوں گا۔ بیرل کافی بڑا ہے بس گھنٹہ بھر کی مہلت بہت کافی ہے"

"دیکھو نکس۔ پستول نہ استعمال کرنا، کیونکہ ساحل تک اس کی آواز جا سکتی ہے۔ وہاں سے کوئی سن نہ لے"

"نہیں میں چاقو استعمال کروں گا" نکس نے جواب دیا۔

"دیکھو۔ سب کام بڑی ہوشیاری سے ہو" ادریاپن نے کہا۔ اور ڈک سے گذر کر موٹر بوٹ میں داخل ہوگیا۔

سالی نے موٹر بوٹ کا انجن اسٹارٹ کیا اور کشتی کا رخ تاریکی طرف ہوگیا۔

ساتواں باب

(۱)

ہالینڈ جہاز سے لگا ہوا اوبرین اور نکس کی تمام باتیں اطمینان سے سن رہا تھا اور اسے معلوم ہو گیا تھا کہ کیا ہونے جا رہا ہے اور اس خیال سے اسے پسینہ آ گیا کہ جانی کو قتل کر کے دریا برد کر دینے کا منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے۔

وہ جانتا تھا کہ اگر جانی مار دیا گیا تو پولیس کو یہ باور کرانے کا کوئی ذریعہ نہ رہ جائے گا کہ اس نے فے کو قتل نہیں کیا۔ اس کے لئے اب صرف یہی صورت رہ گئی تھی کہ وہ جانی کو بچا کر ڈاڈیس کے حوالے کر دے۔

لیکن نکس سے یک و تنہا نپٹنے کا خیال آتے ہی اس کا حلق خشک ہو گیا اور دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ ہالینڈ نے کبھی اپنے کو مستقل مزاج و عملی آدمی ہونے کا مدعی نہیں بنایا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ نکس کے مقابل ہاتھا پائی و دھینگا مشتی میں، وہ طفل مکتب ہے اور اس میں نکس کی اتنی طاقت بھی نہیں ہے لیکن مقابلہ کرنے کے سوا کوئی اور صورت بھی نہ تھی، اپنی گلو خلاصی کے لئے اس کو کسی نہ کسی طرح جانی کو بچانا ہی تھا۔

اس کے بعد ہالینڈ نے سوچا کہ جانی کو آنے والے خطرے سے فوراً آگاہ کر دے لیکن اس طرح یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں نکس کے کان میں آواز نہ پڑ جائے۔ اس لئے اس نے ایسا کرنا مناسب نہیں سمجھا، بلکہ یہ بات اس کے ذہن میں آئی کہ کسی طرح دبک کر پہنچ کر نکس پر ضرب کاری لگا دے، اس کے بعد جانی کو بچا لینا مشکل نہ ہوگا۔

احتیاط کے ساتھ وہ جنگلے کی نچلی سلاخ پکڑ کر اچکا اسی وقت اسے ٹکس نظر آیا جو جس کی پیٹھ اس کی طرف تھی اور جو ایک بڑے پیپے کا معائنہ کر رہا تھا۔

ہالینڈ کا دل دھک دھک کر رہا تھا لیکن پھر بھی جہاز میں لگے ہوئے آنکڑوں میں سے ایک پر پیر رکھ اس نے اپنے کو اوپر کھینچا۔ اور جنگلے کے نیچے کی سلاخ کو چھوڑ کر سب سے اوپر یا آخری سلاخ پکڑ کر اپنے کو ڈک پر کھینچ لیا اور نگاہیں ٹکس کی پشت پر جمائے ہوئے، ہاتھوں اور گھٹنوں کی مدد سے اس نے رینگنا شروع کیا ٹکس نے پیپہ کے سرے کو ر کلہاڑی کی مدد سے ضرب لگا لگا کر کاٹنے میں اتنا شور برپا کر رکھا تھا کہ ہالینڈ کے ڈک پر آنے اور رینگنے کی خفیف آواز اس شور و شر میں دب گئی۔

ہالینڈ اس کو دیکھا کیا۔ تیس فٹ کا فاصلہ جو اس کے اور ٹکس کے درمیان تھا اس پر وار کرنے کے لئے کافی سے زیادہ تھا، پھر اس کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہ تھی جس سے وہ وار کر سکتا، اور صرف گھونسوں سے نپٹنا آسان نہ تھا اس لئے اس نے سوچا کہ ٹکس پر قابو پانے کے لئے اپنی اور جانی کی مشترکہ قوت کو کام میں لانا بہتر ہوگا، دونوں مل کر ٹکس کو بآسانی قابو میں لا سکیں گے، اس لئے وہ اس کیبن کی طرف جانے لگا جس میں جانی قید تھا۔

ٹکس پیپہ کا اوپری ڈھکنا کاٹ کر سیدھا کھڑا ہو گیا اور فوراً گھوم پڑا۔

ہالینڈ جلدی سے پیٹ کے بل زمین پر خاموش لیٹ گیا۔ اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ ڈک پر پڑے پڑے اس نے دیکھا کہ ٹکس جہاز کے عرشہ کے عقب میں غائب ہو گیا۔ لیکن ہالینڈ کے کروٹ بدلنے سے پہلے ہی وہ ایک سیمنٹ کی بوری

کندھے پر لادے، لوٹ آیا۔ جس کو اس نے پیپہ میں خالی کر دیا اور دوسری بوری لینے کو پلٹا۔

ہالینڈ فوراً ڈک سے اُٹھ کر زینے کے پاس پہنچا اور نیچے اترنے لگا۔ جلد ہی اس نے اپنے تئیں ایک نیم روشن تنگ راستہ پر پایا جس کے دونوں جانب چار دروازے تھے جن پر کنجیاں لگی ہوئی تھیں۔ ٹکس کے پیروں کی ڈک پر چلنے پھرنے کی آواز اس کو برابر سنائی دے رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ وقت بہت کم ہے اور جو کچھ کرنا ہے فوراً کر لیا جائے اس لئے اس نے قفل کی کنجی گھما کر دروازہ کھولا اور ایک چھوٹے کیبن میں داخل ہو گیا۔

جہاں پاؤں پسارے جانی پڑا تھا۔ جس نے بھوچکا ہو کر ہالینڈ کی طرف دیکھا اور اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

"تم کون ہو؟" اس نے تیزی سے پوچھا۔

ہالینڈ دروازہ بند کر کے اس سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اس وقت ایسی ناگفتہ بہ حالت میں تھا کہ اس کے سینہ میں سانس نہیں سما رہی تھی۔ اس نے کہا "میں نے اتفاق سے اس جہاز کے قریب پہنچ کر ان لوگوں کو تمھارے قتل کا منصوبہ بناتے سنا ہے۔" اس نے ہانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "وہ تم کو ہلاک کر کے ایک پیپہ میں رکھ کر دریا بُرد کرنے جا رہے ہیں۔"

جانی نے اکڑ کر کہا "کیا یہ بھی اوبرتی کی فریبوں میں سے ایک فریب ہے۔ ارے بیوقوف! تم مجھ کو خوفزدہ کرنا چاہتے ہو، یہاں سے باہر نکل جاؤ۔"

"ایک سکنڈ بھی ہم کو ضائع نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ٹکس پیپہ تیار کر چکا ہے۔"

ہالینڈ نے کہا "ہم دونوں مل کر اس سے نپٹ سکتے ہیں لیکن اس پر اچانک وار کرنا چاہیئے
جانی کو اب یقین ہونے لگا کہ یہ دراز قد تو حش و پریشان حال شخص جو سامنے
کھڑا ہوا ہے، اس کو جھانسا نہیں دے رہا ہے کیونکہ یک بیک اس کو کیبن سے
نکلتے وقت ادیری کے چہرہ کی سفاکی و خونخواری یاد آئی۔ اسے یہ بھی یاد آیا کہ ادیری ان
گلڈا کے نام خط لکھوانے پر بضد تھا۔ تیزی کے ساتھ جانی کھڑا ہو گیا۔
ہالینڈ نے اسے روکتے ہوئے کہا "ٹکس کے پاس پستول ہے اس لئے اس سے
ظاہر ہو کر بھڑنا مفید نہ ہوگا،
جانی نے کچھ سوچ کر کہا، تم چابی مجھ کو دے کر باہر چلے جاؤ اور پولیس کو خبر کر دو،
میں اندر سے کیبن کو مقفل کر دوں گا۔
ہالینڈ نے کہا احمق نہ بنو، جب تک میں پولیس کی مدد لے کر پہنچوں گا ٹکس
دروازہ توڑ کر تمہارا خاتمہ کر دے گا۔ بہتر یہی ہوگا کہ ہم دونوں مل کر اس کو زیر کر لیں۔
جانی کا چہرہ سفید ہو گیا تھا، وہ مارے خوف و دہشت کے تھرتھرانے لگا
تھا اور اس کی یہ حالت دیکھ کر ہالینڈ بھی گھبرا گیا، لیکن دل کڑا کر کے اس نے پھر
جانی کو جرأت دلاتے ہوئے کہا۔ "دیکھو وہ بس آیا ہی چاہتا ہے، ہمیں کوئی ہتھیار
یا ایسی چیز تلاش کر لینا چاہیئے جس سے اس پر ضرب لگائی جا سکے۔
کیبن میں ایک نازک سی کرسی کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی جس سے وقت ضرورت
کام لیا جا سکتا اس لئے ہالینڈ جلدی سے باہر آیا سامنے کے کیبن کا دروازہ کھولا اور بجلی
کا بٹن دبا کر روشنی کی تو وہاں بھی وہسکی کی ایک خالی بوتل کے سوا اسے کچھ ہاتھ نہ آیا
بہر حال بوتل میں کارک کو کس کر بوتل کو اٹھا لیا لیکن جیسے ہی وہ نکلنے لگا، اسے

ٹکس کے اترنے کی آواز محسوس ہوئی۔ اب اسکا موقع نہ تھا کہ وہ نکل کر جانی کے کیبن میں جا سکے، جلدی سے اس نے روشنی گل کر دی اور دروازے کے پاس دیوار کا سہارا لے کر ٹکس کا انتظار کرنے لگا۔

ٹکس ہانپتا ہوا کلیارہ میں داخل ہوا۔ ہالینڈ نے اس کو نیم وا دروازہ سے جھانک کر دیکھا۔ بوتل پر اس کی انگلیوں کی گرفت مضبوط ہو گئی۔

جانی نے بھی ٹکس کو آتے ہوئے سنا اور جھٹ اپنا دروازہ بند کر لیا۔

ٹکس جانی کے دروازہ کے پاس رکا اور کنجی گھمانے کی کوشش کی، لیکن جب اسے محسوس ہوا کہ دروازہ غیر مقفل ہے تو اس کی سانس رک گئی۔

ہالینڈ نے اسکو دروازہ کی درز سے دیکھا تو ٹکس اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے پستول نکال رہا تھا۔ یہ دیکھ کر ہالینڈ کا دم پھول گیا۔

ٹکس نے ہینڈل گھما کر لات ماری اور دروازہ کھل گیا۔

تو ہالینڈ نے دیکھا کہ جانی دیوار کے سہارے کھڑا ہے جس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں۔

"ہلو جانی" ٹکس نے آہستہ سے پوچھا۔ "دروازہ کا قفل کس نے کھولا؟"

"مجھ کو کیا معلوم؟" پستول کو دیکھ کر جانی نے گلوگیر آواز میں کہا "ممکن ہے میں مقفل کرنا بھول گیا ہوں۔ بہر حال مجھ کو تو جانا ہی ہے۔"

"ہاں یہ تو ٹھیک ہے" ٹکس نے پستول اپنی ہپ پاکٹ میں رکھتے ہوئے کہا "تم واقعی بڑے لمبے وخطرناک سفر پر جا رہے ہو"

اور ہالینڈ نے چپکے چپکے کلیارہ میں داخل ہونا شروع کیا۔

ٹکس نے کہا "جانی۔ ہمارے آقا تم سے اکتا گئے ہیں اور چونکہ میں کسی حال میں بھی ان کو سوردالزام ٹھہرا کر حرف گیری نہیں کرتا اور ہمیشہ بے چون وچرا ان کا حکم بجالاتا ہوں، لہذا میں نے تمہارے لئے ایک بڑا پیپر اور سمنٹ کا اور کوٹ تجویز کیا ہے۔

"تم میرے ساتھ ایسا نہ کرو" جانی نے جس کی آنکھیں مارے خوف کے حلقوں سے نکلی پڑ رہی تھیں، کہا۔ "اوبرین کا ایسا منشا نہ ہوگا تم مجھ سے الگ رہو۔"

اتنی ہی دیر میں ہالینڈ آگے بڑھ آیا اور بوتل سے ایک بھرپور نشانہ ٹکس کے سر کا باندھا۔ لیکن ٹکس ہالینڈ سے پھرتیلا نکلا۔ کیونکہ اس نے ہالینڈ کی نقل و حرکت کو محسوس کر کے پھرتی سے پینترا بدل دیا تھا تاکہ وار خالی جائے۔

بوتل اس کے داہنے کندھے پر پڑکر ٹوٹ گئی جس سے وہ ڈگمگا گیا۔ شیشہ کے ٹکڑے اور ذرات وہسکی کے ساتھ اس پر گرے۔ لیکن فوراً ہی ٹکس گھوم پڑا۔ پہلے سے زیادہ خوفزدہ ہونے پر بھی، ہالینڈ نے بڑھ کر ایک بھرپور گھونسہ ٹکس کے سر پر رسید کیا۔ لیکن ٹکس نے جانی کے گھٹنے پر لات مار کر اس کو نیچے گرا دیا لیکن ٹکس کے ہالینڈ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے، ہالینڈ نے ھر کر پھرتی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ مگر ٹکس نے اپنے طاقتور بازوؤں کے زور سے اس کو ڈھکیل دیا۔ جس سے وہ گرتے گرتے بچا اور جھٹ کود کر کیبن کی دیوار سے پشت ٹیک کر کھڑا ہو گیا۔

اسی اثنا میں جانی چاروں ہاتھ پیروں سے جدوجہد کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا جبکہ

ہالینڈ دروازہ کے پاس کھڑا ہوا ٹکس کو گھور رہا تھا۔

"تو یہ کہو۔ تم کو ایک ساتھی مل گیا" ٹکس نے جس کی آنکھیں خیانت و بد طینتی سے چمک رہی تھیں کہا۔ "بیپہ اتنا کافی بڑا ہے کہ تم دونوں اس میں سما سکتے ہو" اسکے بعد اس کا ہاتھ پیچھے گیا اور ایک جھل جھل کرتا ہوا تیز چھرا لئے ہوئے دوبارہ نمودار ہوا۔ "پہلے کس کی باری ہے۔؟"

ہالینڈ اور جانی دونوں چھرا دیکھ کر کانپ گئے لیکن ٹکس ہونٹ چباتا رہا۔

پھر آہستہ آہستہ اس نے آگے بڑھنا شروع کیا۔

بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ہالینڈ نے بڑھ کر کرسی اُٹھائی اور پھرتی سے ٹکس پر وار کیا۔ جس کا ایک پایہ ٹکس کے چہرہ پر یقینی پڑتا اگر وہ وار خالی نہ دیتا۔

موٹی سی گالی دیتے ہوئے ٹکس نے بائیں ہاتھ سے کرسی کا پایہ پکڑ کر کھینچا تاکہ وہ اس کے چہرے کی نوک پر آگرے۔

ٹکس ہالینڈ سے بہت زیادہ طاقتور تھا اس لئے ہالینڈ نے اس خیال سے کرسی چھوڑ دی کہ کہیں خود اسکے جھونک سے گر نہ پڑے۔

لیکن فوراً ہی ہالینڈ نے بڑھ کر اس کے منہ پر پوری قوت سے ایک مُکا مارا اور اسی وقت ٹکس کا چاقو چمکا۔

ہالینڈ بالکل نہ سمجھ سکا کہ وہ چاقو کے وار سے کیسے بچا، چاقو کی نوک اسے اپنے کوٹ میں چبھتے محسوس ہوئی۔ اس نے اِدھر اُدھر بل کھائے اور ٹکس پر اس طرح گر پڑا کہ اس کے چاقو والے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے کس کر پکڑ لیا اور اپنی پوری قوت و بوجھ کے ساتھ اس میں لٹک جانے کی کوشش کی۔

"لینا اسکو!" اس نے مضطربانہ جانی سے کہا جس نے ہالینڈ کی مدد کرنے کے بجائے دروازہ کی طرف بھاگنا چاہا لیکن اور جب وہ ان گھتے ہوئے دونوں کو دیوں کے پاس سے گذرا، تو ٹکس نے اپنے بائیں ہاتھ سے اس کی گردن پکڑلی اور دیوار سے اڑا دیا۔

ہالینڈ صرف اتنا ہی کرسکا ٹکس اپنا داہنا ہاتھ استعمال نہ کرسکا کیونکہ وہ اسکے اس ہاتھ میں اپنے پورے بوجھ سے لٹک گیا تھا اور اس کی انگلیوں کو اس طرح چھڑا رہا تھا کہ چاقو کا دستہ اس کی گرفت سے چھوٹ جائے۔

ٹکس نے ہالینڈ کے ٹنگڑی ماری جس سے اس کا توازن بگڑا اور وہ لہرا گیا۔ ٹکس نے دوبارہ جھٹکا دیا تو وہ زمین پر گرا اسکے بعد ٹکس جانی کی طرف پلٹا اور ایک دفعہ پھر چاقو چمکا لیکن ہالینڈ نے گرتے وقت ٹکس کا بینٹ پکڑلیا تھا چنانچہ اس نے بینٹ کو اپنی پوری قوت سے جھٹکا دے کر کھینچا تو ٹکس دھڑام سے اس پر آگرا۔

اسی وقت جانی نے بڑھ کر اس کے سر پر کس کر لات ماری، تو اس کے جوتے کی نوک ٹکس کی کنپٹی پر پڑی، جس سے وہ چند سکنڈ تک ایسے سکتہ میں ہوگیا کہ چھرا اسکے ہاتھ سے گر پڑا۔

ہالینڈ نے چاقو لات مار کر دوسرے کمرے کے سرے پر پھینک دیا اور ٹکس کو اپنے اوپر سے دھکیل کر کہنیوں اور گھٹنوں کے سہارے اٹھنے کی کوشش کی۔

لیکن ٹکس بھی اس وقت تک اٹھ چکا تھا۔ اس کے چہرہ سے جہاں کنپٹی پر جانی کی لات پڑی تھی، خون بہہ رہا تھا۔ اس کا چہرہ وحشت و بربریت کا آئینہ دار ہو رہا تھا

قبل اس کے کہ ہالینڈ اس کی پہنچ سے باہر ہو سکتا، ٹکس نے بڑھ کر ڈھیلے ہاتھ سے ہالینڈ کے منہ پر ایک گھونسہ مارا جس سے وہ قلابازی کھا گیا۔ لیکن جانی نے کرسی کھینچ کر ٹکس کے سر اور کاندھوں پر تابڑ توڑ وار کرنا شروع کر دیئے۔

ایسا معلوم ہوا گویا جانی میں اچانک ہمت و شجاعت عود کر آئی۔ اس کا سفید نازک و سبک چہرہ اس وقت ایسا ہی سفاک و خون آشام نظر آ رہا تھا جیسا کہ خود ٹکس کا۔

وہ برابر وار کرتا گیا یہاں تک کہ ٹکس لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل ہو گیا اور اسی وقت ہالینڈ نے لڑھک کر کروٹ لی اور کھڑا ہو گیا۔

ٹکس نے دروازہ کے پاس سے ہٹتے ہوئے چہرہ کو ہاتھوں سے چھپانے کی کوشش کی۔ لیکن جانی کرسی کے وار متواتر کرتا رہا۔

اور ایک بار کرسی کے ایک پایہ کا وار ایسا سخت پڑا کہ ٹکس منہ کے بل چاروں شانے چت گر پڑا۔

جانی نے کرسی پھینک کر اس کے بال پکڑ لئے اور اٹھا کر فرش پر دے مارا۔ ٹکس کے منہ سے ایسی آواز نکلی جیسی دم گھٹنے سے نکلتی ہے اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

ہالینڈ و جانی ہانپتے ہوئے اس کے سامنے کھڑے تھے۔

"یہاں سے بھاگ چلیں۔" ہالینڈ نے دم لیتے ہوئے کہا۔ "چلو جلدی کرو۔"

جانی نے بڑھ کر ایک اور سخت ٹھوکر ٹکس کی گردن پر ماری۔ پھر جھک کر ٹکس کو پلٹا یا اور جیب پاکٹ سے اس کا پستول نکال لیا۔

ہالینڈ نے دوبارہ کہا۔ "چلو جلدی کرو" اور تیزی سے دونوں ٹرک پر آ گئے۔

(۲)

موٹر میں لگی ہوئی گھڑی میں گیارہ بجکر دس منٹ ہوئے تھے جب ایڈیس نے موٹر کو ۲۵ بر سے سنگٹن ادے نیو کے سامنے روکا۔

اسپتال سے یہاں تک وہ خاموش بیٹھا رہا حالانکہ واٹسن چاہتا تھا کہ اس موضوع پر کسی قسم کی گفتگو ہو۔

ایڈیس موٹر سے اتر کر چلنے لگا پیچھے پیچھے واٹسن چلتا رہا۔

دہلیز پر چڑھ کر ایڈیس نے دروازہ کھولا اور دونوں ریفل سوائے ٹنگ کے کمرے کی طرف زینے سے چڑھنے لگے۔

ایڈیس نے دروازے کے پاس پہنچکر واٹسن سے کہا یہ شخص ایک بیان دیگا تم اسے لفظ بہ لفظ تحریر کر لینا۔

واٹسن نے متعجب ہو کر کہ یہ شخص کون ہو سکتا ہے جواب دیا "یہ بہت خوب حضور"

ایڈیس نے گھنٹی بجائی اور انتظار کرنے لگا۔

کافی دیر انتظار کے بعد دروازہ آہستہ آہستہ کھلنا شروع ہوا۔ اور سوائے ٹنگ ایک نم اسفنج اپنی داہنی آنکھ پر رکھے نمودار ہوا۔ جس نے پہلے ایڈیس اور بعد کو واٹسن کی طرف دیکھا۔ ایڈیس کی غور طلب و سخت نگاہوں کے سامنے وہ بوکھلایا ہوا نظر آیا اور جلدی سے ہٹ گیا۔

ایڈیس کمرہ میں داخل ہوا جس کے پیچھے پیچھے واٹسن بھی تھا۔

"تو گویا اب اس جگہ جہاں تم نے اپنا اڈہ جمایا ہے" ایڈیس نے کمرے میں

چاروں طرف نظر ڈالتے ہوئے کہا "کہو ریلی تمھارے کاروبار کا کیا حال ہے؟"
"لفٹنٹ صاحب۔ اب آپ خود ملاحظہ کیجئے" سوائے ٹنگ نے لجاجت
سے کہا "میں بالکل سیدھی راہ اختیار کئے ہوئے ہوں، اور پھر کیسے کوئی شخص
بدراہ ہوسکتا ہے جبکہ ہر وقت پولیس اس کی ٹوہ میں لگی رہتی ہو"
"مجھ کو معلوم نہ تھا" اڈیمس نے نرمی سے کہا۔ اور بڑھ کر ایک کرسی پہ
بیٹھ گیا "لیکن پھر بھی تم کو تلاش معاش میں بڑی دقت ہوتی ہوگی۔ کہو آج کل تمھارا
بلیک میل کا کاروبار کیسا چل رہا ہے؟"
"میری سمجھ میں آپ کا مطلب نہیں آیا" سوائے ٹنگ نے ذرا برافروختہ ہوکر
کہا "عرصہ ہوگیا کہ میں نے یہ کام ترک کر دیا ہے"
اڈیمس نے چین بجبیں ہوکر کہا "یہ تمھاری آنکھوں کو کیا ہوا؟ کیا کسی نے
روپیہ کے بدلہ تم کو یہ تحفہ دیا ہے؟
"اتفاقاً چوٹ لگ گئی ہے" سوائے ٹنگ نے جز بز ہوکر جواب دیا۔
"لفٹنٹ صاحب۔ کیا آپ میری بات کو باور نہیں کرتے۔ آپ یقین فرمائیں کہ
ایمانداری سے روزی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوں"
اڈیمس نے سگریٹ کیس سے سگریٹ نکال کر جلاتے ہوئے کہا، اگر میں تم کو
دس سال کے لئے اور جیل بھیج دوں تو کیا ہوگا۔
سوائے ٹنگ نے چوکنا ہوکر کہا "آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں، مگر سردست
آپ کے پاس میرے خلاف کوئی مواد نہیں ہے۔
اڈیمس نے کہا، لیکن تم یقین رکھو کہ میں جب بھی چاہوں تمھیں دس سال کیلئے

بند کرا سکتا ہوں، لیکن میں کوئی کارروائی تمھارے خلاف نہ کروں گا بشرطیکہ تم مجھے کچھ معلومات فراہم کر دو۔

سوائے ٹنگ بیٹھ گیا۔ آج کا دن اس کے لئے بڑا منحوس ثابت ہوا تھا اسکی آنکھ درد کر رہی تھی اور وہ مضمحل و تھکا ہوا معلوم ہو رہا تھا، افسردگی کے ساتھ اس نے کہا "لفٹنٹ صاحب آپ مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟

اڈیسن نے کہا، میں فے کے قتل کے سلسلہ میں تم سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں گو تم نے ڈرنوان سے کہا تھا کہ تم نے کسی کو بھی اوپر آتے جاتے نہیں دیکھا تھا لیکن یہ بیان حقیقت کے خلاف ہے۔ اس لئے اگر تم مجھ سے سچ بات بتا دو تو فائدے میں رہو گے۔

سوائے ٹنگ نے کہا "لفٹنٹ صاحب میں آپ سے ہر وقت سچ بول سکتا ہوں رسار جنٹ سے میں واقف نہ تھا اسلئے مجھے ایسا کرنا پڑا تھا۔

اڈیسن نے واٹسن کی طرف دیکھا جس نے اپنی نوٹ بک نکال لی۔

"لکھنا شروع کرو" اڈیسن نے کہا۔ اور پھر سوائے ٹنگ کی طرف مخاطب ہوا۔ بتانا شروع کرو۔ لیکن میں زیادہ تر واقعات سے واقف ہوں اس لئے تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف وہاں سے بیان کرو جہاں تم ہالینڈ سے زینے پر ملے تھے"۔

سوائے ٹنگ دھک سے ہو گیا اور اس نے بدحواسی کے عالم میں پوچھا۔ "لفٹنٹ صاحب! کیا آپ نے اس کو گرفتار کر لیا؟ لیکن آپ اس کی باتوں میں نہ جائیں۔ میں شرطیہ کہہ سکتا ہوں اس نے کہا ہوگا کہ میں نے اسکو بلیک میل

کرنے کی کوشش کی۔"

"ہاں اس نے مجھ کو یہ بھی بتایا کہ اس نے تمہاری آنکھ پر مکا مارا تھا۔" ایڈیس نے جزبز ہو کر کہا۔ "خیر بیان کرو۔"

سوائے ٹنگ نے سب کچھ بیان کر دیا۔

آدھے گھنٹہ بعد ایڈیس نے پیر پھیلا کر جمہائی لی اور چوتھی سگریٹ جلا کر بولا تے ہوئے بولا "تمہارے بیان سے یہی واضح ہوا گویا تم کو یقین کامل ہے کہ ہالینڈ کے وہاں سے واپس جانے سے پہلے کوئی اور شخص فے کے کمرے سے نکل کر بھاگا تھا اور تم نے اس کو نہیں دیکھا؟"

"جی ہاں۔ میں اس شخص کو نہیں دیکھ پایا۔" سوائے ٹنگ نے افسردگی سے کہا۔ کیونکہ بڑی قیمتی معلومات کا ذریعہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

"خیر۔ کیا تم نے سب لکھ لیا؟" ایڈیس نے واٹسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں سرکار۔"

"جاؤ ریفل اپنے بیان کے ہر ایک صفحہ پر دستخط کر دو اور واٹسن تم بھی بطور گواہ کے ہر ایک دستخط کے نیچے اپنے دستخط ثبت کرو۔"

بیان مذکورہ پر دونوں کے دستخط کر چکنے کے بعد ایڈیس نے نوٹ بک اپنے قبضہ میں کر لی اور واٹسن سے مخاطب ہو کر بولا "اب کوئی کام نہیں ہے تم گھر جا سکتے ہو۔ لیکن اس بات کا کسی سے کوئی ذکر نہ کرنا۔"

اور جب واٹسن جا چکا تو ایڈیس نے پانچویں سگریٹ جلائی اور ایک کرسی پر آرام سے بیٹھتے ہوئے متفکرانہ انداز میں سوائے ٹنگ کو تکنے لگا اور پھر بولا "آؤ ریفل کچھ

اور باتیں ہو جائیں جن کا تعلق اس بیان سے نہ ہو گا جو تم نے دیا ہے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تمہاری مدد سے مجھے کامیابی ہو گئی تو میں ضرور تمہاری پشت پناہی کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ تم ضرور اس سلسلہ میں کچھ روشنی ڈال سکتے ہو۔

"جی لفٹننٹ صاحب" سوائے ٹنگ نے اپنی آنکھ کو ملتے ہوئے کہا "لیکن مجھ کو تو کچھ بھی معلوم نہیں ہے"

"کچھ سوچو۔ کوئی اندازہ لگاؤ" اڈیمس نے اپنی چھوٹی چھوٹی ٹانگوں کو پھیلاتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے جانی ڈارمین نے اس لڑکی کو قتل کیا ہے۔

سوائے ٹنگ نے چونکتے ہوئے کہا "جانی ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔

اڈیمس نے کہا "اس کی طرف سے خوش عقیدہ ہو کر باتیں مت کرو۔ یقیناً اسی نے قتل کیا ہو گا۔ وہ ایسا ہی سفاک ہے جیسا اور کوئی خونی وجلاد ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا تم اسکو عرصہ سے نہیں جانتے ہو؟"

سوائے ٹنگ نے کہا "ہاں میں اس کو اچھی طرح سے جانتا ہوں اکثر میں اسکے ساتھ بلیرڈ کھیل چکا ہوں لیکن جب سے وہ صحت گاہ میں داخل ہوا، اس وقت سے نہ میں نے اس کو دیکھا اور نہ ان کے بارے میں کچھ سنا ہے۔ آپ کو کیسے شک گزرا کہ اسی نے یہ اقدام کیا ہے؟"

اڈیمس نے کہا میں نے سوچا تھا کہ شاید اس نے ایسا کیا ہو۔ کیونکہ اس نے صحت گاہ جانے سے پیشتر بفے کو قتل کرنے کی دھمکی دی تھی لیکن اب میرا خیال بدل گیا ہے،

"وہ اسکو نہیں ہلاک کر سکتا تھا" سوائے ٹنگ نے کہا "کیونکہ مجھ کو اچھی طرح

معلوم ہے اس نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ وہ اس سے عاجز آ چکا ہے اور اس کی طبیعت اب اس لڑکی کی طرف راغب نہیں ہے۔ چنانچہ آخری دفعہ زدوکوب کرنے کے بعد سے جانی نے اس کی طرف سے بالکل رخ پھیر لیا تھا۔"

"تو کیا تمہارا خیال ہے ہالینڈ ہی نے یہ اقدام کیا ہے۔

سوائے ٹنگ نے پس و پیش کیا۔ حالانکہ وہ چاہتا تھا اگر ممکن ہو سکے تو ہالینڈ کو پھنسوا دے۔ لیکن اس نے اپنے ذاتی عناد کی بنا پر ایڈمس کو حرف گیری کا موقع دینا مناسب نہ سمجھا۔ اس لئے اس نے کہا "میرا خیال ہے ہالینڈ نے ایسا نہ کیا ہوگا۔ لیکن لفٹنٹ صاحب آپ نے جانی کے متعلق اپنا خیال اچانک کیسے بدل دیا؟"

"میرا خیال ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ ہالینڈ نے اس کو بلیو روز کلب کے باہر دیکھا تھا۔ اس لئے اگر اسکو فنے کا پتہ معلوم ہوتا تو ان دونوں کے لے سنگٹن ادے تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ وہاں پہنچ کر اپنے کمرے کے کمرۂ خواب میں چھپا سکتا تھا۔"

سوائے ٹنگ نے ایڈمس کے دلائل سے مطمئن ہو کر سر جھکا لیا۔

"ممکن ہے آپ کا خیال صحیح ہو۔"

"میرا خیال ہے میں صحیح نتیجہ پر پہنچ گیا ہوں۔ خیر اگر اسے جانی اور ہالینڈ نے ہلاک نہیں کیا تو پھر وہ تیسرا کون شخص تھا جس نے ایسا کیا ہے۔

سوائے ٹنگ نے پلکیں جھپکا کر پوچھا "کیا آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں؟"

"ہاں فی الحال میں تم ہی سے پوچھ رہا ہوں۔ کیونکہ تمہاری ساری زندگی دوسروں کے معاملات میں دخل در معقولات کرتے گذری ہے۔ چاہے تمہارا واسطہ ہو یا

نہ ہو لیکن تم ہر مسئلہ میں اپنی ٹانگ اڑانے کے عادی ہو۔ مجھ سے مت چھپاؤ کہ تم نے کارسن کے مسئلہ میں اپنی ٹانگ نہیں اڑائی ہے۔"

"خیر لفٹننٹ صاحب۔ میں آپ کا ہر طرح سے ہاتھ بٹانے کو تیار ہوں۔ لیکن اصلیت میں مجھ کو کچھ بھی معلوم نہیں۔" سوائے ٹنگ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"کچھ سوچو۔ خیال دوڑاؤ۔" ایڈیس نے آہستہ سے کہا۔

سوائے ٹنگ پھر ہچکچایا۔

"اگر میں آپ کی جگہ ہوتا۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "تو موریس یارڈلے سے باز پرس کرتا۔ کیونکہ ممکن ہے اس کو کچھ معلوم ہو۔"

"موریس یارڈلے کون ہے؟" ایڈیس نے دریافت کیا۔

"وہ ایک زمانے میں فے کا ڈانسنگ پارٹنر تھا لیکن بعد میں لڑ کر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔

ایڈیس نے پوچھا "وہ دونوں آپس میں کیوں لڑ پڑے؟"

ایک زمانے میں فے اور گلڈا ڈورین ایک ہی فلیٹ میں رہا کرتی تھیں۔ یارڈلے گلڈا پر لٹو ہو گیا تھا۔ اس لئے فے کے ساتھ ڈانسنگ پارٹنر کی حیثیت سے قطع تعلق کر کے، وہ گلڈا کے ساتھ لاس اینجلز چلا گیا۔ جہاں سے وہ چھ ماہ بعد تنہا واپس آئی تھی۔ لیکن یارڈلے بھی دو چار روز ہوئے واپس آ گیا ہے اور جب وہ ایک دن فے سے ملنے آیا تو اتفاق سے میں نے اسکو دیکھا تھا۔ یارڈلے اور مس فے دونوں آپس میں تو تو میں میں کر رہے تھے۔ فے اس کو کوس رہی تھی۔ جب وہ جانے لگا تو میں نے اس کو کہتے سنا کہ وہ فے کی گردن اڑا دے گا۔"

اڈیس نے سر سے ٹوپی اتار کر اپنی بھدی انگلیوں سے اپنے سفید بالوں کو کریدنا شروع کیا۔ اور پھر کہا "تو کیا تم کو یقین ہے کہ گلڈا یارڈلے کے ساتھ بھاگ گئی تھی؟"

سوائے ٹنگ نے سر ہلا کر کہا "جانی ہی نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ وہ گلڈا کی اس حرکت کو نہیں پسند کرتا ہے کیونکہ یارڈلے ایک بہت خراب آدمی ہے۔ اور خصوصاً عورتوں کے لئے تو وہ زہر کی پڑیا ہے۔"

اڈیس نے اپنی ٹھوڑی کھجلانا شروع کی۔ کیونکہ ان معلومات کی روشنی میں واقعات کچھ الجھتے چلے جا رہے تھے۔ اس لئے کہ اس نے جانی کو قاتل تصور کیا تھا لیکن اپنا خیال بدل دینے کے بعد اس کو یارڈلے مشتبہ نظر آنے لگا اور دونوں ہی صورتوں میں واقعات کا سلسلہ گلڈا تک اور پھر تجاوز کر کے اوبرائن تک پہنچ جاتا ہے۔

"مجھ کو یارڈلے کہاں مل سکتا ہے؟" اڈیس نے پوچھا

سوائے ٹنگ نے کہا "لفٹنٹ صاحب۔ وہ زیادہ تر واشنگٹن ہوٹل میں قیام کیا کرتا ہے۔ چنانچہ میرا خیال ہے وہ آپ کو وہیں ملے گا۔"

اڈیس رخصت ہونے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اور سوچتا رہا کہ معلوم نہیں آج تاریکی شب میں کون کون سے نئے واقعات معرض ظہور میں آئیں گے پھر سوائے ٹنگ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "بہر حال رینگل تم بالکل خاموش رہنا اور میری ملاقات کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اس کے علاوہ شہر سے کہیں باہر آتے جانے کی کوشش بھی نہ کرنا کیونکہ ممکن ہے اگر ضرورت پیش آئی تو میں تم کو بطور گواہ پیش کر دوں گا۔ تم میرا ہاتھ بٹائے جاؤ میں تمہارے اوپر کوئی آنچ نہ آنے دوں گا۔"

"بہت بہتر لفٹننٹ صاحب" سوائے ٹنگ نے کہا۔ اور اطمینان کی سانس لی۔ کیونکہ جب سے اڈیس کمرہ میں آیا تھا وہ برابر متفکر نظر آ رہا تھا۔

جیسے ہی اڈیس دروازہ کی طرف بڑھا سوائے ٹنگ کہہ اٹھا "لفٹننٹ صاحب آپ کے پاس ایک آدھ فالتو ڈالر تو نہ ہوگا۔ کیونکہ مجھ کو کل کرایہ ادا کرنا ہے اور کرایہ پورا ہونے میں صرف تھوڑی سی کسر رہ گئی ہے"

اڈیس نے دروازہ کھولا اور دہلیز سے اترنا شروع کر دیا گویا اس نے سوائے ٹنگ کے الفاظ سنے ہی نہیں۔ کیونکہ اس کا سر جھکا ہوا تھا اور ابرو ئیں چڑھی ہوئی تھیں اور وہ خیالات میں بالکل مستغرق تھا۔

سوائے ٹنگ نے زینہ کے جنگلے سے جھک کر لفٹننٹ کی ٹوپی پر تھوکنا چاہا لیکن کچھ سوچ کر رک گیا اور اپنے کمرے میں جا کر زور سے دروازہ بھیڑ لیا۔

اس کو صبح ہونے سے پہلے ہی روپیہ کسی نہ کسی طور پر فراہم کرنا تھا۔ چنانچہ اسی موضوع پر کچھ دیر سر مغزی کرنے کے بعد یکایک اس کا چہرہ چمک اٹھا۔ یقیناً گلڈا ڈارمین! خوب سوجھی۔ اس سونے کی چڑیا کے بارے میں پہلے ہی سوچنا چاہئے تھا اگر اس کے پاس گیا تو وہ یقیناً کچھ دے مرے گی۔ کیونکہ وہ اپنے سابق آشنا ورس یارڈلے کے شہر میں ہونے کی خبر سن کر مسرور ہوگی۔ ممکن ہے یارڈلے کے لئے اسکے دل میں اب بھی سوز عشق باقی ہو۔ اور ممکن ہے یہ بات سن کر کہ اڈیس نے جانی کو نے کا قاتل تصور کیا ہے وہ کچھ متردد بھی ہو جائے، اس لئے اس وقت اس سے روپیہ اینٹھنے کے امکانات کافی ہیں۔

سوائے ٹنگ نے گھڑی کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوا گیارہ بج چکے ہیں چونکہ

نائٹ کلبوں کی مغنیائیں رات گئے تک مصروف رہا کرتی ہیں۔ اس لئے اگر جلدی ہی پہنچ گیا تو ممکن ہے کہ ملاقات ہو جائے۔

اس کے بعد ایک کونہ میں رکھی ہوئی ڈائرکٹریوں کے انبار سے ایک ڈائرکٹری نکال کر ورق الٹ پلٹ کر اس نے اسکا پتہ معلوم کرلیا "۵۴۔ میڈکس کورٹ اور خود ہی بڑبڑایا، صرف پانچ منٹ کا راستہ ہے یہاں سے کپ بورڈ سے اپنی ٹوپی اٹھا کر سر پر اس طرح سے رکھی کہ مجروح آنکھ چھپ جائے۔ اور لیور کو اٹھانے کے بعد اس نے بتی بجھائی اور روانہ ہو گیا۔

(۳)

واشنگٹن ہوٹل کی عمارت ایک جشن گاہ اور ایک شراب خانے کے درمیان لب دریا واقع تھی۔ یہ ایک بدنام ترین ہوٹل تھا، اسمیں ٹھہرنے والے مسافر کسی مقصد کے لئے اسے کیوں نہ استعمال کریں کوئی تعرض نہ کیا جاتا تھا۔

اس کی آخری منزل پر لاتعداد بجھے سجائے کمرے تھے جن میں ہوٹل میں مستقل قیام کرنے والے رہا کرتے تھے۔ جو زیادہ تر وہ لوگ تھے جو کہ حال ہی میں جیلوں سے چھوٹ کر آئے تھے اور پیر جما کر نئے تبدیل شدہ حالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد، ہاتھ پیر ہلانے کی کوشش میں تھے۔

اس ہوٹل کا مالک سین اوبرائن تھا اور پولیس کپتان ہوٹلے نے اپنے اسٹاف کو ہدایت کر رکھی تھی کہ اس کے متقلین سے کسی طرح کا تعرض نہ کیا کریں۔

وہاں کے منیجر بشر کٹلر نے، جو کہ پستہ قد گٹھا ہوا سخت مزاج و درشت خصلت شخص تھا، جب ایڈمس کو نیم روشن لابی میں داخل ہوتے دیکھا تو چونک سا پڑا اور

تین گھنٹے

کہنیاں میز پر رکھ کر متردد و حیران اس کے قریب آنے کا انتظار کرتا رہا۔

"گڈ ایوننگ لفٹننٹ" جب اڈیس بالکل سامنے آگیا تو اس نے کہا۔

"گڈ ایوننگ لفٹننٹ بہت عرصہ بعد آپ سے ملاقات ہوئی۔"

"ہاں" اڈیس نے کہا "لاؤ ذرا میں تمھارا رجسٹر دیکھنا چاہتا ہوں۔"

کلرک کی بھنویں چڑھ گئیں۔ اور اس نے چھنگلیا سے داہنے کان کو کھجانا شروع کیا۔ پھر چھنگلیا نکال کر دیکھا کہ ناخن میں میل تو نہیں بھر گیا ہے۔

اڈیس نے اچانک ترش روئی سے کہا۔ "پس و پیش کی ضرورت نہیں، میں عجلت میں ہوں۔"

منیجر نے کہا "لفٹننٹ صاحب معاف کیجئے گا۔ کہیں آپ غلط جگہ تو نہیں آگئے ہیں۔ کیونکہ یہ واشنگٹن ہوٹل ہے جو کہ پولیس کی دست برد سے محفوظ ہے۔"

"اپنا رجسٹر پیش کرو" اڈیس نے کہا۔ "میں اور کچھ سننا نہیں چاہتا۔"

منیجر نے کندھے سکیڑ کر ایک چمڑے کی مجلد فرسودہ کتاب نکالی اور گرد کو اس پر سے پھونک کر میز پر رکھ دیا۔

کتاب مذکور میں آخری اندراج ۱۹ ارجون سنہ ۱۹۲۱ء کا تھا۔ اسے دیکھ کر اڈیس نے کہا۔

"تعجب ہے تمھارا کام کیسے چلا جاتا ہے، خیر میں مورس یارڈلے کی تلاش میں ہوں مجھے بتاؤ کہ وہ کس نمبر کے کمرے میں مقیم ہے۔"

منیجر نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا "افسوس ہے لفٹننٹ صاحب! میں نے کبھی یہ نام نہیں سنا۔ اگر مجھ کو کچھ بھی علم ہوتا تو ضرور آپ کی مدد کرتا۔"

اڈیس نے کہا" یہ تو بہت بُرا ہوا۔ اس طرح تو مجھ کو ہر کمرے میں جاکر اسکو تلاش کرنا پڑیگا۔"

منیجر نے کہا" لفٹنٹ صاحب! میں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

اڈیس نے کٹلر کی طرف گھور کر دیکھا اور پھر کہا، تم اجازت نہیں دے سکتے تو میں خود تلاش کروں گا، مجھے تمھاری اجازت کی مطلق ضرورت نہیں۔

"کپتان صاحب اس عمل کو پسند نہ کریں گے؟" منیجر نے آہستہ سے کہا۔

اڈیس نے کہا" خود کپتان صاحب نے ہی مجھ سے یارڈلے سے بازپرس کرنے کو کہا ہے۔ کوئی گرفتاری وغیرہ عمل میں نہیں آئے گی۔ صرف چند باتیں اس سے معلوم کرنا ہیں۔"

کٹلر نے پس و پیش کیا۔

منیجر نے کہا" لفٹنٹ صاحب۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے شریف گاہک پریشان کئے جائیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو کپتان صاحب خود آکر ایسا کریں۔"

"بہتر ہے۔ اگر تمھارا یہی رویہ ہے" اڈیس نے کہا" تو میں پہلی منزل سے اپنا کام شروع کرتا ہوں اور دیکھوں گا کہ تم کیسے مزاحمت کرتے ہو۔ مجھ سے شکایت مت کرنا اگر اس سلسلہ میں تمھارے دوسرے گاہک بھی پریشان ہوں۔"

"وہ آخری منزل پر دس نمبر کے کمرے میں ہے۔" منیجر نے آخرکار مجبور ہوکر کہا اور اسکا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔

"شکریہ" کہہ کر اڈیس لفٹ کی طرف بڑھا اور اسمیں داخل ہوکر اس نے دروازہ بند کرکے سوئچ دبایا اور لفٹ اوپر اٹھنے لگا۔ اس کے اندر سخت ناگوار

قسم کی بدبو تھی لیکن آخر کار لفٹ کا پنجرا منزل پر پہنچ گیا۔

باہر نکل کر اڈیس کمرہ نمبر ۱۰ کے پاس گیا۔ کمرہ بند تھا، لیکن اس کے بار بار کھٹکھٹانے کے باوجود اندر سے کوئی نہ بولا، البتہ اس کے سامنے کے دوسرے کمرے سے ایک دوشیزہ نمودار ہوئی جس نے سرخ و نیلے رنگ کا شب خوابی کا لباس پہن رکھا تھا۔

ایک ادائے دلبری کے ساتھ اس نے کہا، وہ کہیں باہر گیا ہوا ہے، اگر آپ اس کا انتظار کرنا چاہتے ہوں تو میرے کمرے میں تشریف لے آئیے۔

"تم ایک پولیس آفیسر سے گفتگو کر رہی ہو۔" اڈیس نے نرمی سے کہا۔

دوشیزہ کی ناک سکڑ گئی اور کندھے چڑھ گئے۔ اس نے کہا

"میں بد اخلاق نہیں ہوں۔ جو پہلے کہا تھا اب بھی وہی کہہ رہی ہوں۔"

اڈیس اس کے دروازہ کے پاس پہنچ گیا اور بولا "کیا تم بتا سکتی ہو کہ یارڈلے کب سے باہر گیا تھا؟"

لڑکی نے کہا "کل رات سے۔ کیوں کیا وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہے؟"

اڈیس نے پوچھا "مجھ کو نہیں معلوم۔ اچھا یہ بتاؤ کہ وہ شب میں کس وقت گیا تھا؟"

لڑکی نے کہا "قریب آٹھ بجے۔"

اڈیس متفکر ہو کر اپنی ٹھوڑی کھجاتے ہوئے کمرہ نمبر دس کی طرف لوٹا۔ اور قصداً دروازہ کا ہینڈل گھما کر دھکا دیا۔ تو دروازہ کو کھلا ہوا پا کر بڑا متعجب ہوا۔

اس نے اندر بڑھ کر دیوار پر بجلی کے سوئچ کو ٹٹول کر روشنی کی تو ایک ابتری اور بے ترتیبی کا سماں سامنے نظر آیا۔ چنانچہ فوراً اندر آجانے کے بعد دروازہ بند کر دیا۔

کمرے کی حالت کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کسی طوفان کے باعث سب چیزیں الٹ پلٹ ہو گئی تھیں۔ میز کی درازیں کھینچ کر سب چیزیں فرش پر بکھرا دی گئی تھیں۔ پلنگ کی چادر الگ پڑی تھی اور گدا تار تار پڑا تھا۔ تکیہ کی روئی سارے کمرے میں اڑ رہی تھی۔ ڈرائنگ روم کرسیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے تھے۔ دیوار پر لگی ہوئی تصویروں کے شیشے ٹوٹے ہوئے اور ان کی پشتیاں پھٹی ہوئی فرش پر پڑی تھیں۔ کھلے ہوئے وارڈروب میں سے سوٹ، جوتے، قمیصیں اور انڈر ویئر بے ترتیبی سے فرش پر پھیلے ہوئے تھے۔

ایڈمس نے سوچا کہ کسی شخص نے کوئی بہت اہم چیز کی جستجو میں اس کمرے کی تلاشی لی ہے۔ اور تلاشی اتنی ہی مکمل لی گئی ہے جتنی کہ ممکن ہو سکتی تھی۔

کمرہ میں لگے ہوئے ٹیلیفون کے پاس جا کر اس نے رسیور اٹھایا۔ جب اس کو کٹلر کی آواز فون پر سنائی دی تو اس نے کہا۔

"فوراً یہاں آؤ۔ مجھ کو تم سے کچھ کہنا ہے۔"

اور کٹلر کے آنے سے پہلے وہ کمرے کا جائزہ لیتا رہا لیکن کوئی چیز بھی مفید مطلب نہ مل سکی۔

کٹلر کے داخل ہوتے ہی ایڈمس نے سختی سے کہا "تم نے مجھ سے کیوں نہ بتایا کہ یارڈ لے باہر گیا ہوا ہے؟"

کٹلر نے کہا "مجھ کو علم نہ تھا کہ وہ باہر گیا ہوا ہے" "لیکن یہاں یہ ابتری کیسے ہوئی؟"

ایڈمس نے کہا "تو جس کسی نے بھی ایسا کیا ہے اسی راستہ سے آیا ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے" کٹلر نے تائید کی۔

اڈیس نے کہا۔ سامنے والے کمرے میں جو لڑکی ہے ممکن ہے اس نے کچھ دیکھا ہو۔ اس لئے اس کو بلاؤ۔"

کٹلر نے پس و پیش کرنا چاہا۔ لیکن اڈیس کی آنکھوں کی تیزی و چمک سے مرعوب ہو کر وہ آمادہ ہو گیا۔

"ارے للی ذرا دیر کے لئے یہاں آؤ۔"

لڑکی اپنے کمرے سے نکلی کٹلر نے باہر نکل کر آواز دی اور ادھر آتے ہوئے برآمدہ سے ہی اس کمرے کی بے ترتیبی کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور اس نے پوچھا" ارے کیا کسی کی کوئی چیز گم ہو گئی ؟"

اڈیس نے پوچھا" کیا یارڈ لے کل شب سے باہر گیا تھا ؟"

"کیا مجھ کو ان پولیس افسروں کے سوالات کا جواب دینا پڑے گا" لڑکی نے کٹلر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کٹلر نے اثبات میں سر ہلایا"

"بہتر ہے اگر تم یہی کہتے ہو" لڑکی نے کہا" لیکن میں اب تک یہی سمجھتی تھی کہ یہ ہوٹل پولیس کی محافظت میں ہے"

"کیا یارڈ لے کل شب زینے کی راہ سے باہر گیا تھا ؟" اڈیس نے ڈانٹ کر پوچھا۔

لڑکی نے کہا" ہاں۔ ہر آدمی زینہ سے آجا سکتا ہے"

اڈیس نے پوچھا" یہ ابتری بغیر کافی شور و غل کے نہیں پیدا کی جا سکتی۔ کیا

تم نے کوئی شور و غل سنا تھا؟"

لڑکی نے کہا "میں ریڈیو بجا رہی تھی لیکن اسباب کے ادھر ادھر ڈھکیلے جانے کی آواز ضرور سنی تھی، مگر میں یہ سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ اس طرح سارا سامان الٹ پلٹ دیا گیا ہوگا۔

اینڈرس نے پوچھا۔ کیا بجا ہوگا جب تم نے یہ محسوس کیا تھا۔

لڑکی نے کہا "قریب ساڑھے دس کا عمل تھا۔"

اینڈرس نے پوچھا "کیا تم نے کسی غیر آدمی کو برآمدہ میں دیکھا تھا؟"

"نہیں، میں نے کسی کو نہیں دیکھا لڑکی نے جواب دیا۔

اینڈرس نے کہا "ابھی تم نے کہا تھا کہ یارڈلے باہر گیا ہوا تھا۔ اس کے باہر چلے جانے کے بعد کیا تم کو اس کے کمرے میں شور کی آواز سن کر تعجب نہیں ہوا؟"

لڑکی نے کہا "میں کیسے جان سکتی تھی کہ وہ آوازیں اسی کے کمرے سے آرہی تھیں۔ ویسے بھی مجھے تفتیش کی کیا ضرورت"

اینڈرس نے پوچھا "تم کو کیسے معلوم ہوا کہ یارڈلے کل شب آٹھ بجے باہر گیا تھا؟ کیا تم سے اس سے ملاقات ہوئی تھی؟"

لڑکی نے کہا "ہاں"

اینڈرس نے پوچھا "کیا اس نے بتایا تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟"

لڑکی نے کہا "ہاں اس نے مجھ سے کہا کہ وہ روپیہ وصول کرنے جا رہا ہے۔"

اینڈرس نے پوچھا، اس نے تم سے یہ بات کیوں بتائی۔

لڑکی نے کہا اس نے مجھ سے دس ڈالر قرض لئے تھے۔ جب میں نے واپس

مانگے تو کہنے لگا کہ فی الحال نہیں ہیں۔ لیکن واپسی وہ یہ رقم لوٹا دیگا۔ اسکے بعد چاروں طرف نگاہ دوڑا کر کہنے لگی یہ کمرے کی حالت دیکھ کر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ واپس ہی نہیں آئے گا۔ آپ کا کیا خیال ہے۔؟"

اڈیسن نے پوچھا "کیا اس نے تم کو بتایا تھا کہ وہ کس طرح روپیہ حاصل کریگا؟"

"نہیں میں نے یہ بات اس سے پوچھی ہی نہیں۔"

"اچھا" اڈیسن نے دروازہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لڑکی سے کہا "اب تم جا سکتی ہو۔"

شکریہ ادا کرکے وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"عقل دوڑاؤ۔ کوئی بات سمجھ میں آئی؟" اڈیسن نے کٹلر سے پوچھا۔

کٹلر نے نفی میں سر ہلایا۔

"اگر یارڈلے آئے تو کہہ دینا کہ میں اس سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ مجھکو یارڈلے سے صرف کچھ معلومات حاصل کرنا ہیں۔ سردست وہ کسی مصیبت میں مبتلا نہیں ہے لیکن اگر وہ مجھ سے نہ ملا تو یقیناً بڑی الجھنوں میں پھنس جائے گا۔"

کٹلر نے کہا "میں آپ کا پیغام اس سے کہہ دوں گا۔"

"تمہارے یہاں کے لفٹ سے زینہ ہی بہتر ہوگا۔"

دونوں ہی برآمدہ پار کرتے ہوئے دور ایک دروازہ کے پاس آئے جس کو کٹلر نے کھولا تو اڈیسن نے لوہے کے بنے ہوئے ایک چبوترے پر قدم رکھا۔ اس جگہ سے اردگرد کی عمارتیں صاف نظر آرہی تھیں۔ عین اس کے نیچے ایک تاریک گلی ہوٹل مذکور کے پہلو سے ہوتی ہوئی لب ساحل تک چلی گئی تھی۔

"اچھا خدا حافظ لفٹننٹ صاحب" کٹلر نے کہا۔

ایڈمس نے اس کے الفاظ پر کوئی دھیان نہیں دیا۔ اس کی نظریں دو آدمیوں کا تعاقب کر رہی تھیں جو تاریکی میں کھڑے تھے اور ایک پولیس کانسٹبل بھی انکے قریب ہی کھڑا تھا۔ اس طرح پولیس کانسٹبل کے کھڑے ہونے پر ایڈمس کچھ مشکوک ہوگیا تھا۔ اسی وقت دونوں آدمیوں میں سے لمبے آدمی نے حرکت کی، اور فوراً ہی پستول کی گولی چلنے کی آواز رات کی خاموشی کو توڑ کر فضا میں خاموش ہوگئی۔

پولیس مین ایک قدم آگے بڑھ کر گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ لمبے آدمی نے جس نے گولی چلائی تھی اپنے ساتھی کا بازو پکڑ کر اس گلی کی طرف گھسیٹا جس کے اوپر واشنگٹن ہوٹل میں ایڈمس کھڑا تھا۔

ایڈمس کا ہاتھ فوراً جیب کے اندر گیا اور ۳۸ بور کا پولیس اسپیشل پستول لئے ہوئے نکلا۔ اس نے ان آدمیوں میں سے دراز قد آدمی کی طرف شست باندھ کر نشانہ مارا اور اسکو لڑکھڑاتا ہوا دیکھ کر خوش ہوا۔ پھر اس نے دوبارہ پستول چلانے کے لئے ہاتھ اونچا اٹھایا لیکن کٹلر کے عین اسی وقت نازل ہوجانے سے نشانہ خطا ہوگیا۔

وہ دونوں گلی میں غائب ہوگئے۔

کٹلر کو ہٹا کر، تین تین سیڑھیاں پھاندتا ہوا، ایڈمس زینہ سے اُترنے لگا

آٹھواں باب

(۱)

جب ہالینڈ کھاڑی کے غلیظ پانی میں کشتی چلا رہا تھا تو اس نے سوچنا شروع کیا کہ کس طرح جانی کو بدگمان کئے بغیر اڈیس کے حوالے کرے۔

جانی کشتی میں سامنے کی طرف بیٹھا ہوا تاریکی میں دلو پوائنٹ کی دھندلی تصویر غائب ہوتے دیکھا کیا۔ ٹکس کا پستول وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھا۔

"مجھے اس خبیث کو ختم ہی کر دینا چاہئے تھا" جانی نے اچانک کہنا شروع کیا "کیونکہ وہ ہمارے تعاقب میں ضرور آئے گا۔ میں بڑا ہی احمق تھا کہ موقع ملنے پر بھی اسکو ٹھکانے نہیں لگایا" اور پھر چاند کی مدھم روشنی میں ہالینڈ کی طرف دیکھ کر بول اٹھا "ارے ہاں یہ تو میں پوچھنا بھول ہی گیا کہ تم کون ہو؟ اور تم کیسے عین موقع پر میری مدد کے لئے پہنچ گئے؟"

"میرا نام ہالینڈ ہے" اس نے جواب دیا "مجھ سے بتایا گیا تھا کہ اگر کوئی مصیبت میں ہو تو ٹکس ہر طرح سے اس کی مدد کرتا ہے۔ چنانچہ میں اپنے کو روپوش رکھنے کے لئے کسی محفوظ جگہ کی تلاش میں تھا۔ جیسے ہی میں بتائے ہوئے پتہ پر جہاز کے قریب پہنچا تو میں نے دو آدمیوں کو باتیں کرتے سنا۔ جو تم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ میں نے سوچا چونکہ تم ہر بات سے لاعلم ہو، اسلئے تمھاری مدد کرنا چاہئے۔ اور بس تم کو مدد دینے کے ارادے سے اندر آ گیا۔

جانی نے کہا "واقعی میں بڑا احمق تھا کہ پہلے تمہاری شرافت اور ہمدردی کو

نہ سمجھ سکا تھا۔ اس میں شک نہیں تم عین موقع پر آ گئے ورنہ میرا کام تمام ہو جاتا۔ لیکن شائد تم اب تک نہیں سمجھ سکے کہ خود تم اب کتنی مخدوش حالت میں ہو۔ اس لئے کرٹلس تمہاری مداخلت کو کبھی نہیں بھولے گا۔ میں اس شہر سے بھاگ رہا ہوں اسلئے بہتر ہے کہ تم بھی میرے ساتھ چلو۔"

"تم کہاں جا رہے ہو!"

"میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو مجھ کو اپنا موٹر عارضیتاً دے دیگا۔ جس کے ذریعہ سے ہم لاس انجیل چلے جائیں گے۔ وہاں میرے کئی دوست ہیں جو ہم کو پناہ دیں گے۔"

"میں اتنی دور نہیں جا سکتا۔" ہالینڈ نے کہا۔ "کیونکہ پولیس میری جستجو میں لگی ہوئی ہے۔"

"میں تم کو شہر کے باہر سلامتی سے نکال لے چلونگا۔" جانی نے کہا "اس بارے میں تم بالکل بے فکر رہو۔ چونکہ تم نے میری مدد کی اس لئے میں ضرور تمہاری مدد کروں گا۔ اس شہر کی پولیس نہایت نکمی ہے۔" اور پھر پستول کو اپنی ہپ پاکٹ میں رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "ذرا ادھر ہٹو۔ ایک چھپر مجھ کو بھی چلانے دو۔"

بیس منٹ میں وہ ساحل کے ایک سنسان مقام پر پہنچے۔ ہالینڈ کشتی سے اترا تو اسکو دور پر موٹر بوٹ کے انجن کی آواز سنائی دی۔ جس کو جانی نے بھی سنا۔ اور وہ تاریکی میں غلیظ پانی کی سطح پر نظریں دوڑانے لگا۔

ہالینڈ نے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے ساحلی جہاز کو واپس جا رہا ہے۔ ہم کو جلد یہاں سے بھاگ جانا چاہئے۔ کیونکہ وہ دونوں مل کر جلد ہی ہماری تلاش میں نکلیں گے۔

اور اس میں شک نہیں کہ وہ دونوں پولیس سے زیادہ خطرناک ثابت ہونگے !

کشتی سے اتر کر دونوں لب ساحل چلنے لگے ۔۔

"اگر ہماری پولیس سے مڈبھیڑ ہوئی تو میں مقابلہ کروں گا" جانی نے کہا۔ اور دس منٹ میں دونوں ان دوکانوں اور قہوہ خانوں کی قطار کے پاس پہنچ گئے جہاں سے ہالینڈ نے ٹکس کے جہاز ولو پوائنٹ کی تلاش میں اپنا سفر شروع کیا تھا۔

ساحل سنسان نظر آیا۔ جیٹی گاہ اور کافی خانوں وغیرہ میں تاریکی تھی۔ صرف ایک ہی جگہ روشنی دکھائی دی اور وہ بھی ایک ہوٹل کے اوپری حصہ پہ جہاں انگریزی حرفوں کے بنے ہوئے روشنی کے ٹیوب سے لفظ واشنگٹن لکھا ہوا تھا۔

اچانک تاریکی میں سے ایک پولیس کا سپاہی نمودار ہوا۔ ہالینڈ اور جانی دونوں ٹھٹک کر کھڑے ہو گئے۔

"سپاہی نے اپنے رات میں استعمال کرنے والے ڈنڈے سے ہالینڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "ٹھہرو میاں تم سے کچھ بات چیت کرنا چاہتا ہوں"

"کیوں کیا بات ہے؟" ہالینڈ نے جس کا دل بیٹھا جا رہا تھا پوچھا۔

جانی ہالینڈ کے عقب میں رک گیا۔

سپاہی نے کہا، تمہارا حلیہ کرن ہالینڈ سے مشابہ ہے جس کے لئے ہیڈکوارٹر سے وارنٹ جاری ہے،

جانی کھسک کر سپاہی کے پیچھے پہنچ چکا تھا اس نے تیزی سے اپنا ہاتھ اپنی ہپ پاکٹ میں ڈالا۔

ہالینڈ چلایا "ایسا مت......"

سپاہی تیزی کے ساتھ مڑا لیکن بہر حال دیر ہو چکی تھی، گولی چلنے کی آواز کان میں گونجی اور سپاہی لڑکھڑا کر گر پڑا ـــــ اور فوراً ہی جانی نے ہالینڈ کو برابر کی تاریک گلی کی طرف گھسیٹا۔ اور بولا " بھاگو" اس کے منہ سے الفاظ بمشکل ہی ادا ہو رہے تھے۔

اسی وقت ایک گولی چلنے کی آواز سنائی دی اور سنسناتی ہوئی کوئی چیز اسکے چہرہ کے سامنے سے گزر گئی

" جلدی بھاگو" جانی نے اپنا توازن قائم کرتے ہوئے تیزی سے کہا۔

سراسیمہ و بوکھلایا ہوا ہالینڈ جانی کے پیچھے پیچھے تاریک گلی میں بھاگنے لگا لیکن عین اسی وقت تاریکی میں پولیس کی تیز و تند سیٹی کی آواز گونجی۔

ابھی وہ مشکل سے پچاس گز ہی بھاگ پائے ہوں گے کہ جانی یکایک لڑکھڑایا اس کا توازن بگڑا اور وہ گھٹنوں کے بل گر پڑا۔

ہالینڈ رک گیا اور اس نے جھک کر ہانپتے ہوئے پوچھا۔ " کیا تمھارے گولی لگ گئی ؟ "

جانی نے کراہتے ہوئے کہا، ہاں۔

ہالینڈ نے دیوانہ وار دائیں و بائیں دیکھا۔ تھوڑی دور پر لوہے کے زینہ سے کوئی تیزی کے ساتھ اتر رہا تھا اس نے کسی کو تیزی سے اترتے دیکھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ دور پر قریب ہی پولیس کی سیٹیوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

ہالینڈ نے جانی کا سہارا دے کر کھڑا کیا اور پوچھا " یہ گلی کدھر جاتی ہے ؟"

جانی نے کرب کے ساتھ کہا، مجھے کچھ معلوم نہیں، مگر خدا کے لئے تم

مجھے یہیں چھوڑ کر بھاگ جاؤ ورنہ پولیس تمھیں گرفتار کرے گی۔

ہالینڈ بھاگ جانا تو ضرور چاہتا تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ جانی کو اپنی نظروں کے سامنے ہی رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اینڈرس نے کہا تھا کہ جانی ہی نے فنے کو قتل کیا ہے، اس لئے اس نے جانی کا ساتھ چھوڑنا خلاف مصلحت سمجھ کر کہا "نہیں" اور جانی کو گھسیٹ کر سامنے دیوار سے ٹکا دیا۔ پاس ہی ایک بھدے اور نیچے مکان کا دروازہ تھا۔ یکایک یہی دروازہ کھلا۔ اور دہلیز پر ایک لڑکی اندھیرے میں کھڑی نظر آئی۔

"ارے جلدی سے اندر چلے آؤ۔" لڑکی نے ہمدردی اور گھبراہٹ کے ملے جلے لہجے میں کہا۔

اسی وقت ہالینڈ کو گلی کے نکڑ پر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور بلا پس و پیش وہ جانی کو گھسیٹ کر دروازہ کے اندر لے گیا اور ایک کونہ میں اندھیرے میں ڈال دیا۔ لڑکی نے بڑھ کر دروازہ بند کر کے قفل لگا دیا۔

"کیا یہ مجروح ہو گئے ہیں؟" لڑکی نے سوال کیا۔

"ان کے بازو میں گولی لگ گئی ہے" ہالینڈ نے جواب دیا۔

"یہیں ٹھیرو۔ میں روشنی لاتی ہوں" کہکر لڑکی اندر چلی گئی۔

"کیا عورتیں قدرت کی عجیب و غریب مخلوق نہیں ہیں" جانی بڑبڑایا "جب بھی میں مصیبت میں مبتلا ہوا تو ہمیشہ کوئی نہ کوئی عورت ہی میرے آڑے آئی"۔ اور پھر اس نے مضبوطی سے ہالینڈ کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا "بڑی سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب میرا دم نکل جائے گا........"

اور اس کے بعد جانی نیم جان ہو کر دھم سے زمین پر گر پڑا۔

لڑکی ایک ٹمٹماتی ہوئی شمع ہاتھ میں لئے زینہ سے جلدی جلدی قدم رکھتی ہوئی اتر کر آئی اسے دیکھ کر ہالینڈ نے کہا "یہ بیہوش ہو گیا ہے"

لڑکی نے کہا زینہ کے سرے پر ایک خالی کمرہ ہے۔ کیا تم ان کو اٹھا کر وہاں تک لے چل سکو گے۔

ہالینڈ نے جانی کو کندھے سے لگا کر اٹھایا اور لڑکھڑاتا ہوا لڑکی کے پیچھے پیچھے زینہ پر چڑھنے لگا، اور جلد ہی ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔

لڑکی نے کہا انہیں بستر پر لٹا دو۔

جانی کو بستر پر لٹانے کے بعد جب ہالینڈ نے مڑ کر لڑکی کی طرف دیکھا تو تعجب و حیرت میں کھڑا رہ گیا۔ کیونکہ یہ وہی دوشیزہ تھی جو اس کو جشن گاہ میں ملی تھی۔

لڑکی نے کہا، گھبراؤ نہیں، تم ذرا لیمپ سنبھالو تاکہ میں دیکھوں کہ اس کی کیا حالت ہے۔

ہالینڈ نے گم سم ہو کر لیمپ پکڑ لیا۔ جس کے بعد لڑکی نے جانی کے کوٹ اور قمیض کی آستین قینچی سے کاٹ کر علیحدہ کر دی۔ خون سے تر بتر رستا ہوا زخم دیکھ کر ہالینڈ کی طبیعت پریشان ہو گئی۔

"ممکن ہے زخم کی حالت اور خراب ہو جائے اس لئے مجھ کو سب سے پہلے خون بند کرنے کی فکر کرنی ہے" لڑکی نے آہستہ سے کہا۔ اور چلی گئی اور پانی سے بھرا ہوا برتن اور متعدد تولئے لئے ہوئے جلد ہی واپس آ گئی۔

پہلے اس نے جلد کو دھو کر زخم کو صاف کیا اور اس عمل سے خون بہنا بند ہو گیا

اسکے بعد اس نے مجروح بازو کی مرہم پٹی کردی۔

"یہ کام تو ہو گیا" لڑکی نے خون آلود چیتھڑوں اور تولئے کے ٹکڑوں کو اٹھاتے ہوئے کہا "اب امید ہے کہ بہت جلد ان کو آرام مل جائے گا"

لڑکی جانی کی مرہم پٹی میں مصروف تھی اور ہالینڈ دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ پولیس کی سیٹوں اور سائرن کے شور وغل کی آوازیں سن رہا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کہ سارے محلہ کو پولیس نے گھیر لیا ہو ------ اور اسی وقت اسے ایڈس کو ان حالات سے مطلع کرنے کا خیال آیا۔

لڑکی کے فارغ ہوتے ہی ہالینڈ نے پوچھا کیا تمہارے یہاں ٹیلیفون ہے۔

"نہیں" لڑکی نے کہا، میرے یہاں فون نہیں ہے، مگر اسی گلی کے نکڑ پہ پبلک بوتھ ہے تم چاہو تو اسے استعمال کر سکتے ہو لیکن اس وقت تمھیں فون کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اس لئے کہ اس مجروح کو یہاں سے فوراً ہٹانا چاہیئے۔ اگر پولیس کو اس کی یہاں موجودگی کا علم ہو گیا تو تم مصیبت میں پھنس جاؤگی"

لڑکی نے ہنس کر کہا" مجھ کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ کیونکہ میں ہمیشہ مصیبتوں میں رہی ہوں اور مصیبتوں سے نپٹنے کی طاقت بھی رکھتی ہوں۔

ہالینڈ نے کہا" لیکن تم کو معلوم نہیں اس نے ایک پولیس کانسٹیبل کو گولی ماری ہے ممکن ہے وہ مر گیا ہو"

لڑکی نے کہا" تو کیا ہوا؟ میرا بھائی بھی دو پولیس والوں کو ہلاک کر چکا ہے" لڑکی نے بے پروائی سے کہا" کیونکہ یہ پولیس والے اسی قابل ہیں"

ہالینڈ بے چارگی اور حیرت سے لڑکی کو تکتا رہا اور پھر چند لمحے بعد اس نے کہا، لیکن اس کا یہاں سے ہٹ جانا ہی مناسب ہوگا۔

لڑکی نے کہا، مگر ذرا صبر کرو۔ تم ابھی نہیں جا سکتے۔ کیونکہ یہ خبیث پولیس والے شہد کی مکھیوں کی طرح چاروں طرف بھنبھنا رہے ہیں۔ ذرا دم لے لو۔ میں ابھی کافی تیار کر کے لاتی ہوں " پھر جانی کے اوپر جھک کر دیکھتے ہوئے کہنے لگی یہ ان کے بہت خون نکل چکا ہے۔ یہ ابھی حرکت کرنے کے قابل نہیں ہیں "

لاچار ہو کر ہالینڈ بیٹھ گیا۔ وہ کچھ خستہ حال و نڈھال ہو گیا تھا۔

" یکایک وہ گھبرا کر دوشیزہ کے کمرہ میں گیا اور بولا " پولیس بہت جلد یہاں آجائے گی، وہ ہر ہر مکان کی تلاشی لیں گے۔

" ہونے دو کوئی فکر مت کرو " لڑکی نے دلیری سے جواب دیا " کیونکہ ابھی ان کا رخ اس طرف کا نہیں ہے۔

(۲)

تاریکی میں کھڑے ہوئے رنفل سوائے ٹنگ نے ، نائٹ کلرک کو اپنی ڈیسک کے سامنے بیٹھے ہوئے شام کے اخبار کے صفحات بے فکری میں ادھر ادھر پلٹتے ہوئے دیکھا۔

سوائے ٹنگ کو شب کے وقت میڈکس کورٹ میں کسی نائٹ کلرک کے ڈیوٹی پر ہونے کی امید نہ تھی۔ اسے یقین تھا کہ ایسی بھیڑ حالت میں کلرک اسے اندر ہرگز نہ جانے دیگا۔ اسی لئے وہ خلاف وقت اندر داخل ہونے اور گلڈا سے ملاقات کرنے پر تیار ہوا تھا۔

تقریباً ۲ منٹ بعد کلرک نے یکایک اپنے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھ کر اخبار میز پر ڈال دیا اور پچھلے کمرے میں داخل ہو گیا۔

سوائے ٹنگ جلدی سے گھومنے والے دروازہ سے داخل ہوا اور کلرک کے کمرے میں واپس آنے سے پہلے ہی زینہ پر چڑھنے لگا۔

چند سیڑھیاں چڑھنے کے بعد اس نے سن گن لی کہ کسی کو اس کی آمد کا پتہ تو نہیں چلا، اور جب اطمینان ہو گیا تو اس نے باقی سیڑھیاں طے کرنا شروع کیں۔

اس کو اس بڑی عمارت میں ۵۴ نمبر کا فلیٹ تلاش کرنے میں کچھ دشواری ہوئی، لیکن آخر کار اسے معلوم ہو گیا کہ وہ سب سے اوپر کی منزل پر ہے۔

اس کا جی چاہا کہ لفٹ سے اوپر جائے لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا اور زینے ہی کے ذریعہ آہستہ آہستہ وہ چھٹی منزل پر پہنچ گیا۔ گو اس مہم کو سر کرنے میں وہ پسینے پسینے اور چور چور ہو گیا تھا۔

جب وہ گلڈا کے فلیٹ کے سامنے پہنچا تو بارہ بجنے میں دس منٹ باقی تھے، اس نے سوچا کہ اگر وہ موجود نہ ہوئی تو پریشانی ہی پریشانی ہوگی۔ آخر کار اس نے دروازے پر لگی ہوئی گھنٹی کے سوئچ کو دبایا اور اس کے بعد ہی اندر کچھ آہٹ محسوس ہوئی اور پھر دروازہ کھل گیا۔

گلڈا نے متعجب ہو کر اس کو دیکھا وہ ایک نیلے سیاہی مائل ڈھیلے فرغل میں ملبوس تھی جس کے حاشیہ پر گہرے نیلے ربن سے کام بنا ہوا تھا۔ اس کے بغیر موزے کے ننگے پیروں میں نیلے مخمل کے فرشی سلیپر تھے۔ سوائے ٹنگ کو دیکھتے ہی اس نے جلدی سے دروازہ بند کرنا چاہا لیکن سوائے ٹنگ اکثر ایسے موقعوں پر دروازہ بند

ہوتے دیکھ چکا تھا، اسلئے اس نے پہلے ہی سے اپنا پیر دروازہ کی دہلیز پر اڑا دیا تھا تاکہ دروازہ بند ہی نہ ہوسکے ۔

"مس ڈورین آپ متحیر و متعجب نہ ہوں" سوائے ٹنگ نے چہرہ پر پھیکی مسکراہٹ پیدا کرتے ہوئے کہا "کیونکہ میں صرف مورس یارڈ لے اور آپ کے بھائی کے سلسلہ میں آیا ہوں"

گلڈا کے چہرہ پر اچانک ایک تغیر نمایاں ہوگیا، یہ تغیر سوائے ٹنگ کے لئے اطمینان بخش تھا کیونکہ خوفزدہ عورتوں پر قابو پانا آسان ہو جاتا ہے ۔

دروازہ کو اس کے پیر کے ساتھ دباتے ہوئے گلڈا نے پوچھا "تم کون ہو"
سوائے ٹنگ نے کہا "میرا نام رنقیل سوائے ٹنگ ہے ۔ میں آپ کے بھائی جانی کا پرانا دوست ہوں ممکن ہے اس نے آپ سے میرا ذکر کیا ہو" پھر ایک لمحہ توقف کے بعد اس نے کہا "کیا اب میں اندر آسکتا ہوں ؟ کیونکہ آج دن بھر میں بہت پریشان رہا ہوں ۔ اجازت ہو تو بیٹھ کر ذرا دم لے لوں"

"نہیں تم اندر نہیں آسکتے ۔ میں اس وقت تم سے نہیں مل سکتی ، تم یہاں سے چلے جاؤ" گلڈا نے قدرے تیز لہجہ میں کہا ۔
سوائے ٹنگ نے مسکرا کر کہا ۔

"مس ڈورین میں اپنے آپ کو آپ کی نظروں میں ایک بڑا آدمی ثابت کرنا نہیں چاہتا ۔ بلکہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو کچھ میں بیان کرنا چاہتا ہوں اسے سن کر آپ یقیناً خوش ہوں گی ، کیونکہ اس میں سراسر آپ کی بہتری ہے ۔

دوشیزہ کی بڑی بڑی زمردیں سبز آنکھیں سوائے ٹنگ پر جم گئیں اور اس کے

گھناونے اور نفرت انگیز ہونے کے باوجود اس نے پوچھا "کون سی بات ہے جو تم کہنا چاہتے ہو۔

" وہ اطلاع آپ کے بھائی کے بارے میں ہے " سوائے ٹنگ نے رازدارانہ لہجہ میں کہا۔

گلڈا نے پہلے پس و پیش کیا مگر پھر دروازہ سے کھسکتے ہوئے اس نے سوائے ٹنگ کو اندر آنے کا اشارہ کیا اور بلا تکلف سوائے ٹنگ ہال میں داخل ہو گیا اس کے چہرہ پر کامیابی کی لہر دوڑ گئی۔ گلڈا اسے اپنے ہمراہ ملاقات کے کمرہ میں لائی۔ جو نہایت بیش قیمت سامان سے مزین تھا۔ کمرہ کی زینت اور آراستگی کو دیکھ کر سوائے ٹنگ کو محسوس ہوا کہ اس کے اندازہ سے بھی زیادہ دولت گلڈا کے پاس ہے۔ سوائے ٹنگ ٹوپی اتار کر سب سے قیمتی اور آرام دہ کرسی پر، لیو کو گود میں لیکر بیٹھ گیا اور بولا۔

" معاف کیجئے گا۔ میری آنکھ میں چوٹ آگئی ہے " مس ڈورین۔ کیا آپ کو کتوں کا شوق ہے ؟ یہ کتا بہت ہی اعلیٰ ذات کا ہے " پھر لیو کے ملائم ریشمی بالوں کو سہلاتے ہوئے کہنے لگا " کتا بڑا وفادار جانور ہوتا ہے۔

گلڈا نے ترش لہجہ میں کہا، تم مجھے کیا بتانا چاہتے تھے بیان کرو۔

سوائے ٹنگ نے اپنے کندھے ہلاتے ہوئے بے غیرتی کے ساتھ کہا " اگر میری گستاخی کو معاف فرما سکیں تو میں درخواست کروں گا کہ مجھے ایک گلاس سوڈا اور وہسکی مہیا کر دیں۔

گلڈا نے خشکی کے ساتھ جواب دیا، یہاں تمھیں کچھ نہیں مل سکتا، تم جو بات

بتانا چاہتے ہو وہ بتاؤ ورنہ اپنا راستہ لو۔

سوائے ٹنگ کے چہرہ پر بھی سختی آگئی اس نے سوچا کوئی وجہ عورتوں کے ساتھ خلیق و منکسر مزاج ہونے کی نہیں جب تک کہ وہ بھی اس سے ویسا ہی سلوک نہ کریں۔ اس کے برخلاف مردوں سے سابقہ پڑنے پر یقیناً محتاط و ہوشیار رہنا چاہئے۔ کیونکہ ان میں سے بعض شل ہالینڈ کے تشدد پر اتر آتے ہیں۔ لیکن عورتوں سے تو ایسا خطرہ ہوتا نہیں سوائے ٹنگ نے کہا ”میری معلومات خریدی جا سکتی ہیں۔“ صرف اسقدر میں آپ سے کہدینا چاہتا ہوں کہ ان معلومات کا تعلق آپ کے بھائی سے ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اسے خوشی سے خرید لیں گی۔

دوشیزہ نے چاندی کا سگریٹ کیس کھولا اور ایک سگریٹ جلاتے ہوئے کہا گویا تم مجھکو بلیک میل کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟“

”میں اس لین دین کے مسئلہ کو بلیک میل نہیں کہتا۔ بلکہ اس چیز کا نام خرید و فروخت یا معاملہ طے ہو جانا رکھتا ہوں۔ کیونکہ اہم معلومات ہمیشہ قیمتی ہوتی ہیں جن کی فراہمی د دستیابی کے لئے کوئی نہ کوئی قیمت مقرر ہوتی ہے۔ چنانچہ میری معلومات کی قیمت پانچ سو ڈالر ہیں۔“

”کیا تم خیال کرتے ہو کہ اتنی بڑی رقم میرے پاس موجود ہے یا ہر وقت موجود رہتی ہے؟“ دوشیزہ نے حقارت سے پوچھا۔

”آپ کے پاس ہے کیوں نہیں۔ بالکل صاف ظاہر ہے کہ آپ متمول ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کوئی بہت بڑی رقم تو نہیں۔ لیکن اگر سردست آپ کے پاس نقد موجود نہیں ہے۔ تو میں آپ کا پاس خاطر کرتے ہوئے اس شرط پر کوئی زیور

بطور ضمانت لینے کو تیار ہوں کہ کل روپیہ وصول ہو جانے پر اسے لوٹا دوں ۔"

گلڈا نے پوچھا" آخر وہ معلومات کیا ہیں جو تم مجھ کو بتانا چاہتے ہو؟"

سوائے ٹنگ مصنوعی ہنسی ہنسا۔

"مس ڈورین آپ بغیر کوئی ڈیوریا روپیہ دئے ہوئے مجھ سے معلومات حاصل کرنے کی امید نہ رکھیں۔ کیونکہ مجھ کو تلخ تجربہ ہو چکا ہے عورتیں اپنی بات پر قائم نہیں رہتیں ۔"

گلڈا چند سکنڈ تک سوائے ٹنگ کو گھورا کی ۔ اس کی بلی جیسی خاموشی میں کچھ ایسی دہشت تھی جس نے سوائے ٹنگ کو بھی پریشان کر دیا۔

"بہتر ہے" کہہ کر گلڈا نے کہا "کیا تم تھوڑی دیر میرا انتظار کر سکو گے ، میں ابھی آتی ہوں" اور اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی ۔

اس کی عدم موجودگی میں سوائے ٹنگ نے جیب سے رومال نکال کر مجروح آنکھ کو دبانا شروع کیا ۔ اسی وقت اسے گلڈا کے طرز عمل پر شبہ ہوا ، اور وہ بے چین ہو گیا کہیں وہ بھی ہالینڈ ہی کی طرح اس سے پیش نہ آئے ۔ یک بہ یک اسکا عزیز کتا اسکی گود سے اچک کر پھاند گیا ــــ اور جب اس نے نگاہ اٹھائی تو اس نے دیکھا کہ گلڈا اپنے کمرۂ خواب کے دروازے پر ۳۸ بور کا طمنچہ ہاتھ میں لئے کھڑی ہے جس کی نال اسی کی طرف ہے ۔

طمنچہ کو دیکھ کر سردی کی ایک تیز لہر اس کے سارے بدن میں دوڑ گئی ۔ اگر وہ تشدد سے دور بھاگتا تھا تو طمنچہ سے اس کی روح ہی کانپتی تھی ۔ مارے دہشت کے اس کا دل ڈوبنے لگا اس کے چہرے پر مردنی چھا گئی اور وہ کرسی کی پشت میں

دبک گیا۔

گلڈا قدم بڑھا کر بالکل اس کے سامنے آکھڑی ہوئی اور بولی۔

"بتاؤ تمہاری کیا معلومات ہیں؟ جلد بتاؤ... ورنہ میں تمھارے پیر پہ گولی مار کر نائٹ کلرک کو مطلع کر دوں گی کہ تم میرے یہاں چوری کرنے گھس آئے تھے۔"

سوائے ٹنگ کا مارے خوف کے دم نکلا جا رہا تھا۔ کانپتی ہوئی آواز میں اس نے کہا "طپنچہ کا خیال رکھئے کہیں گولی چھوٹ نہ جائے، مہربانی کر کے نال نیچی کر لیجئے، جو کچھ مجھ کو معلوم ہے بڑی خوشی سے میں بتانے کو تیار ہوں۔"

گلڈا نے کڑک کر کہا "بتاؤ تم میرے بھائی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"لفٹنٹ ایڈیس آج شب کو میرے پاس آئے تھے۔" سوائے ٹنگ نے کرسی کی پشت سے اور زیادہ دبک کر جبکہ طپنچہ کی نال اسکی جھپکتی ہوئی آنکھوں سے صرف ایک فٹ کے فاصلہ پر رہ گئی تھی، کہا "ان کا خیال ہے کہ جانی نے فے کو قتل کیا ہے۔ میں نے سمجھایا کہ ان کا خیال غلط ہے، ساتھ ہی میں نے یہ بھی بتایا کہ یہ فعل سوزن یارڈلے کا ہوسکتا ہے۔"

گلڈا نے اپنے تیسرے پر درشتی پیدا کرتے ہوئے پوچھا، "یہ بات تم نے اس سے کیسے کہی۔"

سوائے ٹنگ نے کہا "اس لئے کہ یارڈلے پرسوں رات کو فے سے ملا تھا اور دونوں میں خوب تو تو میں میں ہوئی تھی، میں نے اسے یہ کہتے بھی سنا تھا کہ وہ اسکی گردن مروڑ دے گا۔"

"اور تم نے ایڈیسن سے یہ بات بھی بتادی" گلڈا نے سوال کیا۔

"جی ہاں۔ کیونکہ میں جانی کو مصیبت میں پھنسا ہوا دیکھنا پسند نہ کرتا تھا۔ اسکے علاوہ میں جانی کا بہت ہی پرانا رفیق ہوں مجھ کو یقین واثق ہے کہ جانی نے ہرگز ایسا اقدام نہ کیا ہوگا۔

طپنچہ کی نال کو نیچے کئے ہوئے گلڈا پیچھے ہٹی، اور بولی "کیا تم کو صرف یہی کہنا تھا۔"

سوائے ٹنگ نے کہا "کیا یہ کافی نہیں ہے؟" اگر میں نے یہ بات لفٹنٹ کو نہ بتائی ہوتی تو وہ جانی کو ہی قاتل تصور کیا کرتا آپ غور فرمائیں تو سمجھ سکتی ہیں کہ میں نے جانی کی زندگی کو تباہ برباد ہونے سے بچایا ہے۔"

گلڈا نے پوچھا "کیا تمھارا خیال ہے کہ اس معلومات کی قیمت پانچ سو ڈالر ہیں؟"

سوائے ٹنگ نے اپنے لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے، محتاط پیرائے میں کہا، یہ تو آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔

"کیونکہ جانی اکیلا بھائی ہے اور میں نے اس کی جان بچائی ہے۔"

دوشیزہ نے حقارت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "کیا پولیس والے اب بھی اس کی تلاش میں ہیں؟"

سوائے ٹنگ نے کہا "مجھ کو تو صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ ایڈس یارڈلے کو تلاش کرتا پھر رہا ہے اور اسی جستجو میں وہ واشنگٹن ہوٹل کو روانہ ہو چکا ہے۔ کیونکہ اسکا خیال ہے کہ یارڈلے وہاں ضرور ملے گا۔"

گلڈا چند قدم ہٹ گئی ——— اس سے سوائے ٹنگ کی جیسے جان میں جان

آگئی اور اس نے جرأت کر کے کہا "میرا خیال ہے کہ اس بات سے آپ کو خوشی ہوئی ہو گی کہ یارڈ ملے آج کل اس شہر میں آیا ہوا ہے ۔۔۔۔ یا آپ کو پہلے ہی سے اس کا علم تھا گلڈا نے معنی خیز نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا، "مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں"

اسکے بعد گلڈا نے میز کی دراز کھول کر اپنا بٹوا نکالا، جس میں پانچ پانچ ڈالر کے نوٹ کی گڈی میں سے چار نوٹ الگ کئے اور سوائے ٹنگ کو دیتے ہوئے کہنے لگی "تمہاری معلومات کی اجرت بس اتنی ہی ہو سکتی ہے ۔ یہ لو اور یہاں سے رفو چکر ہو جاؤ"

سوائے ٹنگ لڑکھڑا کر بڑھا! اور کانپتے ہوئے ہاتھوں سے روپیہ لے لئے "کیا آپ اس سے کچھ اور زیادہ از راہ کرم مرحمت نہ فرما سکیں گی میں آپ کی فیاضی کا مشکور رہوں لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں آج کل پیسہ سے بالکل مجبور اور تہی دست ہو رہا ہوں"

گلڈا نے دوبارہ ڈانٹ کر کہا، "نکل جاؤ یہاں سے"

گھبرا کر سوائے ٹنگ صدر دروازے کی طرف چلا اسکا کتا بھی اس کی پیروی کرتا رہا، لیکن! چانک گھنٹی بجی اور سوائے ٹنگ نے مڑ کر گلڈا کی طرف دیکھا۔

"میرے ساتھ آؤ" گلڈا نے تیزی سے کہا اور ایک دفعہ پھر ریوالور اسکے ہاتھ میں دھمکی دیتا ہوا نظر آیا "جلدی چلو"

اس ڈر سے کہ کہیں ریوالور دوشیزہ کے ہاتھ سے اتفاقاً داغ نہ جائے، سوائے ٹنگ نے جلدی سے بیو کو اٹھایا اور جس دوسرے دروازہ کو دوشیزہ نے کھول دیا تھا اس سے

گذر کر برآمدہ میں آگیا۔

"اس دروازہ کی راہ سے تم باہر سڑک پر جا سکتے ہو۔" درشیرو نے برآمدہ میں دور پہ لگے ہوئے ایک دروازہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "یہاں سے دفعان ہو جاؤ اور اب کبھی میرے پاس نہ آنا۔"

سوائے ٹنگ نے جیسے ہی برآمدہ سے گذر کر دروازہ کھولا دیسے ہی صدر دروازہ پر لگی ہوئی گھنٹی دوبارہ بجی۔ اس کے باوجود کہ وہ بے حد خوف زدہ تھا متعجب ہوئے بغیر نہ رہ سکا کہ آخر اتنی رات گئے آنے والا اسکا ملاقاتی کون ہو سکتا ہے؟۔ چنانچہ اس نے کنکھیوں سے ذرا گردن گھما کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ڈاچینی اسے اسکو دروازہ کے باہر چلے جانے کا اشارہ کر رہی ہے۔

اور جب اس نے دروازہ کھولا تو نگاہ قفل پر بھی پڑ گئی جس سے معلوم ہوا کہ یہ اسی قسم کا قفل ہے جس طرح کا اسکو پہلے دروازہ میں لگا ہوا ملا تھا۔ چنانچہ دروازہ کو بند کر کے وہ اس برآمدہ میں داخل ہوا جو پشت کی طرف باہری زینہ کو جاتا تھا۔

چند سیکنڈ توقف کرنے کے بعد اس نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ اندر کا دروازہ مقفل کیا جا چکا تھا۔ اس لئے اس نے جیب سے ایک آنکڑا نکال کر کنجی کے سوراخ میں ڈالا اور گھمایا تو ہینڈل گھوم گیا۔ اس کے بعد اس نے آہستہ سے ایک انچ بھر دروازہ کو کھول کر اندر کی طرف جھانکا اور پیچھے مڑ کر لیو کو بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ کتا باہر ہی رہ گیا اور وہ دبے پیروں سے راستہ طے کرتے ہوئے، کمرۂ نشست کے دروازہ کے پاس پہنچ گیا تا کہ اندر ہونے والی گفتگو سن سکے۔

(۳)

دروازہ کھلتے ہی جب ادبری ین کمرۂ نشست میں داخل ہوا تو اس نے گلڈا کو قدرے متوحش اور خوف زدہ محسوس کیا۔ چنانچہ اس نے پیار کے ساتھ اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "کیوں پیاری۔ کیا معاملہ ہے؟۔ کچھ مضمحل نظر آ رہی ہو"۔

"ہاں واقعی میں کچھ اداس ہوں" گلڈا نے کوچ پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا "کیوں کہ جانی غائب ہو گیا ہے اور کچھ معلوم نہیں کہاں چلا گیا۔ کیا تم کو اس کی کوئی خبر ملی؟

ادبری ین نے کہا "ہاں۔ اسی لئے تو میں یہاں آیا ہوں کہ تم کو مطلع کر دوں۔ کیونکہ جب میں تم سے مل کر مکان واپس گیا تو وہ بیٹھا ہوا میرا انتظار کر رہا تھا"۔

گلڈا نے اس کی طرف متحیر نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا تمھارے مکان پر؟"

ادبری ین نے کہا "ہاں، میں خود بھی اسے دیکھ کر متعجب ہوا تھا لیکن جب اس نے اپنا مطالبہ پیش کیا تو میں سمجھ گیا۔ بہرحال میں نے اس سے سمجھوتا کر لیا ہے"

گلڈا نے متحیر ہو کر پوچھا "کیا مطلب ہے تمھارا" ادبری ین نے گلڈا کے پہلو میں بیٹھتے ہوئے کہا "اس نے تسلیم کر لیا کہ اس کی ذات دوسروں کے لئے باعث زحمت ہے، اور اسے یہ بھی یقین تھا کہ فنے کے قتل کا شبہ اس پر بھی کیا جا رہا ہے، اس لئے اس نے ایک تجویز میرے سامنے پیش کی۔

"وہ تجویز تھی کیا؟" گلڈا نے اور بھی متعجب ہو کر پوچھا

ادبری ین نے ہنس کر کہا۔

"کیا اب یہ بھی مجھے تم کو بتانا پڑیگا؟ تم تو جانی سے اچھی طرح واقف ہی ہو. اسکا مطمح نظر صرف روپیہ ہے۔ چنانچہ اس نے یہی تجویز پیش کی کہ میں اس کیلئے روپیہ کا بندوبست کردوں تاکہ وہ یوروپین ممالک کو بغرض سیر و تفریح چلا جائے"

"اور کیا تم نے ایسا کر دیا" گلڈا نے گھبرا کر پوچھا۔

ادبری ین نے کہا "ہاں۔ اس کے علاوہ اور چارہ ہی کیا تھا۔ کیونکہ یہی ترکیب مجھے سب سے آسان نظر آئی۔"

گلڈا نے کہا "ارے سین۔ تم کو ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ میں کبھی اس کو تم سے روپیہ پیسہ لینے کی اجازت نہیں دے سکتی۔"

ادبری ین نے کہا" اب تو جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اور یہی ان حالات میں سب سے موزوں و مناسب تدبیر تھی۔ کیونکہ اس بات کے ہوجانے پر اب ہم دونوں اس سے نجات پا چکے ہیں۔"

گلڈا نے پوچھا" تو کیا وہ چلا گیا؟"

سفید جھوٹ بولتے ہوئے کہا، ہاں میں ہوائی اڈے سے اسے رخصت کر کے سیدھا یہیں آرہا ہوں۔ بڑی جدوجہد کرنا پڑی اسے جگہ دلانے کے لئے۔

گلڈا نے ادبری ین پر تجسسانہ نگاہ ڈالتے ہوئے پوچھا" خیریت ہے کہ وہ مجھ سے ملے بغیر ہی چلا گیا۔"

ادبری ین نے کہا" وہ تم سے ملنے کے لئے بے قرار ضرور تھا، مگر وقت اتنا کم تھا کہ وہ آنہ سکا، البتہ ایک خط تمہارے نام لکھ کر دیا گیا ہے۔ چلتے وقت وہ تم کو فون بھی کرنا چاہتا تھا مگر فون خالی نہ تھا" ادبری ین نے خط نکال کر گلڈا کے ہاتھ

میں دے دیا۔

گلڈا نے لفافہ پھاڑ کر خط پڑھا اور پھر خط کو میز پر رکھتے ہوئے کہنے لگی "مین کیا اسکا اتنی جلد روانہ ہوجانا ضروری تھا؟"

اوبری ین نے کہا "ہاں میرا خیال ہے اسے ضروری تھا کیونکہ میں یہ پسند نہ کرسکتا تھا کہ وہ پولیس کے ہاتھوں میں پہنچ جائے۔"

گلڈا نے کہا "میری خواہش تھی کہ اس کو الوداع کرنے جاتی۔"

افسوس کہ اتنا وقت ہی نہ تھا کہ تم کو آ کرکے جاتا۔ بہرحال تم اس کی طرف سے کوئی فکر نہ کرو میں جانتا ہوں کہ تم اس سے بہت مانوس ہو لیکن اب تم کو اس کی طرف سے خیال ہٹانا ہی پڑیگا۔ کیونکہ وہ کچھ عرصہ تک واپس نہ آئے گا۔ کم سے کم ہم دونوں کی شادی ہوجانے کے بعد تک اس کے آنے کا کوئی امکان نہیں ہے آؤ پھر ہم دونوں کیوں نہ شادی کے متعلق گفتگو کریں تاکہ یہ کام بھی جلد از جلد انجام پا جائے میرا خیال ہے کہ اس ہفتہ کے اختتام تک شادی ہوجانا چاہیئے۔

گلڈا کا چہرہ چمک اٹھا، اس نے کہا "جس روز بھی آپ پسند فرمائیں، مجھے بھلا کیا عذر ہوسکتا ہے۔"

اوبری ین نے کہا "بہتر ہے۔ اب جب تم نے سب کچھ میری ہی مرضی پر چھوڑ دیا ہے تو میں ہر طرح کا انتظام کرلونگا۔ اچھا اب تم جا کر آرام کرو اس لئے کہ کافی دیر ہوگئی ہے، اب تمھیں کسی طرح کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ــــ شادی کے سلسلہ میں جو انتظامات کروں گا اس سے تمھیں مطلع کردوں گا۔"

سوائے ٹنگ اس تمام گفتگو کو انتہائی دلچسپی سے سنتا رہا اور پھر دل ہی دل میں

بولا اچھا! جانی فرانس بھاگ گیا۔ اور یہ محترمہ شادی کی تیاری کر رہی ہیں۔ لیکن یہ مین کرن ہے، کہیں مین اور برین تو نہیں ہے؟۔ اس کی دلی تمنا تھی کہ دروازہ میں دراز پیدا کر کے وہ گلڈا کے اس ملاقاتی کا دیدار حاصل کرے لیکن یہ سوچ کر کہ دوشیزہ کے ہاتھ میں ریوالور ہے وہ اپنی یہ تمنا پوری نہ کر سکا۔ چند لمحے وہ عالم سکوت میں کھڑا رہا لیکن پھر فوراً ہی اس نے ان دونوں کو دروازے کے قریب باتیں کرتے سنا اور چند منٹ کے بعد صدر دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔

پھر اس نے گلڈا کو روشنیاں گل کر کے کمرۂ نشست سے گذر کر کمرۂ خواب میں جاتے ہوئے دیکھا تو اسے اطمینان ہو گیا۔

اس نے سوچا کہ اب اسکو جانا چاہیئے۔ کیونکہ بیس ڈالر تو اسکے پاس ہو ہی گئے تھے جو اس کے کرایہ کے لئے بالکل کافی تھے۔ لیکن کرایہ ادا کر دینے کے بعد اسکے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہ بچتی۔ اسی وقت اچانک اس کو محسوس ہوا کہ وہ بیحد بھوکا ہے۔ کیونکہ صبح سے اسکی زبان پر ایک کھیل بھی اڑ کر نہیں گئی تھی۔

اس خیال کے آتے ہی وہ چپکے چپکے پنجوں کے بل برآمدہ سے گذر کر باورچی خانہ کے دروازہ تک گیا۔ اور آہستہ سے ہینڈل گھما کر اس کا سوئچ ٹٹولا اور بتی روشن کر دی۔

سامنے ہی ایک بڑا ریفریجریٹر تھا، جس کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خوشی کی بے پناہ چمک پیدا ہو گئی۔ اس نے کوئی کھٹکا سننے کے لئے ذرا دیر توقف کیا۔ لیکن جب کوئی آواز سنائی دی تو اس نے پالش کئے ہوئے فرش پر قدم دبائے بڑھ کر

ریفریجریٹر کا ہینڈل پکڑ لیا۔ اور آہستہ سے اُٹھا کر کھینچا۔

ریفریجریٹر کا پٹ کھل گیا۔

انتہائی ضبط کرنے کے باوجود ایک خفیف دہشت کی چیخ اس کے منہ سے نکل گئی۔ اور وہ تھر تھر کانپتا ہوا پیچھے ہٹا۔

ریفریجریٹر کے زیریں تختہ پر سورس یارڈلے کا خون سے تربتر جسم بے جان پڑا ہوا ایک ہیبتناک منظر پیش کر رہا تھا۔

نواں باب

(۱)

ٹکس پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا اور سالی ڈرائیونگ وہیل کے سامنے بیٹھا ہوا کشتی چلا رہا تھا۔

ٹکس کو زندگی میں آج پہلی دفعہ خوف و ہراس محسوس ہو رہا تھا، اس سے جو غلطی ہو گئی تھی اس کا لازمی نتیجہ اسکی تباہی یا موت کی شکل میں رونما ہو سکتا تھا، کیونکہ ادبری ین اس خطا پر اسے کبھی معاف نہیں کر سکتا تھا۔

ادبری ین کی سرپرستی سے محروم ہونے کے بعد اسے یقینی پولیس کی سرپرستی سے بھی محروم ہونا ضروری تھا۔

ان ہی خیالات میں غلطاں و پیچاں ٹکس نے اپنی زبان اپنے سوکھے ہوئے لبوں پر پھیری۔ اور سوچا کہ اس غلطی کی تلافی صرف اسی طرح ممکن ہے کہ وہ جانی کو پھر اپنے قابو میں کر کے اس کی لاش کو ٹھکانے لگا دے۔ اس طرح ادبری ین کو معلوم بھی نہ ہو سکے گا کہ جانی یہاں سے فرار ہو گیا تھا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ جانی کو کہاں تلاش کیا جائے؟ کیا وہ اپنی بہن کے پاس جائیگا یا شہر چھوڑ دیگا؟ قرین قیاس ہے کہ وہ شہر چھوڑ دیگا۔ کیونکہ وہ بیوقوف نہیں ہے۔ اس کو اچھی طرح علم ہے کہ ٹکس اس وقت تک چین نہ لیگا جبتک کہ اسے ڈھونڈھ نہ لیگا۔

روشن ساحل اب دکھائی دینے لگا تھا اسلئے ٹکس باخبر و ہوشیار ہو کر بیٹھ گیا

"ارے دیکھو وہاں کیا ہو رہا ہے ؟" اس نے سالی کو مخاطب کرتے ہوئے اس زور سے کہا کہ موٹر بوٹ کے انجن کی آواز اسکی آواز پر اثر انداز نہ ہو۔

سالی نے اپنا ناشپاتی نما سر گھما کر سامنے دیکھا اور جواب دیا۔

"پولیس والے معلوم ہوتے ہیں" ہاں۔ہاں۔ دیکھو وہ پولیس کا موٹر بھی ہے"

ٹکس نے کہا موٹر بوٹ کو جٹی میں لے چلو ہم اپنے کو ان خبیثوں پر ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

دونوں جٹی پر بنی ہوئی سیڑھیوں سے چڑھ کر ساحل پر اتر گئے۔

پولیس کی سیٹیاں ہر طرف بج رہی تھیں۔ ان دونوں نے دور پر سائرن بھی بجتے ہوئے سنے۔

"اس وقت یہ جگہ مخدوش ہے" ٹکس نے کہا "آؤ جلدی سے اس جہنم سے بھاگ چلیں"

سالی نے کہا "مجھ کو شک ہوتا ہے کہ وہ لوگ جاپانی ہی کی تلاش میں ہیں" وہ لب ساحل پولیس کی موٹر کو دیکھ کر جس کے پاس ہی چار پولیس کانسٹبلوں کا ایک گروہ ان دونوں کی طرف پیٹھ کیئے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔ ٹکس نے کہا ابھی یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

آہستہ آہستہ ٹکس ایک گلی میں داخل ہو گیا۔ سالی بھی اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔

ٹکس اس مقام کے محل وقوع کی پر پیچ گلیوں اور راستوں کے اختصار سے

بخوبی واقف تھا۔ لیکن اس کو اس وقت یہاں کی بیشتر گلیوں پر پولیس کی موجودگی نگرانی کو دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔

صرف تاریکی اور اس مقام کے چپّہ چپّہ سے اس کی مکمل معلومات نے ان دونوں کو محفوظ رکھا اور مکانوں کی آڑ لیتے ہوئے، یہ دونوں چہار دیواری پھاند کر ملازمین کے کواٹروں سے گذرتے، واشنگٹن ہوٹل کے عقبی دروازے تک پہنچ گئے۔

"تم یہیں ٹھہرو" ٹکس نے سالی سے کہا۔ اور اس کو وہیں چھوڑ کر ہال میں داخل ہوگیا یہاں کٹلر اڈیس کو رخصت کردینے کے بعد اپنی میز کے سامنے بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔ سامنے کی کھڑکی کھلی تھی اس لئے کٹلر کی نگاہیں ساحل کا منظر دیکھنے میں مشغول تھیں ٹکس کو دیکھتے ہی کٹلر اچھل پڑا۔

"یہ کیا ہنگامہ مچا ہوا ہے؟" ٹکس نے پوچھا

"بہتر یہی ہے کہ تم فوراً بھاگ جاؤ" کٹلر نے کہا۔ "کیونکہ یہاں اس وقت بڑی آفت مچی ہوئی ہے۔"

"کیوں کیا آفت مچی ہے؟" ٹکس نے پوچھا۔

کٹلر نے کہا "جانی ٹڈرمین نے تھوڑی دیر ہوئی ایک پولیس مین کو گولی ماردی ہے۔"

"کیا" کہہ کر ٹکس تلملا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس کی آواز میں تعجب و گھبراہٹ تھی۔

"ہاں۔ میں نے خود اسکو گولی مارتے دیکھا۔"

"تم کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ جانی ہی تھا؟"

"میں نے اس کو دیکھا تھا۔ چونکہ اڈیس یہاں یارڈلے کی تلاش میں آیا تھا،

اس لئے ہم دونوں آخری منزل پر زینہ کے آہنی چبوترے پر کھڑے تھے، جہاں سے میں نے جانی کو ایک اور شخص کے ساتھ لب ساحل دیکھا۔ اتفاق سے ایک پولیس کانسٹبل نے اس دوسرے شخص کو پہچان لیا جو کوئی مجرم معلوم ہوتا ہے، اس لئے جانی نے بڑھ کر پشت سے اس پولیس مین کو گولی مار دی۔"

"کیا پولیس والے اس کو پکڑنے میں کامیاب ہو گئے؟" ٹکس نے متردد ہو کر پوچھا۔

کنلر نے کہا "ابھی تک تو نہیں پکڑ پائے ہیں لیکن عنقریب گرفتار کر لیں گے کیونکہ تم ایڈیس کو جانتے ہو کیسا شیطان واقع ہوا ہے۔ اس نے جھٹ طپنچہ نکال کر جانی کو گولی ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ میں نے اس کا خفیف سا ہاتھ ہلا دیا جس کے سبب وہ دوسری گولی نہ مار سکا۔ ورنہ وہ جانی کو ختم کر چکا ہوتا۔"

"میں جانی سے ملنا چاہتا ہوں" ٹکس نے کہا "وہ کہاں روپوش ہوا ہے؟"

کنلر نے کہا "ارے احمق کیا تم خیال کرتے ہو کہ اس وقت اکیلے تم ہی اس محلہ میں ہو۔ بندۂ خدا اس وقت مکھیوں کی طرح سے ہر طرف پولیس والے بھنبھنا رہے ہیں۔ مجھ کو تو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ اتنی جلد اور اتنی کافی تعداد میں یہ لوگ جمع ہو جائیں گے۔"

ٹکس نے دوبارہ پوچھا۔ تم یہ بتاؤ کہ وہ کہاں روپوش ہے۔

کنلر نے کہا روز نٹل کے یہاں۔

"یہ کون حرافہ ہے؟" ٹکس نے سوال کیا۔

"یہ ایک آوارہ لڑکی ہے جو یہیں قریب ہی جشن گاہ میں کام کرتی ہے اور

شب میں لب ساحل ادھر ادھر واہی تباہی مٹرکتی پھرتی ہے۔ تم کو شاید یاد ہو پارسال اس کے بھائی ٹڈلیٹل نے کئی پولیس والوں کو ختم کر دیا تھا۔"

"تم کو کیسے معلوم ہوا کہ جانی اسی لڑکی کے پاس ہے؟" ٹکس نے پوچھا۔

کٹلر نے کہا "میں نے روز لیٹل کو ان دونوں کو اندر لے جاتے دیکھا تھا اگر اڈیس کو ڈینہ سے اترنے کی جلدی نہ ہوتی تو یقیناً وہ بھی ان دونوں کو اندر جاتے ہوئے دیکھ لیتا۔"

ٹکس نے پوچھا "کیا میں اس جگہ پہنچ سکتا ہوں؟"

کٹلر نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا "تمہارے وہاں تک خیریت سے پہنچنے کی کوئی امید نہیں۔ کیونکہ سارے علاقہ میں اس وقت پولیس پھیلی ہوئی ہے۔"

"میں ابھی آتا ہوں" کہکر ٹکس باہر آیا اور سیٹی بجا کر سالی کو مخاطب کیا اور بولا، ہمیں جانی کا پتہ معلوم ہو گیا ہے،

سالی کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں جھپکیں اور پھر دونوں اس جگہ آ گئے جہاں کٹلر بیٹھا تھا۔

ٹکس نے کہا "ہم ذرا ایک نظر وہ جگہ دیکھنا چاہتے ہیں جہاں جانی نے پناہ لی ہے۔

کٹلر نے پس و پیش کرتے ہوئے کہا

"بھئی اپنی اچھائی برائی کے اب تم ذمہ دار ہو۔ میرا خیال ہے اس دردسری سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ کیونکہ بہت ممکن ہے پولیس والے اب وہاں پہنچ چکے ہوں۔"

ٹکس نے کہا، تم اسکی پرواہ نہ کرو۔

کٹلر نے کہا بہتر ہے، چلو اوپری منزل سے تمہیں وہ جگہ دکھادوں تینوں لفٹ کے ذریعہ آخری منزل پر جا پہنچے۔

ٹکس ہاتھوں اور پیروں سے رینگتا ہوا باہر کی طرف آہنی چبوترے پر آیا۔ کٹلر بھی اسی طرح رینگتا ہوا باہر چبوترے پر آکر اس کے پہلو میں لیٹ گیا اور بولا دیکھو وہ سیاہ عمارت جہاں دو مکان ایک دوسرے سے ملتے نظر آتے ہیں۔

ٹکس نے کہا "میں نے وہ گھر بالکل اچھی طرح سمجھ لیا۔" اب تم اپنی پیر پر جاکر اپنی ڈیوٹی انجام دو۔ اور سالی اور میں دونوں مل کر اس کام سے بخوبی نپٹ لینگے"۔

کٹلر واپس چلا گیا اور اس کی جگہ سالی رینگ کر ٹکس کے پہلو میں آگیا۔

"دیکھو وہ جگہ ہے" ٹکس نے دھیمے سے سالی سے اس مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "ہم کو کسی نہ کسی طرح اس مکان کے اندر داخل ہونا ہے"۔

دونوں لیٹے ہوئے تاریک گلی کو دیکھا کئے۔ بار بار انھوں نے ایک سپاہی کو آہستہ آہستہ ٹہل کر اس مکان کے دروازہ تک آتے اور واپس جاتے دیکھا جہاں داخل ہونے کی جستجو میں یہ دونوں خود تھے۔

"کیوں نہ میں چپکے سے نیچے اتر کر اس کمبخت کا سر پھاڑ دوں" سالی نے جوش میں آکر کہا "تاکہ پھر تمھارے مکان میں داخل ہونے میں کوئی دشواری نہ رہ جائے"۔

"نہیں" ٹکس نے جواب دیا "اس وقت ایسا اقدام کرنا حماقت ہے۔ اگر ہم کو اس مکان کے اندر پہنچنا ہی ہے تو ہم چھپوں چھپوں ہو کر اس میں جائیں گے"۔

چنانچہ جہاں تک تاریکی میں اس کی نظر کام دے سکتی تھی اس نے مکان مذکور کے محل وقوع کا جائزہ لینا شروع کیا۔

"ہم کو سب سے پہلے کسی نہ کسی طرح گلی کے اس طرف جانا ہے" ٹکس نے بالآخر کہا۔ "پھر ہم کو جس راستہ سے آئے ہیں اسی راستہ سے لوٹنا ہوگا اور پھر چکر کاٹ کر ڈادے کے مکان میں آنا ہوگا۔ وہاں سے ہم بالا ہی بالا جائے مقصود پر پہنچ سکیں گے گو اس طرح دیر کافی ہوگی، لیکن کسی طرح کا خطرہ نہ ہوگا۔

سالی پیچھے پلٹا۔ کیونکہ وہ بڑا مستقل مزاج اور باعمل شخص تھا۔ کوئی بھی کام اسے کیوں نہ بتا دیا جائے وہ آمادۂ عمل ہو جاتا اور بغیر کامیابی کے ساتھ ختم کئے ہوئے واپس نہ لوٹتا۔

ٹکس بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ اور یہ دونوں دو دو سیڑھیاں طے کرتے ہوئے اترنے لگے۔

(۲)

جانی کی آنکھیں کھلیں، پلکیں جھپکائیں اور پھر سر اٹھا کر کمرے کو دیکھا جس میں تیل کے چراغ کی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی ہالینڈ اس کو ہوشیار ہوتے دیکھ کر فوراً اس کے پاس آیا۔

"میرا خیال ہے میں نے گولی چلائی تھی" جانی نے نیم دراز ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا "لیکن خود میرے بازو میں بھی گولی لگی۔ معلوم نہیں کب سے ہم یہاں ہیں؟"

"قریب بیس منٹ سے" ہالینڈ نے اس کے پاس آکر کہا۔

"لڑکی کہاں ہے؟" جانی نے دریافت کیا۔

"وہ دودھ لینے نیچے گئی ہے۔" ہالینڈ نے جواب دیا۔

جانی درد کی تکلیف سے کراہ کر لیٹ گیا اور بولا "میں ایسی کمزوری محسوس کر رہا ہوں جیسے کہ ایک نحیف و ناتواں چوہا ہو گیا ہوں۔ باہر سڑک پر کیا ہو رہا ہے؟"

ہالینڈ نے کہا "مجھ کو معلوم نہیں۔ صرف شور و غل کی آوازوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پولیس والے ہمیں گرفتار کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔"

جانی نے کہا "میرا خیال ہے کہ میں زیادہ دور تک نہ جا سکوں گا۔ لیکن یہ جگہ بھی کسی طرح محفوظ نہیں ہے۔

ہالینڈ نے کہا "یقیناً، کیونکہ پولیس والے ہر مکان کی تلاشی لے سکتے ہیں اس کے علاوہ ان لوگوں کو یقیناً کا علم ہو چکا ہو گا کہ ہم لوگ ان ہی مکانوں میں سے کسی ایک میں روپوش ہیں۔"

یہ کہہ کر جانی نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور پھر بولا "کیا تم تنہا بھی یہاں سے بھاگ نہیں سکتے۔

ہالینڈ نے کہا، سر دست تو یہ ممکن نہیں نظر آتا۔ کہو تو کوشش کروں، لیکن ایسا کرنا غالباً خطرے سے خالی نہ ہو گا۔

جانی نے کہا "لیمپ بجھا دو اور کھڑکی کھول کر ذرا باہر کی ٹوہ لو۔"

ہالینڈ نے ٹمٹماتی ہوئی لو کو گل کر دیا اور کھڑکی کی طرف بڑھا جس پر بڑے بڑے موٹے پردے پڑے ہوئے تھے۔

"ہوشیار رہنا" جانی بڑبڑایا۔

بڑی احتیاط سے ہالینڈ نے پردہ کا ایک کونہ ہٹایا اور جھانکا پہلے تو تاریکی

کے باعث اس کو کچھ نظر نہ آیا۔ لیکن بعد کو ذرا غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ عین کھڑکی کے نیچے دو شخص کھڑے ہیں اس لئے وہ جلدی سے پردہ برابر کر کے پیچھے ہٹ گیا اور جانی سے مخاطب ہو کر بولا دو آدمی بالکل یہیں پر سامنے کھڑے ہیں؟

عین اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا۔

اور لڑکی نے کہا "روشنی کو کیا ہو گیا؟"

"میں ابھی دوبارہ روشن کئے دیتا ہوں۔" ہالینڈ نے جواب دیا۔ اور دیاسلائی جلا کر لیمپ روشن کر دیا۔ "میں کھڑکی سے باہر جھانک رہا تھا۔ تم کو کچھ معلوم بھی ہے۔ عین مکان کے سامنے دو پولیس والے کھڑے ہیں۔"

روز نے جانی کو اپنی طرف تاکتے ہوئے دیکھ کر پوچھا "کہو تمھاری طبیعت کیسی ہے؟"

جانی نے مجبوری سے مصنوعی مسکراہٹ چہرہ پر پیدا کرتے ہوئے جواب دیا "میں تہ دل سے تمہارا شکر گذار ہوں، خون کافی بہہ جانے کی وجہ سے کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔

جانی کی بات کا جواب نہ دیتے ہوئے لڑکی نے ہالینڈ سے کہا اگر تم جانا ہی چاہتے ہو تو صرف چپتوں چپتوں جا سکتے ہو میں تمھارے ساتھی کی دیکھ بھال کر لونگی۔"

ہالینڈ نے یہاں سے چلے جانے میں کوئی پس و پیش نہیں کیا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ یہاں سے سلامتی سے نکل گیا تو اڈیس کو ٹیلیفون کر کے وہ جگہ بتا دیگا جہاں جانی روپوش ہے اور اس طرح وہ اصل قاتل کو گرفتار کرا کے خود اپنا دامن نفسے کے قتل سے چھڑا لے گا۔

ہالینڈ نے جانی کی طرف دیکھ کر پوچھا، تمھاری کیا رائے ہے۔

"تم قطعی چلے جاؤ" جانی نے جواب دیا۔

"لیکن تمھارا کیا ہوگا؟" ہالینڈ نے پوچھا۔

جانی نے کہا میرے متعلق کچھ نہ سوچو، البتہ اس سلسلہ میں میرا بھی ایک کام کر دینا۔

ہالینڈ نے کہا، ضرور ضرور، بتاؤ وہ کیا کام ہے۔

جانی نے کہا، تمھیں کسی نہ کسی جگہ روپوش ہو جانا ضروری ہے، اس لئے کہ پولیس والے ہر طرف پھیلے ہوئے ہونگے بہتر ہو کہ تم میری بہن کے پاس چلے جاؤ جو ۴۵ سیڈکس کورٹ میں رہتی ہے۔ وہ تم کو اپنے یہاں اس وقت تک قیام کر لے دیگی جب تک کہ فضا درست نہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ اس سے بیان کر دینا جو کچھ میرے اوپر گذری ہے۔ اس سے یہ بھی کہہ دینا کہ اوبرائن نے فریب دے کر مجھ سے خط لکھوایا ورنہ وہ خیال کرے گی میں پیرس روانہ ہو چکا ہوں۔ اس سے پیپہ کا واقعہ بھی بتا دینا تاکہ اس کو خبیث شیطان شخص کا مکمل کردار بھی معلوم ہو جائے جس سے وہ شادی کرنے جارہی ہے۔

ہالینڈ نے کچھ پس و پیش کیا تو جانی نے پھر کہا "تمھاری بھی اس میں بہتری ہے"۔ کیونکہ روپیہ پیسہ سے مدد کرنے کے علاوہ وہ تم کو اس شہر سے باہر بھاگ جانے میں بھی مدد دے سکے گی۔

"بہتر ہے" برگشتہ خاطر ہو کر ہالینڈ نے کہا۔ "اگر میں صحیح سلامت وہاں تک پہنچ سکا تو تمھارا پیغام ضرور پہنچا دوں گا"۔

"ممکن ہے وہ کوئی ترکیب میرے لئے بھی اس مخمصہ سے نکالنے کی کر سکے کیونکہ اس کے وسائل لامحدود ہیں اور بڑی سوجھ بوجھ کی لڑکی ہے۔ مگر خیال رکھنا ہ کوئی تم کو دیکھ نہ پائے یہ بھی خیال رکھنا کہ لابی میں نائٹ کلرک موجود رہتا ہے۔ تم کو اس کے نزدیک ہی سے گذر کر اندر داخل ہونا ہے پوری احتیاط رکھنا کہ وہ تمھیں دیکھ نہ پائے۔ پھر کوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو کرسی پر پڑا ہوا تھا اس نے کہا۔ ذرا میرا پرس نکالنا۔"

ہالینڈ نے اس کے کوٹ کی اندرونی جیب سے پرس نکالا اور اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ پرس میں جانی کو اپنے نام آیا ہوا ایک پرانا لفافہ مل گیا۔

"کیا تمہارے پاس پنسل ہے؟" جانی نے ہالینڈ سے پوچھا۔

ہالینڈ نے اپنا فونٹین پن نکالکر اس کو دے دیا۔

جانی نے لفافے پر چند الفاظ لکھکر ہالینڈ کو دے دیا اور کہا "یہ میری بہن کو دے دینا۔ اس سے وہ سمجھ جائے گی کہ تم میرے ہی پاس سے آئے ہو۔"

ہالینڈ نے لفافہ لے کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔

جانی نے کہا "خدا کرے تمھاری مراد پوری ہو اور تم بعافیت میری بہن تک پہنچ جاؤ۔ اور ہاں سنو میں اس ریوالور کو اپنے ہی پاس رکھتا ہوں۔ کیونکہ اس کی مجھے تم سے زیادہ ضرورت ہے۔"

"اچھا خدا حافظ۔" ہالینڈ نے کہا۔ جو کہ اب جانے کے لئے سخت بےچین تھا۔ ساتھ ہی ساتھ جانی کو یہاں چھوڑ کر خود روانہ ہو جانے پر ذرا فکرمند بھی تھا۔ کیونکہ اگر پولیس نے اسکو، ایڈتس سے ملنے سے پہلے ہی گرفتار کر لیا، یا اگر جانی

کسی سے لڑتے وقت گولی سے مار ڈالا گیا تو نفے کا قتل اس کے سر یقینی تھوپ دیا جائیگا لیکن پھر بھی اس کو جانا پڑے گا۔ کیونکہ اس کو کسی نہ کسی طرح ایڈیس کو مطلع ہی کرنا ہے۔

" اگر تم کو جانا ہی ہے تو آؤ اور اس سے پہلے ہی روانا ہو جاؤ کہ لوگ اپنی چھتوں کی نگرانی شروع کر سکیں۔

ہالینڈ اس کے ساتھ برآمدہ میں آیا جہاں سرے پر ایک روشن دان نما کھڑکی چھت پر لگی تھی۔

" اسی سے ہو کر چلے جاؤ " دوشیزہ نے کہا " اس راہ سے جانا کچھ زیادہ دشوار نہیں ہے۔ یہاں سے سیدھے پیرا ماؤنٹ پکچر ہاؤس کو جانا کوئی خطرہ نہیں ہے صرف ذرا احتیاط رکھنا۔ میرا بھائی بھی جب کبھی کسی خطرہ میں مبتلا ہوتا تھا تو اسی راہ سے فرار ہوتا تھا۔ پکچر ہاؤس کی چھت سے ایک زینہ جاتا ہے جو سینما کے موٹر اسٹینڈ کے احاطہ میں ختم ہوتا ہے۔ اس احاطہ کی دیوار پار کر کے تم کو ایک گلی ملیگی جو تم کو لنکس اسٹریٹ پہنچا دیگی۔ اس کے بعد جیسا تم مناسب سمجھنا کرنا۔

" شکریہ " ہالینڈ نے چھچھورے پن سے کہا " میں تمہارا بہت مرہون منت ہوں۔ اگر میں ان مصائب سے نجات پا گیا تو کبھی تمہارے احسان کو نہ بھولونگا۔"

" میں شرط بدتی ہوں کہ تم ضرور مجھ کو بھول جاؤ گے۔ خیر خدا حافظ تم جاؤ۔ میں تمہارے ساتھی کی دیکھ بھال کرتی رہوں گی۔"

ہالینڈ نے بضد ہو کر کہا نہیں ڈارلنگ میں تمھیں کبھی بھول نہ سکوں گا۔

دوشیزہ اس کی طرف دیکھ کر کھلکھلا اٹھی اور بولی۔

"تم بڑے ہی معصوم معلوم ہوتے ہو۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے اپنے بازو اس کی گردن میں حمائل کر کے اپنے ہونٹ ہالینڈ کے لبوں پر پیوست کر دیئے۔ اور اس کو دھکا کر کہنے لگی۔ اب جاؤ میاں مجنوں۔ تم اپنا نہایت قیمتی وقت برباد کر رہے ہو۔"

اور ہالینڈ چھت میں لگے ہوئے روشن دان کے پاس گیا اور اس کو کھول کر لکڑی کے چوکھٹے میں لٹکا اور اپنے کو اوپر کھینچ لیا۔ جہاں چاروں طرف انتہائی تاریکی تھی۔ چند لمحے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اسنے نیچے نظر دوڑائی تو روز کا دھندلا سفید چہرہ دکھائی دیا جو نیچے سے ہاتھ ہلا کر اس کو خدا حافظ کہہ رہی تھی۔ چنانچہ کھڑکی کو بند کر کے آہستہ آہستہ اسے چھت پر رینگنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ اینٹوں کی بنی ہوئی چمنی کے پاس آ گیا۔

چمنی کے پاس پہنچ کر اس نے چھتوں کے محل وقوع کا جائزہ لینا شروع کیا۔ تو دور پر اس کو سینما میں لگے ہوئے رنگین روشنی کے ٹیوب نظر آئے جو کہ یہاں سے کافی فاصلہ پر تھے۔ نیچے اس کو آدمیوں کی بھاگ دوڑ، نیز شور و غل کی آوازیں سنائی دیں جن کو سن کر وہ کچھ گھبرایا مگر تھوڑی دیر اسی پریشانی کی حالت میں رہنے کے بعد اس نے بھاگنے کی فکر کرنا شروع کی۔

رات کی تاریکی میں اس کو سامنے چھتوں کا ایک جنگل نظر آ رہا تھا جن میں سے کچھ چپٹی، کچھ ڈھالو اور کچھ ناہموار تھیں۔ ایک سمت میں چلنے کا ارادہ

کرلے کے بعد اس نے قدم آہستہ آہستہ بڑھانا شروع کئے۔ چند گز چلنے
کے بعد وہ ایک چھ فٹ اونچی دیوار پر چڑھ گیا تاکہ دوسری چھت پر
پہنچ جائے۔ مگر یہ دیوار ایک پرنالے کے پاس ڈھالو ہوکر دوسری چھت
کی طرف اونچی ہونا شروع ہوگئی تھی۔

وہ اس دیوار پر چلتے ہوئے آدھی دور ہی پہنچا ہوگا کہ اس کا پیر پھسل
گیا اور پرنالے کی طرف گر پڑا جس سے کچھ آواز بھی پیدا ہوئی۔ اس
اچانک پھسل جانے سے سرد پسینہ کے قطرے اس کی پیشانی پر آگئے۔
مگر اٹھ کر اس نے دیوار کو دوبارہ پار کرنے کی کوشش کی۔ اور اب کی
بار چھت میں لگے ہوئے ہک میں اپنی انگلیاں پھنسا کر تھوڑی دیر تک
لٹکا رہا۔ پھر اپنے کو اوپر کھینچ کر بڑی احتیاط سے دیوار مذکور طے کرکے
دوسری چھت پر پہنچ گیا۔

ادر اس چھت پر سے گذر جانے کے بعد جب وہ نیچے کی طرف
دوسری چھت کو دیکھ رہا تھا تو اس نے اپنے داہنی طرف شور کی آواز سنی
اس شور کی آواز نے اسے اور بھی پریشان کر دیا، گھبرا کر وہ مڑا تو اسنے
دیکھا کہ گلی کے اس پار چھجے پر سے ایک مرد اور ایک عورت اس کی
طرف دیکھ رہے تھے۔ پہلے مرد نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ پھر زور سے
چلا اٹھا: "ارے وہاں چھت پر کوئی آدمی ہے"

بالینڈ کے پیر چھت کے سرے پر ڈگمگائے اور مارے ڈر کے
توازن بگڑ جانے سے دھماکے کے ساتھ نیچے جاگرا۔ لیکن فوراً ہی اس

درست کرتے ہوئے جب وہ دوبارہ اُٹھا تو نیچے گلی میں اس نے پولیس کی تیز سیٹیاں بجتے سنیں۔

ہالینڈ اُٹھ کر بھاگا یہاں تک کہ وہ ایک بارہ فٹ اونچی دیوار کے سامنے آکر رک گیا۔

نیچے کی طرف اس کو بھاگ دوڑ کی آوازیں برابر سنائی دے رہی تھیں اور عین اس چھت کے نیچے جس پر وہ تھا کوئی شخص ایک دروازہ کو زور سے پیٹ رہا تھا۔

وہ جلدی سے دیوار کے اوپر چڑھا جس پر ایک لوہے کی سیڑھی لگی تھی۔

"مار دو اسے۔ تم" ایک آواز آئی۔

ہالینڈ بالکل نہ رکا حالانکہ جلدی میں چڑھنے سے اس کے ہاتھوں اور گھٹنے میں خراشیں آگئی تھیں لیکن جب وہ دیوار پر پہنچ گیا تو ایک گولی دغی جو دیوار پر آکر لگی جس سے کچھ پلاسٹر ٹوٹ گیا اور اس کے ذرات بالکل اس کے چہرے کے پاس اُڑ کر آئے۔

پھر بھی تاریکی میں خاموشی سے دیوار پار کر کے وہ دوسری چھت پر اُتر گیا۔

"ان دونوں میں سے صرف ایک ہے" ایک آدمی چلایا۔ "وہ تمہاری داہنی طرف بڑھتا ہوا آ رہا ہے"

یہ سن کر ہالینڈ کا دل دھڑکنے لگا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ گلی کے اس پار پیچھے پکڑی ہوئی عورت اور مرد کے پاس ایک سپاہی بھی موجود ہے جس کو دیکھتے ہی ہالینڈ جھک گیا۔ کیونکہ سپاہی نے اس پر پیچھے سے گولی چلائی تھی جو قریب

ایک فٹ کی دوری سے اس کے سر کے پاس سے سنناتی ہوئی نکل گئی۔

اپنے کو بچانے کے لئے وہ سامنے بنی ہوئی چمنیوں کی ایک قطار کی طرف بڑھا۔ اس کے وہاں پہنچتے ہی سپاہی نے دوسری گولی چلائی جو بالکل غلط نشانہ پہ پڑی کیونکہ اس گولی کی سنسناہٹ بھی بالینڈ کو نہیں سنائی دی۔ وہ جلدی سے چمنیوں کی قطار کے پیچھے دبک گیا۔ اور وہ ایک منٹ رکا تا کہ اپنے چاروں طرف کا جائزہ لے سکے۔

سینما ہاؤس اب بھی بہت دور تھا۔ وہاں تک ان حالات میں صحیح و سلامت پہنچ جانا ناممکن نظر آرہا تھا۔ اب صرف ایک ہی ذریعہ سلامتی کا رہ گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح نیچے اتر کر اس مقام کی لاتعداد گلیوں کے جنگل میں سے چھپ چھپا کر خاموشی سے ایکبار نو دو گیارہ ہو جائے۔

عین اسی وقت اس نے اپنی پشت پر کچھ آوازیں سنی۔ تو جھانک کر چمنیوں کی قطار میں سے دیکھا، دور پر چار سائے اپنی طرف بڑھتے نظر آئے۔ لیکن اب بھی وہ اس سے چار چھتوں کے بعد تھے۔

جلدی سے وہ اپنی جائے پناہ میں بھاگ کر ایک برابر بنی ہوئی چھت پہ آیا۔ جہاں پر خوش قسمتی سے ایک سیڑھی نچلی چھت تک بنی ہوئی تھی۔ اسی سیڑھی سے وہ نیچے کی چھت پر اتر گیا۔

"جیک کیا تم کو وہ دکھائی پڑ رہا ہے؟" ایک گرجدار آواز پیدا ہوئی۔

"نہیں پیچھے پر کھڑے ہوئے سپاہی نے بلند آواز میں جواب دیا" مگر تم داہنی طرف بڑھو۔ کیونکہ وہ چمنیوں کی قطار کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔

اس جگہ تھوڑی ہی دور پر اس کو روشن دان کی کھڑکی نظر آئی جس کو دو ڑکر اس نے کھولا اور جھک کر نیچے کی طرف تاریکی میں دیکھنا شروع کیا کہ یہ کھڑا کس جگہ ہے اور آیا وہاں کوئی موجود ہے یا نہیں۔ مگر جب تعاقب کرنے والی آوازیں قریب تر آنے لگیں، تو وہ اندر کود گیا۔

ذرا ہوش و حواس قائم ہونے کے بعد اس نے گولی چلتے ہوئے سنی اور اسکے فوری بعد تین اور جوابی گولیاں چلیں۔ مگر وہ کسی بڑے بور کے اسلحوں سے چلائی گئی تھیں۔ ساتھ ہی ساتھ ایک کراہ کی آواز آئی اور پھر گولیاں دغنے لگیں۔ ان کو ایسا معلوم ہوا گویا پولیس والے ایک دوسرے پر شبہ میں گولیاں چلا رہے ہیں۔

وہ ہانپتا اور سہما ہوا، دیوار سے ٹیک لگائے ان تمام آوازوں کو سنا کیا۔

"بڑی چمنی کے پاس دونو ہیں" ایک پرشور آواز آئی "مجھ کو دونوں صاف نظر آ رہے ہیں"

ایک دفعہ پھر بڑے بور کی گولی چلی۔

نڈھال و خستہ جان ہالینڈ نے پریشاں حالی و سراسیگی میں جیب سے دیا سلائی نکال کر جلائی۔ تو معلوم ہوا کہ یہ ایک اوپری منزل کا سب سے بالائی حصہ ہے جہاں پرانے دنا کارہ اسباب و کوڑا کباڑ کا انبار رکھا ہوا ہے۔ وہ ساتھ لگے ہوئے دروازہ کی طرف لپکا اور کھول کر خاموشی سے گربہ قدم برآمدہ میں چلنے لگا۔

(۳)

نکس اور سالی منہ اٹھائے مونمکے روشندان کی طرف بڑھنے لگے دراں حالیکہ تختوں سے گذرنے میں وہ کئی جگہ نیچے گرتے گرتے بچے۔ لیکن ایک دفعہ قدم

بڑھانے کے بعد یہ لوگ ہار ماننے والے نہ تھے۔ چنانچہ ہر طرح کی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے یہ دونوں برابر آگے بڑھتے گئے۔

یہاں تک کہ ایک مقام پر سالی نے اچانک ٹکس کا بازو پکڑ کر کھینچا۔

"ذرا ادھر دیکھو" اس نے چپکے سے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ٹکس نے اس طرف اندھیرے میں دیکھنا شروع کیا۔ پہلے چند سکنڈ تک تو اس کو کچھ نظر نہیں آیا۔ مگر بعد کو اس کو ایسا معلوم ہوا گویا سامنے کوئی حرکت کر رہا ہے۔

"وہاں چھت پر کوئی موجود ہے" سالی نے چپکے سے اس کے کان میں کہا۔

ٹکس کا ہاتھ پشت کی طرف گیا اور ایک ۴۵ بور کا ریوالور لئے ہوئے نکلا۔ دونوں خاموشی سے لیٹ گئے اور تاکا کئے۔

ان کے سامنے کا متحرک سایہ ڈھالو چھت پر چڑھتا نظر آیا لیکن تھوڑا ہی فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ پھسل پڑا۔

"میرا خیال ہے یہ جانی ہے" سالی نے چپکے سے کہا۔

"جانی زخمی ہو چکا ہے۔ یہ دوسرا شخص ہے" ٹکس نے جواب دیا۔

"جانے دو اس کو جہنم میں۔ مجھ کو صرف جانی درکار ہے"

ان دونوں نے پھر اس شکل کو چھت پر چڑھتے اور پھسلتے دیکھا اور اسکے بعد کسی شخص کے پکارنے کی آواز آئی۔

نکس نے جھلا کر کہا یہ پولیس یہاں تھوڑی ہی دیر میں آنے والی ہے اس لئے آؤ جلدی بڑھیں۔ کیونکہ مجھ کو بہر قیمت جانی سے نپٹنا ہے۔"

نکس نے جھک کر جلدی سے چھت پار کی اور اگلی چھت پر پہنچ کر لیٹ گیا سالی بھی وہیں اس کے پاس لیٹ گیا۔

عین اسی وقت گولی چلنے کی آواز پیدا ہوئی۔

نکس کو چار چھتوں کے اس پار روزن کا روشندان صاف نظر آنے لگا۔

"پولیس" سالی بڑبڑایا۔ اور جلدی سے ایک چمنی کی آڑ میں ہو گیا۔

نکس پہلے کچھ رکا لیکن بعد میں سالی کی دیکھا دیکھی وہ بھی ایک چمنی کی آڑ میں ہو گیا۔

چمنی کی پشت سے جھانک کر اس نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ چار پولیس کے سپاہی ایک قریبی روشندان سے اوپر چڑھ رہے تھے جو چھت پر آجانے کے بعد بڑی احتیاط سے ان کی طرف بڑھنے لگے۔

"ارے یہ لوگ تو بالکل ہم لوگوں کی طرف ہی بڑھتے چلے آرہے ہیں" نکس نے مضطرب ہو کر کہا۔

سالی نے اپنی جیب سے ۳۸ بور کا پستول نکالا۔

"دیکھو" نکس نے کہا "قبل اس کے کہ وہ لوگ ہم پر حملہ آور ہوں، ہم خود ان پر حملہ کئے دیتے ہیں۔ میں داہنی طرف والے کو ختم کئے دیتا ہوں اور تم بائیں طرف والے کو۔

دونوں نے گولیاں چلائیں۔

جس سے دو سپاہی فوراً ہلاک ہو گئے۔ باقی دو سپاہیوں نے جھٹ ترلیٹ کر گولیاں چلانا شروع کر دیں۔

چھجہ پر کھڑا ہوا سپاہی زور سے چلایا۔

"ارے کمبخو! قطار کے پیچھے دونوں ہیں۔ مجھ کو یہاں سے بالکل صاف نظر آ رہے ہیں"

ٹکس نے پلٹ کر اپنے ریوالور سے نشانہ لیا اور گولی چلائی۔

جس سے چھجہ پر کھڑا ہوا سپاہی لڑکھڑایا اور چھجہ پر لگے ہوئے جنگلے سے پھسل کر نیچے گلی میں گر پڑا۔

ٹکس کے بازو میں ایک گولی لگی جس سے اتنی تکلیف اس کو محسوس ہوئی کہ ناقابل برداشت ہوگئی اور فوراً ہی ایک گولی پھر چلی جو اس کی کلائی پر لگی جس کے سبب اس نے ریوالور رکھ کر اپنی کلائی پکڑ لی۔ یہ دیکھ کر سالی نے بڑی احتیاط سے گولی چلائی جس سے لیٹے ہوئے دو سپاہیوں میں سے ایک الٹ کر تڑپنے لگا

"دوسرے کو بھی لینا" ٹکس نے بائیں ہاتھ میں اپنا ریوالور پکڑتے ہوئے کہا۔

چنانچہ سالی اور بچے ہوئے ایک سپاہی نے ایک دوسرے پر گولیاں چلائیں سپاہی اچھلا اور دو تین قدم بڑھنے کے بعد ڈگمگایا اور گر کر ٹھنڈا ہو گیا۔

ٹکس نے سالی کو بھی پلٹتے اور لڑ کھڑاتے دیکھا۔ کیونکہ سپاہی کی ایک گولی اس کے پیٹ پر لگی تھی۔ ایک کرب ناک چیخ کے بعد اس کا پستول ہاتھ سے گر پڑا اور وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔

ٹکس نے یہ معلوم کئے بغیر کہ سالی میں جان باقی ہے یا نہیں بڑھنا شروع کیا۔ کیونکہ اس کو جلد سے جلد جانی کا کام تمام کرنا تھا اس کے زخموں سے خون برابر نکلے جارہا تھا اس لئے لحظہ بہ لحظہ اسکا کام مشکل تر ہوتا جارہا تھا، اس وجہ سے اس نے اپنے ساتھی کی کوئی پرواہ نہ کرکے منزل مقصود کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ اس کا داہنا ہاتھ ناکارہ ہوکر لٹک گیا تھا۔ پیروں پر بھی اسے پورا اختیار حاصل نہ تھا اس لئے ایک جگہ لڑکھڑا کر گر پڑا اور تھوڑی دیر تک بے حس پڑے رہنے کے بعد جب اسکو اپنی بے ہوشی پر قابو حاصل ہوگیا تو اٹھا اور روز کے روشن دان کی طرف دیکھنے لگا۔ عین اسی وقت ایک سپاہی نے اس کے قریب آکر کہا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ"

ٹکس نے فوراً پلٹ کر پہلو سے گولی چلائی۔ سپاہی ڈگمگایا مگر گرتے گرتے بائیں ٹانگ سے سنبھل کر اس نے بھی ٹکس کے گولی ماردی۔ جو ٹکس کے پیٹ میں لگی جس سے وہ لڑکھڑا گیا۔ مگر پھر بھی اس نے ایک اور گولی سپاہی کے ماری۔ جس سے وہ منہ کے بل چھت پر گر پڑا۔ ٹکس ایک قدم پیچھے ہٹا، لیکن اسکے قدم کانپ اٹھے اور وہ لڑکھڑا کر روشن دان کی کھڑکی سے نیچے گر پڑا۔

—————(۴)—————

جانی اور روز گولیوں کے چلنے کی آوازوں کو سن رہے تھے۔

روز جس کا چہرہ مارے ڈر کے سفید ہورہا تھا اور جس کی آنکھیں مارے خوف کے کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں، دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی تھیں جانی بستر پر سرہانے کی طرف۔ میٹھا پستول کو پکڑے ہوئے مضطرب و

سراسیمہ نظر آرہا تھا۔

"اس کو جانے نہ دینا چاہیئے تھا۔" رونر نے بے چین ہوکر کہا۔ "یہ میری غلطی تھی کہ میں نے اسکو جانے دیا۔ بیچارہ ہلاک کردیا جائیگا۔"

"ذرا چپ رہو۔" جانی نے کہا "مجھ کو سننے دو۔"

چھتوں پر اور زیادہ گولیاں چلنے لگیں۔

"مجھ کو نہیں معلوم تھا کہ اس کے پاس ریوالور ہے" جانی بڑبڑایا۔ "دیکھو وہ کس طرح پولیس والوں پر فائر کررہا ہے۔"

لڑکی نے کہا "لیکن ذرا سنو تو۔ دو قسم کے اسلحوں سے جو کہ دو مختلف بور کے ہیں گولیاں چلائی جارہی ہیں۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ واقعی دو مختلف قسم کی آوازیں پیدا ہورہی ہیں۔"

دو قسم کی گولیوں کی آواز سن کر جانی کو اچانک ٹکس اور رسالی کا خیال آیا۔ کہیں وہ دونوں چھت پر تو نہیں پہنچ گئے؟ کہیں ان دونوں کو اس کے روپوش ہونے کی جگہ کا علم تو نہیں ہوگیا؟ ہوسکتا ہے اس کو تلاش کرتے ہوئے وہ چھت پر آگئے ہوں اور آتے ہی پولیس سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اس خیال کے آتے ہی وہ بستر سے اتر کر کھڑا ہوگیا۔ اور بولا۔

"مجھ کو بہرصورت یہاں سے فوراً چلا جانا چاہیئے۔"

لیکن باہر گلی کے شوروغل سے معلوم ہوتا ہے کہ پولیس والے عین ہمارے ہی دروازے پر موجود ہیں، ایسی حالت میں تم کیسے نکل سکتے ہو۔

اسی وقت ایک آواز یہ کہتی سنائی دی "کچھ اور آدمیوں کو اوپر بھیجو۔ ارے

تم لوگ یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو۔ کیوں نہیں تم میں سے کچھ اوپر جاتے۔"

اب اور زیادہ فائرنگ کی آوازیں عین ان کے سروں پر سنائی دینے لگیں۔

چنانچہ روز سہم کر ایک کونے میں کھڑی ہو گئی اور جانی دروازہ کی طرف لپکا۔

"ارے کیا حماقت کر رہے ہو" روز چلائی "یہاں ہو وہیں کھڑے رہو۔"

اچانک شیشوں کے ٹوٹنے کی ایک بھیانک آواز ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ دروازہ کے باہر بڑے دھماکے کے ساتھ کوئی وزنی چیز آ کر گری۔

جانی فوراً پلٹا لیکن پیر دل میں رعشہ پیدا ہو جانے کے باعث فرش پہ بیٹھ گیا۔

"یہ کیا چیز گری؟" روز نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی اندر آ گیا ہے" جانی نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "روشنی گل کر دو۔"

روز لیمپ کے پاس گئی اور بتی گرا کر پھونک دی جس کے بعد کمرے میں قبر کی سی تاریکی ہو گئی۔ وہ جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی رہ گئی۔ کیونکہ اس نے کسی چیز کو آہستہ آہستہ باہر اس طرح گھسٹتے ہوئے سنا جیسے کہ کوئی برآمدہ میں گھٹنوں کے بل رینگ رہا ہو۔ اس کا دل مارے خوف کے اچھلنے لگا۔

"دروازہ مقفل کر دو۔" جانی نے ہانپتے ہوئے کہا۔

روز دروازہ کی طرف جھپٹی لیکن جیسے ہی وہ کنجی کو گھما کر قفل بند کرنے لگی اس نے دروازہ کھلتے محسوس کیا جس سے اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔

لیکن پھر بھی اس نے اپنی پوری قوت دروازہ کو بند رکھنے میں لگا دی مگر وہ جتنا کھلا تھا اتنا ہی کھلا رہ گیا۔ اس لئے روز نے جھک کر ٹٹولنا چاہا کہ ایک

ٹکس کی یخ بستہ انگلیاں اس کی کلائی میں پیوست ہو کر سخت سے سخت تر ہو گئیں اور اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ نکل گئی۔ اپنے کو اس آہنی گرفت سے چھڑانے کی سخت کوشش کی۔ مگر گرفت کسی صورت سے بھی ڈھیلی نہ ہو پائی۔

روز کی جگر خراش آواز سن کر جانی نے ہاتھ اور پاؤں کے بل بڑھنے کی کوشش کی لیکن کمزوری کے باعث آگے نہ بڑھ سکا۔ جہاں تھا وہیں دبک کر رہ گیا۔ اور سرد پسینہ اس کے چہرہ پر نمودار ہو گیا۔

روز نے محسوس کیا کہ دروازہ اور زیادہ کھلتا جا رہا ہے اس لئے اس نے اپنے بائیں ہاتھ سے نیچے کی طرف گھونسا مارا تو مٹھی ٹکس کے چہرہ پر لگی اور اس نے ایک گالی دے کر روز کو اس طرح کھینچا کہ وہ اس پر گر پڑی۔ لیکن پھر اس نے ایک بھرپور مکا ٹکس کے رسید کیا۔

ٹکس نے روز کو چھوڑ دیا تھا اس لئے روز پوری قوت سے مسلسل اسے مکے رسید کرتی رہی اس لئے ٹکس نے اس کی نازک گردن اپنے ایک ہاتھ سے پکڑ کر دبانا شروع کی۔ روز اپنے تیز ناخنوں سے اسکا منہ نوچنے لگی اور اس طرح ٹکس کی ایک آنکھ بھی مجروح ہو گئی لیکن اس کے بعد ٹکس نے مشتعل ہو کر اپنی قوت سے روز کی گردن دبا دی کہ کمزور و ناتواں لڑکی نے تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔ اسکے بعد ٹکس نے اپنی جیب سے پستول نکالا اور سوچنے لگا کہ واللہ اعلم جانی کس کمرے میں ہے

دوسری طرف جانی اندھیرے میں سہما ہوا فرش پر پڑا، ان آوازوں کو سنا کیا۔

اب وہ ٹکس کے تنفس کو سن سکتا تھا۔ اس کو بخوبی علم ہو گیا کہ ٹکس اور اس میں

اب صرف چند فٹ کا فاصلہ رہ گیا ہے لیکن وہ گولی چلاتے ہچکچا رہا تھا کہ مبادا نشانہ خطا ہو جائے اور ٹکس اس کے ریوالور کے شعلہ سے اس کی موجودگی اور مقام کا پتہ پاکر خود اسے ہی نشانہ بنا دے۔

"جانی کیا تم یہیں ہو؟" ٹکس نے اپنے ۴۵ بور کے پستول کو سامنے کرتے ہوئے دھیرے سے پوچھا۔ اور کان لگا کر معمولی سے معمولی آواز بھی سننے کے لئے تیار ہو گیا۔

جانی دم بخود رہ گیا۔ سرد پسینہ کے قطرے پیشانی سے بہہ کر آنکھوں میں آگئے اس کا دل اتنے زور سے دھڑکنے لگا کہ اس پر غشی سی طاری ہونے لگی۔

عین اسی وقت کمرے کے باہر برآمدے میں ایک بھاری قدم کی آواز آئی اور پھر ایسا محسوس ہوا جیسے کہ کئی آدمی چل رہے ہوں جس سے اس کو یقین ہو گیا کہ پولیس مکان میں داخل ہو چکی ہے۔

پولیس ان حالات میں کیا کارروائی کرتی ہے، اس کو بخوبی معلوم تھا وہ بلا پس و پیش دروازہ کھول کر بے تحاشا گولیاں چلانا شروع کر دیں گے جس سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکے گا، اس لئے اب اس سے صبر نہ ہو سکا۔

"باہر ہی رہنا" اس نے بیتاب ہو کر کہا "گولی نہ چلانا۔

اسی وقت ٹکس نے آواز کی شست لگا کر اپنا ۴۵ بور کا پستول چلا دیا۔ گولی جانی کی پیشانی لگی اور وہ ڈھیر ہو گیا۔

اسی وقت دروازہ کھلا اور سٹین گن کی بے شمار گولیوں نے ٹکس کے سینے کو چھلنی کر دیا۔

دسواں باب

(۱)

ہالینڈ تاریک برآمدہ میں جہاں ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا خاموش کھڑا ہوا سنتا رہا۔ اس کے اوپر صرف تیز چلنے والی گولیوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن جس مکان میں وہ اس وقت موجود تھا وہاں بالکل خاموشی چھائی تھی۔

انتہائی خاموشی کے ساتھ زینے کی طرف بڑھ کر، جنگلہ کو پکڑے ہوئے اس نے نیچے اترنا شروع کیا اور آخری سیڑھی پر پہنچ کر اس نے دیا سلائی روشن کر کے دیکھا کہ وہ کہاں ہے اور یہاں سے اب وہ کس طرف کو جا سکتا ہے۔ سامنے ہی صدر دروازہ تھا جو سڑک پر کھلتا تھا۔ آہستہ سے شکنی کھول کر وہ بڑی احتیاط سے باہر نکل گیا۔ چھت پر ابتک فائرنگ ہو رہی تھی۔ گلی کے نکڑ پر پہنچ کر اس نے سڑک کا جائزہ لیا۔ سڑک بالکل سنسان پڑی تھی۔

اس لئے وہ مکانات کے چھجوں و کھڑکیوں کے نیچے دبکا ہوا تیزی سے اس سڑک سے گذر کر بڑی شاہراہ کے قریب آگیا، عین اسی وقت ایک پولیس کار تیزی سے اسکی طرف آتی نظر آئی، اس جگہ چھپنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی اسلئے وہ آگے بڑھتا گیا۔ کار اسکے قریب تر آگئی۔ اور اسکا دل جیسے ڈوبنے لگا —— لیکن خیریت ہوئی کہ کار آگے نکل گئی۔ پولیس کے سپاہیوں نے جو کار میں بیٹھے تھے اسکی طرف کوئی توجہ نہ کی۔

اور جب موٹر ٹرک کے نکڑ پر جاکر رکا تو چاروں سپاہی کود کر تیزی سے ایک گلی میں گھس گئے۔

اور ہالینڈ اسی طرح جیبوں کے پیچھے چھپا چھپاتا ہوا لڑکیوں کی آڑ لیتا ہوا شاہراہ تک چلا گیا۔ اور چوراہے پر پہنچ کر آگے بڑھنے سے پہلے جہاں اب کوئی آڑ کی جگہ نہ تھی رک کر چاروں طرف دیکھنے لگا تھوڑی ہی دور پر پولیس ایک قطار باندھے ہوئے اس مجمع کو آگے بڑھنے سے روک رہی تھی جو حیران و ششدر لب ساحل کسی چیز کو دیکھ رہا تھا۔

ہالینڈ فوراً رک کر واپس ہوا۔

اور داہنی طرف دو عمارتوں کے بیچ سے گذرتی ہوئی ایک گلی میں داخل ہو گیا، جو نکڑ پر جاکر شاہراہ کے بالکل متوازی چلی گئی تھی۔ اسی گلی میں لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے باغیچوں کی دیواروں کو پھاندتا اور مکانات کے عقبی حصوں کی آڑ لیتا ہوا، مجمع اور پولیس کی قطار کے بہت پیچھے، شاہراہ پر جا نکلا۔

اس کی دلی تمنا تھی کہ جلد سے جلد کسی ٹیلیفون بوتھ تک پہنچ جائے تاکہ کل حالات کی اطلاع ایڈمس کو دے سکے۔ چند ہی قدم پر اس کو ایک ڈرگ اسٹور نظر آیا جہاں روشنی ہو رہی تھی۔ قدم بڑھاکر وہ وہاں پہنچ گیا۔

ڈرگ اسٹور میں اس وقت کوئی گاہک موجود نہ تھا۔ سفید کوٹ پہنے ہوئے ایک کلرک کھڑکی سے دور مجمع اور پولیس کی قطار کو دیکھ رہا تھا۔ اور اتنا محو تھا کہ اس نے ہالینڈ کو اسٹور میں داخل ہوتے اور ٹیلیفون بوتھ کا پٹ بھیڑتے بھی نہیں دیکھا۔

ہالینڈ نے پولیس ہیڈکوارٹر کو فون کرنے کے لئے ریسیور اٹھایا۔

"لفٹننٹ اینڈس" اس نے کنکشن مل جانے کے بعد پوچھا۔

"لفٹننٹ صاحب موجود نہیں ہیں" جواب ملا "لیکن آپ کون صاحب ہیں؟"

"مجھے ان سے ایک نجی گفتگو کرنا ہے" ہالینڈ نے کہا "کیا آپ مہربانی کر کے مجھکو ان کے مکان کا فون نمبر بتا دیں گے؟"

"ٹیلیفون ڈائرکٹری میں تلاش کر لیجئے" دوسری طرف سے جواب آیا اور کنکشن کاٹ دیا گیا۔

ہالینڈ نے میز پر رکھی ہوئی ڈائرکٹری کے ورق، اینڈس کے مکان کا فون نمبر معلوم کرنے کے لئے الٹنا شروع کر دیئے۔ اور نمبر معلوم ہو جانے کے بعد فون کیا تو آپریٹر نے کچھ جلدی سے کہہ کر کنکشن کاٹ دیا۔

ریسیور رکھنے کے بعد ہالینڈ نے سوچا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ قیاساً اینڈس کا لب ساحل پولیس کی کارروائی میں نگرانی کرتے ہونا بھی اغلب تھا لیکن وہاں جاکر اس سے ملنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ فوراً ہی اسے یاد آیا کہ اس نے جانی سے اس کی بہن سے ملنے کا بھی وعدہ کر لیا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ جائے پناہ اس کے لئے ایسی ہوگی کہ وہ وہاں سے اینڈس کو فون کے ذریعہ اپنی اطلاعات بھی بہم پہنچا سکے گا۔ یہ سوچتے ہی وہ میڈکس کورٹ کی طرف روانہ ہونے کے لئے تیار ہو گیا لیکن روانگی سے قبل ہی اس نے پھر ٹیلیفون پولیس ہیڈکوارٹر سے ملا کر کہا کہ اینڈس جب بھی آئیں ان سے یہ پیغام کہہ دیا جائے کہ جو صاحب اسکے مکان پر مقیم تھے وہ اسوقت ۵ نمبر میڈکس کورٹ میں موجود ہیں "بہت خوب" کہکر سارجنٹ نے ٹیلیفون کاٹ دیا اور ہالینڈ دوکان سے نکل کر تقریباً

تیس گھنٹے

دس منٹ میں سیڈکس کورٹ پہنچ گیا۔

کئی دفعہ ہالینڈ سڑک پر ادھر اُدھر کترا کر عجیب شش و پنج کی حالت میں عمارت مذکور کی بلند برساتی میں داخل ہوا۔

نائٹ کلرک کے بارے میں جانی کی تنبیہہ اسکو اچھی طرح یاد تھی۔ وسیع ہال میں گھوٹ کے کھلنے بند ہونے والے دروازہ سے اس نے جھانک کر دیکھا تو کلرک نظر نہ آیا۔ مگر استقبالیہ کمرے کے پیچھے کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھلا نظر آیا، جس سے اس نے اندازہ لگایا کہ کلرک اندرونی دفتر میں گیا ہوا ہے چنانچہ خاموشی سے گھومنے والے دروازہ سے داخل ہو کر ہال میں آیا اور تیزی سے کر بہ قدم گذر کر زینہ پر چڑھنے لگا۔

سیڑھیاں چڑھنے اور گلنڈا کی رہائش گاہ تک پہنچنے میں اسے کئی منٹ لگ گئے اور جب وہ اس کے صدر دروازہ پر پہنچا تو گھڑی میں ایک بجنے میں بیس منٹ باقی تھے۔ ایسے ناوقت گلنڈا کو بلانا اس کے خیال سے مناسب نہ تھا یقیناً یہ اسکے سونے کا وقت تھا، پھر یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں وہ نائٹ کلرک کو مطلع نہ کر دے کہ کیوں مجھے ایسے ناوقت آنے دیا گیا ـــــ لیکن گلنڈا سے ملنا بھی ضروری تھا، اسلئے خطرات کے باوجود اس نے دروازہ پر لگی ہوئی گھنٹی کا بٹن دبایا۔ ایک ذرا دیر توقف کے بعد اس نے دروازہ کے عقب میں کچھ آہٹ سنی اور پھر ذرا ہی دیر بعد کسی لڑکی نے تیزی سے پوچھا "کون ہے؟"

ہالینڈ نے کہا "میں آپ کے بھائی کے پاس سے ایک پیغام لایا ہوں" اور جانی کے دیئے ہوئے لفافہ کو جیب سے نکال کر اس نے دروازہ کے نیچے، وہاں سے اندر کھسکا دیا۔

ذرا دیر سکوت کے بعد دروازہ کھلا، تو اس کو سامنے وہی دراز قد نازک اندام دوشیزہ نظر آئی جس کو وہ بلیو روز نائٹ کلب میں دیکھ چکا تھا، وہ چکیدار سلک کی ہلکی گلابی قمیص اور سیاہ ریشمی پائجامہ پہنے ہوئے تھی۔ اسکی بڑی بڑی زمردیں آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی تھی لیکن چہرہ کچھ اترا ہوا اور زرد نظر آ رہا تھا۔

"کیا بات ہے؟" دوشیزہ نے کہا "جانی خیریت سے تو ہے؟"

ہالینڈ نے کہا "جانی اس وقت سخت مشکلات میں گھرا ہوا ہے اس نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ سے جا کر ملوں اور کل روداد آپ کو سنا دوں۔

ہالینڈ کو یقین نہ ہو سکا تھا کہ گلڈا نے اسے پہچان لیا ہے یا نہیں اسلئے اسے دیکھکر اس کے چہرے پر کوئی تغیر نہ پیدا ہوا تھا۔

گلڈا نے کہا "آپ اندر آ جائیں"۔

ہالینڈ اس کے ساتھ ایک پُرتکلف و مزین کمرہ نشست میں آ گیا۔

"بیٹھ جائیے" لڑکی نے کہا "اور بتائیے کیا معاملہ ہے؟"

ہالینڈ نے کہا "پولیس آپ کے بھائی کی تلاش میں ہے کیونکہ اس نے ایک پولیس مین کو گولی مار دی ہے" ہالینڈ نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا پولیس مین کو گولی مار دی؟" گلڈا نے جس کا چہرہ اتر چکا تھا گھبرا کر پوچھا "کہیں وہ مر تو نہیں گیا؟"

ہالینڈ نے کہا "مجھ کو معلوم نہیں۔ لیکن آپ کا بھائی ضرور مجروح ہو گیا ہے۔ اسکے بازو میں گولی لگی ہے"۔

گلڈا نے بےچین ہو کر کہا "خدا کے لئے مجھے سارے واقعات ذرا تفصیل سے بتا دیجئے

ہالینڈ نے کہا "میں آپ کو کل واقعات بتانے کی کوشش کرتا ہوں۔ بلکہ بہتر ہوگا اگر میں بالکل ابتداء سے تفصیل کے ساتھ بیان کروں!"

گلڈا نے مبہوت ہو کر اس کی طرف دیکھا اور کہا "آپ نے ابھی کہا تھا کہ میرے بھائی نے ایک پولیس مین کو شوٹ کیا اور خود بھی مجروح ہو گیا۔ مگر یہ سب واقعات کب اور کہاں ہوئے؟"

"چند گھنٹے پیشتر!"

"اچھا۔ میں سمجھی" لڑکی نے مڑے ہوئے لفافہ کی طرف دیکھا جو جانی نے ہالینڈ کو دیا تھا اور پوچھا "لیکن آپ کو یہ لفافہ کیسے ملا؟"

ہالینڈ نے کہا "آپ کے بھائی نے مجھ کو اس غرض سے دیا تھا تاکہ آپ باور کر سکیں کہ میں جانی سے مل کر آ رہا ہوں۔"

گلڈا نے کہا "اس میں صرف آپ کی مدد کرنے کے بارے میں تحریر ہے اس نے اپنے مجروح ہو جانے کا ذکر تو اس میں نہیں کیا۔"

ہالینڈ نے کہا "چونکہ اسکا بازو زخمی تھا اسلئے وہ زیادہ کچھ لکھ نہ سکتا تھا اسلئے ممکن ہے اس نے نہ لکھا ہو۔"

گلڈا نے جس کی آنکھوں میں غصہ اور شک و شبہات کے جذبات بھرے ہوئے تھے ہالینڈ کی دلی کیفیات معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اسے گھورنا شروع کیا اور پھر کہا "کیا آپ کو یہ معلوم کر کے تعجب نہ ہوگا کہ اس وقت میرا بھائی ہوائی جہاز سے پیرس جا رہا ہوگا؟"

ہالینڈ نے کہا "غلط ہے۔ وہ پیرس نہیں گئے ہیں۔ بلکہ یہ صرف آپ کو بیوقوف

بنانے کی ترکیب بھی کیونکہ اوبری ین نے آپ کے بھائی کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اس لئے جانی کو مجبور کیا تا کہ وہ آپ کو ایک ایسی تحریر لکھیں جس سے آپ کو یقین ہو جائے کہ وہ پیرس روانہ ہو چکے ہیں۔"

"گویا جتنی باتیں معلوم ہوتی جا رہی ہیں اتنے ہی زیادہ معاملات الجھتے جا رہے ہیں" گلڈا نے میز کے ایک خانہ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔" آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ مسٹر اوبری ین نے جانی کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا؟"

"میں جانتا ہوں کہ یہ خلاف توقع بات ہے" گلڈا کے مشکوک ہو جانے پر ہالینڈ نے پریشان ہو کر کہا۔ لیکن اگر میں آپ کو شروع سے مکمل واقعات بتا دیتا تو....."

"ان واقعات کو بتانے کی اب چنداں ضرورت نہیں ہے" دوشیزہ نے میز کے دراز کو جھٹکے سے کھولتے ہوئے کہا اور پھر وہ ہالینڈ کی طرف گھومی تو اس کے ہاتھ میں ایک طپنچہ تھا جس کو وہ ہالینڈ کی طرف تانے ہوئے تھی" ذرا سی بھی جنبش کرنا تم جھوٹے ہو۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں تم کون ہو۔ تم وہی شخص ہو جس کی پولیس کو تلاش ہے تم ہی نے کارسن کو قتل کیا تھا۔

(۲)

جس وقت اوبری ین اپنے کمرہ نشست میں داخل ہوا تو ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔

"جاؤ دیکھو کون فون کر رہا ہے" اس نے نوکر سے مضطرب ہو کر کہا اور خود شراب کی الماری کے پاس جا کر وسکی کی بوتل نکالنے لگا۔

نوکر نے رسیور اٹھا کر کان میں لگایا اور کچھ سننے کے بعد واپس نکال کر اوبری ین

کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔" پولیس کپتان نے فون کیا ہے۔ کیا آپ ان سے گفتگو کرنا پسند کریں گے۔؟"

ادبری ین نے وہسکی انڈیل لی تھی اس لئے ایک گھونٹ اتارنے کے بعد فون کا رسیور لے کر بولا۔" کہو کیا معاملہ ہے؟"

" ابھی ابھی ایک بڑی حیرت انگیز اطلاع آئی ہے جو تعجب خیز بھی ہے اور افسوسناک بھی۔" موٹلے نے بمشکل اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے کہا۔" اور وہ خبر یہ ہے کہ جانی ٹوڈورین کو گولی مار دی گئی۔"

ان الفاظ کو سن کر ادبری ین کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور چہرہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ چنانچہ تیز لہجہ میں اس نے کہا۔

" تم کیا بک رہے ہو؟"

موٹلے نے کہا میں ٹھیک ہی کہہ رہا ہوں، کچھ دیر قبل جانی کو ہالینڈ کے ساتھ دیکھا گیا تھا اور جب پولیس نے ہالینڈ سے باز پرس شروع کی تو جانی نے پولیس مین کو گولی مار دی ـــــــ لیکن آخرکار وہ پولیس کے نرغے میں آگیا، پولیس نے سارے محلے کا محاصرہ کر لیا اور جب پولیس کے سپاہی چھتوں پر پہنچ گئے، وہاں ٹکس اور رسالی بھی گولیاں چلا رہے تھے۔

یہ سنتے ہی ادبری ین کی حالت غیر ہونے لگی ٹیلیفون کا رسیور اسکے ہاتھ سے گرنے لگا، لیکن بمشکل تمام اس نے اسے سنبھالتے ہوئے پوچھا " یہ تم کیا کہہ رہے ہو موٹلے۔ ٹکس اور رسالی وہاں کیا کر رہے تھے۔

موٹلے نے کہا میں نے بتایا نا کہ وہ بھی فائرنگ کر رہے تھے متعدد پولیس مین

ان کی گردیں سے زخمی ہو گئے ہیں ___ ہمارے آدمی جب تک جانی تک پہنچیں، ٹکس نے اسے ہلاک کر دیا تھا ___ بعد میں ہمارے سپاہیوں نے شین گن سے ٹکس کا سینہ چھلنی کر دیا۔

ادبری ین کا سارا جسم مارے حیرت و استعجاب کے سرد پڑ گیا۔ اسے سب سے زیادہ یہ فکر تھی کہ یہ خبریں جب گلڈا پڑھے گی تو وہ کیا سوچے گی، اس لئے یہ ضروری ہو گیا کہ وہ اسی وقت گلڈا کے پاس جا کر کوئی ایسا حیلہ تراشے کہ وہ مطمئن ہو جائے۔

ٹیلیفون پر موٹلے سے اس نے کہا " تم لوگوں کو کسی نہ کسی صورت سے ہالیفڈ کو گرفتار کرنا ہو گا۔ اس میں کوتاہی نہ ہونا چاہیئے۔

موٹلے سے گفتگو ختم کرنے کے بعد ٹیلیفون بند کر دہ ہال میں آیا جہاں نوکر کھڑا ہوا انتظار کر رہا تھا۔

" میں باہر جا رہا ہوں۔ اور میرے لوٹنے تک تم انتظار کرنا " ادبری ین نے سلیون سے کہا اور گیراج سے اپنا کیڈیلاک موٹر نکال کر تیزی سے میڈکس کورٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

اسے وہاں پہنچنے میں دس منٹ سے کم ہی لگے ہوں گے لیکن اس قلیل عرصہ ہی میں اس نے ایک من گھڑت قصہ تیار کر لیا۔ کیونکہ اس کو بہر حال گلڈا کو باور کرانا تھا کہ جانی کی موت میں اسکا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ وہ گلڈا سے کہہ چکا تھا کہ جانی کو پیرس کے لئے ہوائی جہاز پر وہ خود بٹھا کر آیا ہے۔ اب اسکا توڑ یہی ہو سکتا تھا کہ انجن کی خرابی کے باعث ہوائی جہاز لوٹ آیا اور جانی وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ یہی سر دست سب سے بہترین بیان ہو سکتا ہے۔ اور گلڈا جانی کی موت کی خبر سن کر

اتنی پریشان ہو جائے گی کہ مزید سوال و جواب کی نوبت ہی نہ آئیگی۔
میڈکس کورٹ میں پہنچتے ہی جب اوبرائن لابی میں داخل ہوا تو نائٹ کلرک نے جلدی سے بڑھ کر لفٹ کا دروازہ کھول دیا اور کہنے لگا۔

"حضور ریس ڈورمین موجود ہیں؟"

اوبرائن بغیر کوئی جواب دئیے لفٹ پر چڑھ گیا جو کہ آن واحد میں سب سے آخری منزل پر جا کر رک گیا

جب لفٹ سے اتر کر وہ اس کے صدر دروازہ کی طرف جا رہا تھا تو سوچنے لگا کہ بیچاری گلڈا بستر استراحت پر ہوگی، یہ خبر اس کے لئے بڑی ہی روح فرسا ہوگی گلڈا کے دروازے پر جا کر اوبرائن نے گھنٹی بجائی، اور ذرا ہی وقفہ کے بعد اندر سے گلڈا نے پوچھا۔ "کون ہے؟"

"میں ہوں سین۔ پیاری مجھ کو اندر آنے دو۔"

اس نے دروازہ کھول دیا۔
مگر اوبرائن کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ وہ اس کی طرف پشت اور کمرہ نشست کی طرف رخ کئے ہوئے تھی، اور اس کے ہاتھ میں ریوالور بھی تھا۔ جسے دیکھ کر وہ صدر درجہ متحیر ہوا اور اس نے پوچھا "کیا معاملہ ہے گلڈا؟"
لیکن فوراً ہی جب اس کی نظر نشست کے کمرہ کی طرف گئی تو معلوم ہوا کہ ایک شخص سراسیمہ و نڈھال ایک کرسی پر بیٹھا ہوا خوفزدہ حالت میں اسکی طرف دیکھ رہا ہے۔
"یہ کوئی چور اچکا یا بدمعاش ہے" اوبرائن نے پوچھا۔ "لاؤ ریوالور مجھ کو دے دو۔" اور ریوالور گلڈا کے ہاتھ سے لیتے ہوئے وہ کمرہ نشست میں آ کر

بولا "تم کون ہو؟"

"یہی وہ شخص ہے جس نے کارسن کو قتل کیا تھا" گلڈا نے ہانپتے ہوئے کہا

"کیا تمھارا نام ہالینڈ ہے؟" اوبرائن نے ڈانٹ کر پوچھا۔

"ہاں" ہالینڈ نے جواب دیا "لیکن میں نے اس کو نہیں قتل کیا"

"خوب" اوبرائن نے جواب دیا "یہ باتیں تم جیوری کے سامنے بیان کرنا"

اور پھر گلڈا کی طرف مخاطب ہو کر اس نے پوچھا "یہ بیان کیا کر رہا تھا"

گلڈا نے کہا "یہ شخص کچھ پاگل ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ میرے پاس اس غرض سے آیا تھا کہ میں اسکو پناہ دوں لیکن یہ عجیب عجیب باتیں بتاتا ہے۔ کہتا ہے کہ جانی نے ایک پولیس مین کو گولی ماری اور خود بھی زخمی ہو گیا۔ یہی نہیں بلکہ یہ تو یہاں تک کہتا ہے کہ تم نے جانی کو قتل کروا دینے کا منصوبہ بنایا تھا اور اسی نے جانی کو بچایا ہے"

"یہ سب جھوٹ اور افترا ہے" اوبرائن نے کہا اور پھر ٹیلیفون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا "پولیس ہیڈکوارٹر کو اطلاع کرو۔ کیونکہ وہ سب ان حضرت سے ملنے کے بہت آرزومند ہیں"

"ٹھہریئے" ہالینڈ نے گلڈا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "آپ میرا کہا مانیں۔ کیونکہ میں نے اسی شخص کو جہاز پر آپ کے بھائی کے خلاف منصوبہ بناتے سنا تھا اور ......" جملہ نا تمام ہی تھا کہ "خاموش" کہہ کر اوبرائن نے اس کو طمنچے سے دھمکاتے ہوئے کہا "اگر اب کوئی لفظ نکلا تو اس کی گولی تمھارا سر پاش پاش کر دیگی" اور پھر گلڈا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "موٹلے کو فون کرو۔ وہ ان حضرت کا بندوبست کر دیگا"

لیکن جیسے ہی وہ ٹیلیفون کرنے کو بڑھی ویسے ہی دروازہ پر پھر گھنٹی بجی۔ اس نے

گھبرائی ہوئی نظروں سے اوبری ین کی طرف دیکھا۔ اس غیر متوقع گھنٹی بجنے کی آواز سن کر وہ کچھ ایسی مضطرب ہوگئی کہ ٹیلیفون کو اٹھاتے میں اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے مگر وہ گھنٹی کے بجنے پر اوبری ین نے پوچھا، کیا تمہارا کوئی ملاقاتی آنے والا تھا گلڈا نے کہا "نہیں"

"تم طمنچہ لے لو اور اس شخص کی نگرانی کرو۔ میں دروازہ کھول کر دیکھتا ہوں کہ کون ہے۔" کہتے ہوئے ریوالور گلڈا کے ہاتھ میں دے کر اوبری ین دروازہ کی طرف گیا اور نیم استعجاب وطیش میں دروازہ کھولا دروازہ کھولتے ہی اس نے دیکھا کہ لفٹننٹ اڈیس اپنے ہاتھ جیبوں میں کئے ہوئے برآمدہ میں کھڑا ہے جس کے چہرہ پر اوبری ین کو دیکھ کر تو کسی طرح کا تعجب نہیں ظاہر ہوا مگر خود اوبری ین نہایت متحیر ہوگیا۔

"تم یہاں کیوں گھومتے پھر رہے ہو؟" اوبری ین نے پوچھا۔

"کیا ہالینڈ یہاں موجود نہیں ہے؟" اڈیس نے نرمی سے جواب دیا۔

"تم کو کیسے معلوم ہوا کہ ہالینڈ یہاں موجود ہے؟" اوبری ین نے پوچھا۔

"مجھ کو اطلاع ملی ہے کہ وہ یہیں موجود ہے" اڈیس نے جواب دیا

اوبری ین نے دروازہ سے ہٹتے ہوئے کہا "آؤ اور اس کو اپنی حراست میں لے لو"

اڈیس ہال سے گذر کر کمرہ نشست میں داخل ہوا جہاں اس نے گلڈا کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر، ہالینڈ کی طرف دیکھا اور اس کو آنکھ ماری۔

"یہی وہ آدمی ہے جس نے فے کارین کو قتل کیا تھا" اوبری ین نے اڈیس سے

مخاطب ہو کر کہا۔ "اسکو اپنی حراست میں لو اور یہاں سے لے جاؤ۔"

لیکن ایڈیس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ نہیں۔ اس شخص نے مفے کارسن کو نہیں قتل کیا ہے۔"

"میں تم سے کہتا ہوں کہ اسی نے قتل کیا ہے۔" اوبری ین نے جھلا کر کہا۔ "کمشنر پولیس کے پاس اس شخص کے گرفتار کئے جانے کا مکمل مواد موجود ہے۔ مجھ سے بحث مت کرو اور اس پر فرد جرم عائد کرا کے اسے اپنی حراست میں لے جاؤ۔"

ایڈیس نے کہا۔ "کمشنر صاحب کی معلومات کا ذریعہ سارجنٹ ڈونوآن ہیں۔ جن کی فراہم کردہ معلومات قطعاً مہمل اور غلط ہیں۔" اسکے بعد اس نے گلڈا کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا۔ جس نے اب ریوالور دراز میں رکھ دیا تھا۔

"میں تم سے کہتا ہوں کہ اس شخص کو گرفتار کر لو۔ کیونکہ اگر ہوررڈ مطمئن ہو چکا ہے تو میں بھی بالکل مطمئن ہوں کہ یہی مفے کا قاتل ہے۔"

"لیکن میں کہتا ہوں کہ اس شخص نے یہ اقدام نہیں کیا ہے۔ اس کے علاوہ مجھ کو آزادانہ نجی طور پر تحقیقات کرنے کی ہدایت دی گئی تھی۔ اور میں نے تحقیقات کر کے اس عقدہ کو حل کر لیا ہے اور تفتیش کے بعد میں نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ شخص مفے کارسن کا قاتل نہیں ہے۔"

"تو میرا خیال ہے تم کہنے والے ہو کہ جانی ڈورمین نے ایسا کیا تھا۔" اوبری ین نے تمسخر میں کہا۔

ایڈیس نے کہا۔ "نہیں۔ جانی ڈورمین نے بھی نہیں قتل کیا۔"

ایڈیس کا یہ جواب سن کر اوبری ین بے چین ہو گیا اور اس نے کہا۔ "یہ پہیلیاں

مت بجھاؤ۔ صاف صاف بتاؤ کہ جیرنے کا قاتل کون شخص ہے ؟"

اڈیس نے کہا "یہ ایک طولانی داستان ہے ۔ بلکہ واقعات یہ ہیں کہ . . . . . "

جملہ نا تمام رہ جاتا ہے ۔ کیونکہ گلڈا بیچ میں بول اٹھتی ہے ۔

"سین ۔ میں ان لغویات کو سننا پسند نہیں کرتی ۔ کیا لفٹنٹ اس شخص کو گرفتار کر کے نہیں لے جا سکتے ۔ میں اب آرام کرنا چاہتی ہوں اور میرے لئے یہ خواہ مخواہ کی دردسری ہے "

"مس ڈورین ۔ آپ ان باتوں کو بڑی ہی دلچسپی سے سنیں گی " اوبری ین کے جواب دینے سے پہلے ہی اڈیس نے گلڈا سے مخاطب ہو کر کہا " فنے کارین صرف اس لئے قتل کی گئی کیونکہ آپ نے مورس یارڈلے سے شادی کر لی تھی ۔

گلڈا کا چہرہ ستا گیا اور وہ کھڑی کی کھڑی رہ گئی ۔

"کیا کہا تم نے ؟" اوبری ین نے جس کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور جاتا تھا، کہا۔ "کیا ان کی شادی یارڈلے سے ہو چکی ہے ؟ آخران باتوں سے تمھارا کیا مطلب ہے ؟"

گلڈا نے اوبری ین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

"سین ۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے ۔ ان کی باتوں میں مت آؤ ۔ بلکہ ان دونوں کو یہاں سے نکال دو "

"مس ڈورین ۔ آپ اس شادی کے معاملہ سے انکار نہیں کر سکتیں " اڈیس نے ہالینڈ کے پاس ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا "کیونکہ ابھی دس منٹ ہوئے ہیں کہ مجھکو اس شادی کے واقعہ کی تصدیق لاس انجلس سے ہوئی ہے ۔ آپ نے قریب تیرہ ماہ کا

عرصہ ہوا جب مورس یارڈلے سے شادی کی تھی۔ اور چار مہینے اس کے ساتھ رہنے کے بعد، آپ اس کو چھوڑ کر چلی آئیں۔ ان تمام واقعات کا ریکارڈ موجود ہے۔"

گلڈا کے بشرے سے یہ ظاہر ہو رہا تھا جیسے کہ وہ اپنے کو قابو میں رکھنے کی انتہائی کوشش کر رہی ہے۔ اپنے جسم کو خفیف سی حرکت دیتے ہوئے وہ ملچی اور اڈیس سے مخاطب ہوئی۔

"بہتر ہے" لڑکی نے ترش روئی سے کہا "اگر ان سب واقعات کا ریکارڈ ہے بھی تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ آپ کو ان معاملات میں دخیل ہونے کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ آپ کو ایسی باتوں کے کرنے کا حق ہے۔"

"مجھ کو پورا حق ہے" اڈیس نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر بدلتے ہوئے کہا "آپ کی شادی نے کارین کے قتل کا مدعا فراہم کرتی ہے۔"

گلڈا نے اوبرائن کی طرف دیکھا جو ساکت و سامت کھڑا ہوا تھا۔ اور جس کی آنکھوں میں اس وقت ایک خاص قسم کی چمک پیدا ہو گئی تھی۔

"سین تم ان کی باتوں کو ہرگز باور نہ کرنا۔ کیونکہ یا تو ان کا دماغ خراب ہو گیا ہے یا یہ اس وقت پی کر آئے ہیں جس کی وجہ سے یہ اول جلول باتیں کر رہے ہیں۔"

اوبرائن نے اڈیس سے کہا۔ ذرا سوچ سمجھ کر باتیں کرو۔

"میں کل صبح تک ان کی شادی کا مکمل ثبوت پیش کر سکتا ہوں" اڈیس نے بے رخی سے جواب دیا۔

اوبرائن نے گلڈا کے پاس جا کر اس کو اپنی آغوش میں لے لیا اور محبت بھری نگاہیں اس کے چہرہ پر ڈال کر پوچھا "پیاری کیا واقعی تم یارڈلے سے شادی کر چکی ہو؟"

گلدا نے پہلے پس و پیش کیا لیکن بعد کو کچھ سوچ کر کہنے لگی سین۔ مجھ کو سخت ندامت ہے کہ میں نے اس بات سے تم کو پہلے مطلع نہیں کیا۔ میں طلاق حاصل کر رہی ہوں۔ واقعی میں نے انتہائی نادانی کی جو اس کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ جس کی وجہ سے مجھے چند در چند مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اور میں اپنی اسی حرکت کی وجہ سے انتہائی خجل و پشیمان ہوں۔ کیونکہ مجھ کو اپنے کئے کی سزا مل چکی ہے۔ میں اس کے ساتھ ایک مہینہ سے بھی زیادہ نہیں رہی اور اس قلیل مدت میں ہی مجھ کو اچھی طرح سے معلوم ہو گیا کہ وہ کس قماش کا ہے۔ اسی لئے میں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے اور بہت جلد اس سے چھٹکارہ بھی مل جائے گا۔ لیکن میں اپنی اس سے شادی کر لینے پر اتنی شرمندہ تھی کہ تم سے اس کا تذکرہ کرنے کی بھی ہمت نہ کر پاتی تھی۔"

ادبرائن کے چہرہ پر مصنوعی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے دوشیزہ کے بازوؤں کو دباتے اور تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "خیر ان گذری ہوئی باتوں کو بھول جاؤ۔ سب ہی انسانوں سے غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ سب کچھ تمہارے حسب منشا ہی ہو جائے گا۔" اور پھر اینڈرسن کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "تم نے اپنی ٹانگ خواہ مخواہ ان سب معاملات میں اڑا دی ہے۔ اب فوری اس آدمی پر سفے کارسن کے قتل کا الزام لگاؤ۔ اور ایسی مضبوطی سے کہ یہ کسی طرح سے بھی چھٹکارہ نہ پا سکے۔ اسے اپنی حراست میں لیجاؤ۔ اگر تم نے کوئی اور رخنہ ڈالا تو میں تم کو پولیس کی ملازمت سے برطرف کر دوں گا۔"

اینڈرسن کی نظریں ادبرائن کی خشمگین نگاہوں سے چار ہوئیں۔ اور اس نے جواب دیا۔ "یہ نہیں ہو سکتا۔ اس شخص نے سفے کارسن کو قتل نہیں کیا۔ اسلئے میں اسے مجرم نہیں بنا سکتا۔"

ادبرائن نے برہم ہو کر پوچھا۔ "تو پھر یہ بتاؤ کہ سفے کا قاتل کون ہے؟"

ایڈیس نے گلڈا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"قطعی یہی اسکی قاتل ہیں۔"

ادبری ین برس پڑا "تم کو اس الزام لگانے کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ میں تم سے انتقام......" جملہ نا تمام رہ گیا کیونکہ اس کی نگاہیں گلڈا کے چہرہ پر پڑیں جو سفید ہو گیا تھا دوشیزہ کا ہاتھ لبوں پر تھا اور اسکی نظریں ادبری ین کے چہرہ سے ہٹ کر گھبرائی ہوئی فرش پر کسی چیز کی طرف پڑ رہی تھیں۔ چنانچہ اس کی نظریں بھی اسی طرف اٹھ گئیں جدھر گلڈا کی نظریں جمی ہوئی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ کمرۂ خواب کے دروازہ پر ایک خان کلر بی کینیر کتا کھڑا ہوا گلڈا کی طرف دیکھ رہا ہے۔

(۳)

عما کتا کمرۂ خواب کے دروازہ سے گذر کر، باورچی خانہ کے دروازہ کے سامنے جاکر رک گیا۔ اس نے دروازہ پر لگی ہوئی پالش کو کھرچنا شروع کیا۔ پھر کچھ کوں کوں کر کے زور سے دروازہ کو کھرچنے لگا۔

گلڈا چیخ اٹھی "ارے اس کو نکالو۔ ارے اس کو باہر نکالو۔"

"گلڈا" ادبری ین اس کی خوفزدہ آواز سن کر چلا اٹھا "کیوں کیا بات ہے؟"

ایڈیس فوراً کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا! وہ دو بڑے بڑے ڈگ لگا کر باورچی خانہ کے دروازہ کے پاس جا پہنچا۔ کتا سلسلن اشارے کئے جا رہا تھا اس لئے ایڈیس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی ایڈیس کی نظروں کے سامنے بڑا ہی بھیانک منظر تھا۔

سولے ٹنگ منہ کے بل فرش پر پڑا ہوا تھا اور اسکے پہلو میں خون ایک بھالے

کی شکل میں جمع ہو گیا تھا ـــــــ اور ایک آئس پک (برف کاٹنے والا اوزار) اسکے سینے میں پیوست تھا۔

کتا سوائے ٹنگ کے پاس جا کر اسکے چہرہ کو سونگھنے اور کوں کوں کر کے اپنی محبت و وفاداری کا اظہار کرنے لگا اور پھر باورچی خانے کی میز کے نیچے جا کر بیٹھ گیا۔

اڈیس نے پہلے ہالینڈ کی طرف دیکھا اور پھر ہال کے دروازہ کی طرف۔ اسکی آنکھوں میں اس وقت ایک خاص قسم کی چمک تھی۔

ہالینڈ اڈیس کا مطلب سمجھ گیا اور اٹھ کر ہال کے دروازہ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ گلڈا کو دیکھا گیا جس کا چہرہ ملتانی مٹی کی طرح سے پیلا پڑ چکا تھا خوف دہشت کے باعث نڈھال ہو کر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آپ شائد اس منظر کو دیکھنا پسند کریں گے؟" اڈیس نے طنز کے ساتھ اوبرین سے کہا۔

اڈیس کے کہنے پر اوبرین باورچی خانے میں آیا اور سوائے ٹنگ کی پیٹھ پر ایک لات مار کر اسے سیدھا کرتے ہوئے بغور اس کے بے حس و سفید چہرہ کو دیکھا گیا

"یہ کون ہے؟" انتہائی متوحش ہو کر اوبرین نے پوچھا۔

اڈیس نے کہا "یہ رنغیل سوائے ٹنگ ہے جو ایک زبردست بلیک میل کرنے والا شخص تھا۔"

عین اسی وقت کتا باورچی خانہ میں چھپی ہوئی میز کے نیچے سے نکل کر جوش کی حالت میں رفوبچیر یٹر کے پاس گیا اور کچھ دیر سونگھنے کے بعد کوں کوں کر کے اس کو

پھر چیخنے لگا "یہ بات اتنی ممکن نہیں ہو سکتی" ایڈیس دم بخود ہو کر بڑبڑایا "کہ وہ بھی نہیں ہو یہ"

"تم کیا بڑبڑا رہے ہو؟" اوبری ین نے پوچھا۔

کوئی جواب دینے کے بجائے ایڈیس نے بڑھ کر رفریجیریٹر کا ہینڈل گھمایا اور پٹ کھول دیا۔

اوبری ین کے منہ سے ندائے حیرت بلند ہوئی جب اس نے موریس یارڈلے کے جسد خاکی کے ٹکڑے رفریجیریٹر میں رکھے ہوئے دیکھے۔

"خدا کے لئے بتاؤ" وہ چلایا "یہ کون شخص ہے؟"

"یہ مس ڈورین کا شوہر موریس یارڈلے ہے" ایڈیس نے جواب دیا "میں خود حیران تھا کہ ان محترمہ نے اپنے شوہر کو کہاں چھپا کر رکھا ہے"

اوبری ین حیران و متعجب بدقت ہال میں پہنچا۔ جہاں گلڈا اس کو تجسس نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

"سین۔ تم باور کرو۔ یہ حرکت مجھ سے نہیں سرزد ہوئی ہے" گلڈا نے جبکہ اس کے سینہ میں سانس نہیں سمارہی تھی ہانپتے ہوئے کہا "میں تم سے قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں نے ان لاشوں کو اسی حالت میں رفریجیریٹر اور باورچی خانہ میں پڑا ہوا پایا ہے"

اوبری ین نے اس کے شانوں کو آہستہ آہستہ دباتے اور سہلاتے ہوئے کہا۔

"پیاری کوئی فکر مت کرو۔ میں تمہاری پشت پناہی پر ہوں" اور پھر ایڈیس کی طرف مخاطب ہو کر بولا جو کہ باورچی خانہ کے دروازہ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا، "ان تمام باتوں کا فیصلہ ہو جانا چاہئے۔"

"میں مس ڈوریتن یعنی مسز کارسن، یارڈلے اور ہوائٹ لنگ کے قتل کرنے کا الزام لگاتا ہوں" ایڈمس نے کہا۔ "اور ہم ہی اس کی ترتیب دیں گے۔"

اوبرین نے کہا "لیکن محترمہ خود ہی اس جرم سے انکار کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہی اس جرم کی مرتکب ہیں۔"

"میرے پاس صرف مسز کارسن کے قتل کئے جانے کے سلسلہ میں اتنے وزنی ثبوت موجود ہیں جو ان کو گرفتار کرنے کے لئے بہت کافی ہیں۔"

"ذرا میں بھی تو سنوں کہ وہ ثبوت کیا ہیں؟"

"سب سے پہلے مدعا ئے قتل دیکھا جاتا ہے اور اسی نکتہ کو میں پہلے عدم توجہی میں نظر انداز کر گیا تھا۔ جس کی وجہ سے مجھ کو جانی ڈونرمین پر قاتل ہونے کا شبہ ہوا۔ چونکہ وہ غیر مستقل مزاج اور زود رنج واقع ہوا ہے اور کچھ عرصہ ہوا اس نے مسز کو ہلاک کر دینے کی دھمکی دی تھی۔ اس لئے خیال اسی کی طرف جاتا تھا مگر واقعات کی روشنی میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ جب مسز کارسن اور ہالینڈ، ریسنگٹن اور لے یمور کے لئے روانہ ہو رہے تھے تو وہ روز کلب کے باہر دیکھا گیا۔ اس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ مسز کارسن کہاں رہتی تھی اس لئے ان دونوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے، وہ کسی حالت میں بھی وہاں نہ پہنچ سکتا تھا اس لئے مجھ کو اس کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد اپنا نظریہ بدلنا پڑا۔ اور مجھ کو معقول ذرائع سے معلوم ہوا کہ مونٹی یارڈلے اور مسز کارسن میں دو تین روز قبل کافی جھگڑا ہوا تھا اور مونٹی یارڈلے نے یہ کہا تھا کہ وہ مقتولہ کی گردن اڑا دیگا۔ اس لئے میں نے سوچا ممکن ہے وہی قاتل ہو۔ اور اسی نظریہ کے تحت میں اس ہوٹل میں گیا جہاں وہ قیام کیا کرتا تھا۔ لیکن وہ اپنے کمرے میں موجود نہ تھا، اور اسکے

کمرہ میں ہر چیز ناگفتہ بہ حالت میں ادھر ادھر بکھری پڑی تھی جس سے ظاہر ہوا کہ جو کوئی بھی یہاں
تھا اس کا مطمح نظر کسی قسم کی دستاویز یا کوئی اشد ضروری کاغذ کی تلاش تھی جس کو حاصل کرنے میں
اس نے ہر چیز کو الٹ پلٹ ڈالا مجھ کو کچھ شک ہوا اور ایسے ہی شکوک کو اپنے دل میں جگہ دینے
کی وجہ سے میں ایک اچھا تفتیش کنندہ اور نہایت کارآمد و تجربہ کار پولیس افسر تصور کیا جاتا ہوں
مجھ کو شک ہوا کہ مورس یا رنڈلے کی عدم موجودگی میں ان کے کمرہ میں چوروں کی طرح جس نے خلاف
قانون گھسنے والا اور سب چیزوں کو تتر بتر کر کے کسی اہم چیز کو حاصل کرنے کا ارادہ رکھنے والا
کوئی عورت تو نہیں ہے جو شادی کے سرٹیفکیٹ کو تلاش کرنے آئی ہو۔ پہلے خیال ہوا کہ شاید
درست نہ ہو۔ کیونکہ یہ صرف ایک معمولی سا قیاس تھا۔ مگر جب میں نے اس ایجنسی سے بذریعہ
فون یا رنڈلے کے بارے میں تحقیقات کی تو معلوم ہوا۔ کہ تیرہ ماہ قبل اس نے مس ڈورین سے
شادی کی تھی۔ اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے، ایڈیسن کمرے میں آگیا اور اپنے ہاتھوں کو جیبوں
میں ڈالے ہوئے ادھر ادھر ٹہلنے لگا اور اس کی آنکھوں میں بھی اس وقت ایک خاص قسم
کی چمک پیدا ہو گئی تھی۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے ایڈیسن کہنے لگا۔ اس کے علاوہ
مجھ کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مس ڈورین آپ سے شادی کرنے جا رہی تھیں۔ مجھے
خیال ہوا کہ معقول کرنیل رنڈلے اور گلڈا کی شادی کا علم ہو سکتا تھا اور یہ ایک ایسی بات تھی
جس سے وہ مس ڈورین کو اپنی مٹھی میں رکھ سکتی تھی۔ آپ دیکھتے جائیں یہ صرف قیاسات
ہیں مگر ان قیاسات ہی سے معاملہ قتل واضح ہونے لگتا ہے چنانچہ میں نے مس ڈورین
کے متعلق حرکت کی تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ کل شب وہ بلیو برڈ کلب گئی تھیں اور کارسن اور بالینڈ
کے مددگار ہونے سے آدھا گھنٹہ پیشتر کلب مذکور سے جا چکی تھیں۔ جس سے ظاہر ہوا کہ ان کے
ہنگامے کا جھگڑا کی جانے رہائش تک جانے کے لئے کافی وقت تھا۔ اور مس ڈورین اور

نے کارن کافی عرصہ تک ایک مکان میں ساتھ ساتھ رہ چکی تھیں جس سے ان کو مقتولہ کی
کنجی کو دری کے نیچے چھپا دینے کی عادت کا حال بخوبی معلوم تھا مقتولہ کے شب خوابی کے
کمرے میں جو کوئی بھی چھپا ہوا تھا، اس کے پاس وہاں کی کنجی کا ہونا لازمی تھا کیونکہ دروازہ کا
معائنہ کرنے سے معلوم ہوا کہ دروازہ کا قفل صحیح وسالم موجود تھا۔ اسلئے میری نظر انتخاب مس
ڈورمین پر پڑی۔ اس کے علاوہ یہاں کے نائٹ کلرک نے مجھ کو بتایا کہ موصوفہ کل شب
دو بجے تشریف لائی تھیں۔ قاتلہ کارن کی رہائش گاہ سے دو بجکر بیس منٹ پر بھاگ چکا تھا اور مقتولہ
کی رہائش گاہ سے یہاں تک بیس منٹ کا موٹر کا راستہ ہے۔ اب آپ خود ہی نتیجہ نکالیں کہ جو کچھ میں نے
بتایا ہے وہ واقعات حاضرہ سے کتنی مطابقت رکھتا ہے اور سنئے نائٹ کلرک نے مجھکو یہ بھی بتایا کہ مورس یارڈلے
کل شب نو بجے مس ڈورمین سے ملنے یہاں آیا تھا لیکن اس نے یارڈلے کو لوٹتے ہوئے
اب تک نہیں دیکھا جس سے ظاہر ہوا کہ یارڈلے موصوفہ سے غالباً ناجائز طور پر روپیہ وصول
کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور ممکن ہے اس نے مس ڈورمین سے یہ بھی بتا دیا ہو کہ مقتولہ
بھی شادی کا کل حال جانتی تھی چنانچہ مس ڈورمین کو قتل کر کے ریفریجریٹر میں بند کر دیا تاکہ
کسی موزوں ومناسب وقت پر اس کی لاش کو ٹھکانے لگا سکیں۔ اس کے بعد مس صاحبہ اپنے
ہوٹل گئیں۔ اور شادی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لینے کے بعد، تلف کر ڈالا۔ اسکے بعد مقتولہ
بلیومور وز کلب میں الیزبتھ کے ساتھ ملی اور مس کی واپسی سے قبل ہی اس کی رہائش گاہ میں داخل
ہو کر چھپ گئی اور کارن کو قتل کر دینے کے بعد، بجلی فیوز کر کے، یہاں واپس آ گئیں۔"

اوبرائن نے اپنی جیب سے سگریٹ نکالی اور سائڈ بورڈ پر رکھے ہوئے سگریٹ لائٹر
کو اٹھا کر سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا "مگر تم نے اپنے اس بیان میں کوئی ایسی خاص بات
نہیں بتائی جس کو ایک قابل وکیل چٹکیوں میں نہ اڑا سکے اور سنو۔۔۔ اب میں تم سے

ایک نئی بات بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جانی نے خود مجھ سے اقبال کیا کہ اسی نے فے کارکنا کو قتل کیا تھا۔

اڈیس نے اپنا سر ہلا کر آہستہ سے کہا: "اس نے آپ سے صرف اس لئے کہا ہوگا کہ کہیں آپ مس ڈورین کے سر ایک قتل کا الزام ہونے کی وجہ سے اس سے شادی نہ کریں، یقیناً وہ بھی ایک امیر آدمی کا برادر نسبتی بن کر بہتی گنگا میں نہانے کی تمنا رکھتا ہوگا۔

"تم یہ جرم مس ڈورین پر عائد نہیں کر سکتے" اوبری ین نے جس کا چہرہ سخت ہو کر کھنچتا چلا جا رہا تھا، کہا: "بلکہ میرا خیال ہے تم کو اس مقدمہ سے دست بردار ہونا پڑے گا"

اڈیس نے کہا "میں دست بردار ہونے والا شخص نہیں ہوں۔ میں تو ہفتہ عشرہ میں اس کیس کو اتنا کس دوں گا کہ بڑے سے بڑا وکیل بھی اُسے نہ ہلا سکے گا"

اوبری ین نے سگریٹ لائٹر رکھ کر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ریوالور نکال کر اس کی طرف کرتے ہوئے بولا۔

"بالکل جنبش نہ کرنا ورنہ تمہارا ابھی پاش پاش کر دوں گا" پھر ہالینڈ کی طرف دیکھ کر جو کہ بدستور دروازہ سے ٹیک لگائے کھڑا تھا مخاطب ہوا "تم بھی اسی طرف آجاؤ"

ہالینڈ بغیر کسی حیل حجت کے خاموشی کے ساتھ اڈیس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

لیکن اوبری ین کے برتاؤ کی اس اچانک تبدیلی سے اڈیس پر کوئی خاص اثر نہ ہوا۔ وہ بغیر کسی پریشانی یا اضطرابی کا اظہار کئے ہوئے بولا "اوبری ین۔ تمہاری اس حرکت سے کوئی مفید مطلب نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ ملزم کسی صورت سے بچ نہ سکے گی۔ باورچی خانہ میں پڑی ہوئی دو آدمیوں کی لاشیں ہی اس کو ملزم ٹھہرانے کے لئے کافی ہیں۔ ممکن ہے کارکن کے قتل سے وہ کسی طرح بری بھی ہو جائے لیکن یہ دونوں لاشیں اسکو بجلی کی کرسی مرگ تک ضرور پہنچا دینگی

"تم حرف بہ حرف صحیح نتیجے پر پہنچ چکے ہو۔" اوبرائن نے جواب دیا۔ "لیکن تم میں میرے برابر منصوبہ بندی و ترکیب سازی کی استعداد و قابلیت نہیں ہے۔ ممکن ہے تم ایک کامیاب اور ہوشیار و تجربہ کار پولیس آفسر ہو، لیکن پھر بھی میں تم کو معتوب کر سکتا ہوں اور تم میری نظر میں ایک طفل مکتب سے زیادہ نہیں۔"

اس کے بعد اوبرائن نے ایڈیسن کی طرف سے نظریں ہٹاتے ہوئے گلڈا سے مخاطب ہو کر کہا، جو کہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ "ڈیو ہائٹ کو ایسینڈول میں ۵۰۷۲ نمبر پر فون کرو۔ اور کہو کہ چار آدمیوں کو لے کر فوراً یہاں چلا آئے۔"

گلڈا ٹیلیفون کرنے کو بڑھی لیکن ایڈیسن بول اٹھا۔

"تم کو اس عمل سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تمہاری سب محنتیں اور کاوشیں رائیگاں جائیں گی۔"

اوبرائن نے ایک قہقہہ لگا کر کہا۔ "خوب۔ تم سمجھتے ہو کہ میری کوششیں رائیگاں جائیں گی، تو سنو کہ کیا ہونے جا رہا ہے۔"

ایک شیطانی چمک اوبرائن کی آنکھوں میں پیدا ہوئی اور اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "تھوڑی ہی دیر کے اندر تم، ہالینڈ اور نائٹ کلرک میرے آدمیوں کے ہاتھ راہ عدم اختیار کر لو گے۔ تم نیچے لابی میں ہالینڈ کے پستول کی گولی سے مردہ پڑے ہو گے اور ہالینڈ کے سینے میں تمہارے ریوالور کی گولی کا نشانہ بن چکا ہو گا۔ رہ گیا نائٹ کلرک اس کے متعلق یہ سمجھا جائے گا کہ وہ تم دونوں میں سے کسی کی گولی سے مر گیا ہو گا۔ کہو کیا ایسا ہونا ممکن نہیں؟"

ایڈیسن نے جواب دیا۔ "ہو سکتا ہے کہ ممکن ہو جائے۔"

اوبرائن نے کہا۔ "یقیناً ہو کر ہی رہے گا۔ اس صورت میں نفتے کارسن کے قتل کا

الزام ہالینڈ پر برقرار رہے گا۔ آیا جناب ایڈیسن صاحب آپ کے خیال شریف میں۔
میں ایسے ہی کاموں کو مکمل منصوبہ بندی اور باکمال ترکیب سازی بناتا ہوں۔"

گلڈا اسی لرزہ براندام تھی کہ وہ ریسیور کو ٹھیک سے ہاتھوں میں نہ پکڑ سکی۔ چنانچہ کہنے لگی "مسٹر میں فون نہیں کر پاؤں گی۔"

اوبری ین نے کہا "خیر کوئی بات نہیں۔ میں خود کروں گا۔ تم اپنے شب خوابی کے کمرہ میں جاؤ اور آرام کرو۔ بالکل پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم بالکل بری ہو اور تمہارے اوپر اب کسی طرح کا کوئی الزام نہ لگ سکے گا، جاؤ اور بے فکر ہو کر آرام کرو۔"

پس گلڈا اوبری ین کے کہنے پر نڈھال حالت میں اپنے کمرہ خواب میں گئی اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

اس کے بعد اوبری ین نے ایڈیسن کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "ٹھہرو ابھی بتاتا ہوں۔"

اس نے سوائے تنگ کے کتے لیو کو باورچی خانہ سے باہر نکلتے نہیں دیکھا تھا۔

چنانچہ کتا کترا تا ہوا وہاں آیا جہاں اوبری ین کھڑا ہوا تھا اور یک بہ یک اپنے پنجے اس کے گھٹنوں پر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

بھو چکا ہو کر حیرانی کی عالم میں اوبری ین نے نیچے دیکھا اور لات مار کر کتے کو ہٹا دیا، لیکن عین اسی وقت ایڈیسن کا ہاتھ اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں گیا اور ایک ریوالور لئے ہوئے نکلا۔

اوبری ین نے فوراً گولی چلا دی لیکن نشانہ خطا ہو گیا۔

اس کے جواب میں ایڈیسن کا ریوالور گرجا اور خون کا ایک سرخ دھبہ اوبری ین کی

داہنی آنکھ کے نیچے نمودار ہوا، اور جب اڈیس نے دوبارہ گولی چلائی تو وہ لڑکھڑایا اور اسکاریلا اور ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا، ساتھ ہی وہ خود بھی منہ کے بل گر پڑا۔

"اس پاجی نے مجھ کو ایسا پریشان کیا تھا کہ میں پسینہ میں شرابور ہو گیا" اڈیس نے آہستہ سے کہا۔ اور پھر کندھوں کو کلبلاتے ہوئے اس نے ہالینڈ سے پوچھا "کیا تم کو بھی پسینہ آ گیا تھا؟"

ہالینڈ کوئی جواب نہ دے سکا۔ بلکہ بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

اڈیس نے اس کی طرف دیکھا اور کندھے ہلاتا ہوا تیزی سے کمرہ خواب کے پاس گیا اور ہینڈل گھما کر دروازہ کھول دیا۔

گلڈا کمرہ کے بیچ میں کھڑی ہوئی تھی، اس کے ہاتھ کانوں پر تھے اور چہرہ شدت اضطراب سے اترا ہوا تھا۔ اڈیس کو دیکھتے ہی ایک تیز چیخ اس کے منہ سے نکل گئی۔

"ان چونچلوں سے کچھ نہ ہوگا" اڈیس نے کہا "اب تم کو ہر بات کی جواب دہی کرنا ہوگی۔ ہم ہیڈکوارٹر میں چل کر تم سے پوچھ گچھ کریں گے۔"

گلڈا نے کہا "خبردار ہو جو میری طرف بڑھے، مجھ سے دور ہی رہو" اس کا چہرہ فرط خوف سے بھیانک اور بدنما ہو گیا تھا۔

"جیوری کے افراد تمھاری صاف بلورین کو دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے" اڈیس نے طنزیہ کہا "اور وہ تمہارے ملائک فریب حسن کو دیکھ کر صرف بیس سال قید بامشقت کی ہی سزا دیں گے۔"

گلڈا فوراً پلٹی اور چار پانچ چھلانگیں مار کر پردہ لگی ہوئی بڑی کھڑکی پر چڑھ گئی، اور

وہاں رکی نہیں۔ بلکہ معہ پردہ کے باہر کی طرف جا رہی۔

ایک خوفناک چیخ ایڈمس کو اس وقت سن پڑی جب سولہ منزلہ عمارت سے گلڈا کا جسم نیچے کی طرف جا رہا تھا۔

ایڈمس جلدی سے کمرۂ نشست میں آیا جہاں ہالینڈ اپنے سر کو ہاتھوں سے پکڑے بیٹھا تھا ہالینڈ کی طرف توجہ نہ کرتے ہوئے ایڈمس نے فون پر کہا۔

"فوراً ایمبولینس اور سپاہیوں کا ایک دستہ ۵ ہم میڈکس کورٹ میں لاؤ۔ جب میں کسی کام کے لئے فوراً کا لفظ استعمال کروں تو اسکا مطلب ہے کہ وہ کام آناً فاناً ہو جائے میں بڑی بےچینی سے ایمبولینس اور پولیس اسکواڈ کا انتظار کر رہا ہوں"

ریسور کو رکھ کر وہ ہالینڈ کے پاس آیا اور اس کو جھنجھوڑ کر کہنے لگا "ارے بندہ خدا اب جاؤ یہاں سے۔ کیا تم اپنے گھر نہیں جانا چاہتے؟"

ہالینڈ ہکا بکا اس کو دیکھتا رہ گیا۔

"اب کاہے کو پریشان ہو۔" ایڈمس نے کہا "تم بالکل بری ہو۔ تم خاموش رہنا اور کسی سے اس واقعہ کا کوئی ذکر نہ کرنا۔ پولیس کی زبان سے تمھارے بارے میں اب ایک لفظ بھی نہیں نکلے گا۔ اب تم کو کسی طرح کا اندیشہ نہ ہونا چاہیئے۔ جاؤ اور گھر پر آرام کرو"

ہالینڈ اتنا مختل الحواس تھا کہ اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ ادا ہو سکا۔ اور کسمساتا ہوا دروازہ کے پاس گیا۔ لیکن ایڈمس نے پکار کر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا "اس کتے کا کیا حشر ہوگا؟۔ کیا تم اس کو اپنے گھر میں پناہ دینا منظور کرو گے؟"

ہالینڈ نے سہمی ہوئی نظروں سے کتے کی طرف دیکھا۔

"نہیں" اس نے شکستہ آواز میں جواب دیا "میرے لئے یہی بہتر ہے کہ میاں بیوی

زندگی میں دوبارہ کسی پیکانیز کتے کو نہ دیکھوں" کہتا ہوا وہ زینے پر سے لڑکھڑاتا اتر گیا۔

(۱۴)

دوسری صبح ساڑھے آٹھ بجنے سے چند منٹ پہلے، ہالینڈ نے اپنا موٹر مارٹل اوینیو کے نکڑ پر روکا۔ چند منٹ انتظار کرنے کے بعد اس نے پارکر کو اپنا پھاٹک کھولتے اور اسی طرف آتے دیکھا۔

حسب عادت پارکر نے اس وقت کوئی چہل بازی نہ کی وہ ہالینڈ کے پاس آیا مگر اس طرح جیسے کہ وہ زبردستی اپنے پیروں کو گھسیٹ رہا ہو۔

ہالینڈ موٹر سے اترتے ہوئے بولا "میں نے سوچا کہ تم کو بینک لیتا جاؤں۔"

پارکر نے غصے سے کہا۔ "تم بینک نہیں جا سکتے۔ کیونکہ پولیس تمہاری تلاش میں ہے تم کو بہر صورت گرفتار ہونا پڑیگا۔ سارا دن میں اپنے ساتھ تم کو نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ معلوم نہیں کس وقت پولیس آدھمکے اس لئے میں معذور ہوں۔"

"ابھی کیا کہہ رہے ہو" ہالینڈ نے جواب دیا۔ "میں پولیس سے مل چکا ہوں اور سب واقعات بتا دئے ہیں۔ انھوں نے قاتل کو کل شب پکڑ لیا! اور میں بالکل بری ہوں۔"

پارکر سکتہ میں ہو گیا۔ اور پھر حواس درست کرتے ہوئے بولا۔ کیا پولیس نے قاتل کو گرفتار کرلیا گویا اس کا مطلب ہے کہ تم نے نانسی کارن کو قتل نہیں کیا تھا۔

"ارے احمق قطعی نہیں۔ لیکن اب میں تم سے زیادہ چینگ پر بڑھاؤں گا۔ تمھاری ہی وجہ سے مجھ پر یہ مصیبت نازل ہوئی تھی۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ تم نے اس واقعہ کا ذکر اپنی بیوی سے تو نہیں کیا۔"

پارکر نے کہا، "تم بھی کیسی احمقانہ بات کرتے ہو اگر میں اپنی بیوی سے یہ ذکر کرتا تو وہ قطعی یہی سمجھتی کہ میں خود بھی غصے سے پاگل ہو رہا ہونگا۔"

پارکر کا جواب سن کر ہالینڈ کی جان میں جان آئی اور مارے خوشی کے اس کی باچھیں کھل گئیں۔ اپنے دوست کی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے اس نے کہا، تب تو میں ہر طرح سے مطمئن ہوں۔ کیونکہ ان کو اس واقعہ کے متعلق کچھ بھی علم نہ ہو سکے گا۔

پارکر نے کہا، مگر میری بیوی نے تو جیسے چپ کا روزہ رکھ لیا ہے۔ اس خبیث پولیس افسر نے جو شگوفہ چھوڑا تھا اس نے میری بیوی کو صد درجہ مضمحل اور غمگین بنا دیا ہے۔

ہالینڈ نے کہا، اسکے لئے تم فکر نہ کرو، آسان ترکیب یہ ہے کہ اس کیلئے کوئی قیمتی خوشنما تحفہ لے آؤ روٹھی ہوئی بیویوں کو منانے کا یہی آسان نسخہ ہے۔

پارکر نے کہا، بہتر ہے یہی ترکیب عمل میں لاؤں گا۔

ہالینڈ نے کہا، اچھا آؤ اب بینک چلیں یہاں کب تک کھڑے رہیں گے۔

اور دفتر میں بیٹھنے کے بعد ہالینڈ نے کہا آج ہی صبح ان کا خط آیا ہے آج کے پانچویں روز وہ آرہی ہے۔

پارکر نے کہا، پھر کیا ہے مبارک ہو

(۵)

پانچ دن بعد، ہالینڈ پلیٹ فارم پر اس گاڑی کے انتظار میں کھڑا ہوا تھا جس سے ان گھر کو واپس آرہی تھی۔

وہ اس موقعہ پر اپنے کو انتہائی خوش نصیب تصور کر رہا تھا۔ کیونکہ چار دن سے متواتر وہ بنگلہ کی صفائی اور باغ کی تراش خراش میں مصروف رہا تھا۔ کل وہ کام جن کے بارے میں ان گذشتہ کئی مہینوں سے فرمائشیں کیا کرتی تھی اور جو کسی نہ کسی سبب سے ٹال دیئے جاتے تھے، مکمل کر لئے گئے تھے۔ تاکہ ان شوہر کی یہ کارگزاریاں دیکھتے ہی کھل اٹھے۔

تیس گھنٹے

گاڑی آتے ہی ہالینڈ نے دور سے این کا حسین چہرہ دیکھ لیا، کیونکہ وہ کھڑکی سے باہر جھکی ہوئی تھی دونوں نے مارے خوشی کے ہاتھ ہلا کر اشارے کرنا شروع کر دیئے۔ پھر چند سکنڈ بعد این اس کی آغوش میں تھی۔

ہالینڈ نے کہا، پیاری۔ تمہاری جدائی میرے لئے بڑی شاق تھی۔

دونوں میں خوب شکوہ و شکایت ہوئی مگر دونوں اتنی خوشی میں تھے کہ ایک دوسرے کے لفظ نہ سن پائے۔

اس کے بعد این نے غور سے اسے دیکھ کر پوچھا ارے پریتم اتنے دبلے کیوں ہو گئے ہو۔

ہالینڈ نے مسکرا کر کہا، تمہاری جدائی میں دبلا نہیں تو کیا موٹا ہو سکتا ہوں۔

این نے کہا، تب تو میں آئندہ تمہیں تنہا چھوڑ کر کہیں باہر نہ جاؤں گی۔

ہالینڈ نے کہا، میں خود ہی ایسا نہ ہونے دوں گا۔ اسکے بعد دونوں پیار و محبت کی باتیں کرتے ہوئے گھر پہنچ گئے۔

اچانک این نے سحر کن لہجہ میں کہا۔

"ارے پیارے! کیا یہی تمہارا میرے لئے سب سے عجوبہ تحفہ ہے؟ واقعی بڑا پیارا ہے!"

ہالینڈ نے مڑ کر اس طرف دیکھا جدھر این اشارہ کر رہی تھی تو اس نے دیکھا کہ دروازہ کی دہلیز پر ایک فان کلر سپینیئر کتا بیٹھا ہوا اپنی سرخ سرخ ابھری ہوئی آنکھوں سے ہالینڈ کی طرف دیکھ رہا ہے۔

ختم شد